تاریخ کربلا و نجف

از قلم

حجۃ الاسلام علامہ جزائری مفتی سید طیب آغا مدظلہ
امام جمعہ جامع حائری وسن پورہ لاہور

ناشر
ادارہ علوم آل محمدؐ بی ۱۲ اشاد باغ لاہور

خدا نے ایک گروہ سے (جس کو اس زمین کے فراعنہ نہیں پہچانتے
لیکن آسمان والے جانتے ہیں) ایک عہد لیا ہے جس کی بنا پر وہ ان بکھرے ہوئے اعضا
اور خون میں لتھڑے اجسام کو جمع کریں گے اور ان کو زمین میں دفن کریں گے۔
اس کے بعد سید الشہداء کی قبر پر ایک ایسا علم نصب کریں گے جو مرور ایام
و لیالی کے بعد بھی سرنگوں نہ کیا جا سکے گا۔ اگرچہ آئمہ کفر و ضلالت اس
علم و نشان کے مٹانے کی انتھک کوشش کریں گے۔ مگر ان کی کوششوں کے
برخلاف یہ پرچم حسینی ہمیشہ سربلند ہی ہوتا جائے گا!" یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا
کے معصوم فرشتے جبرئیل کی زبان سے نکلے۔ معصوم نبی کے کانوں نے سنے اور
علی و فاطمہ و حسن و حسین کے سینوں سے منتقل ہوتے ہوئے بطلہ کربلا حضرت زینب
کی زبان پر اس وقت جاری ہوئے جب باپ کا عریاں لاشہ دیکھ کر زنجیروں
میں جکڑے ہوئے فرزند کی روح مائل بہ پرواز تھی۔ اور آج لاکھوں شب و روز
کے گزرنے کے بعد بھی جن کا مشاہدہ ہماری نگاہیں کر رہی ہیں، زیر نظر کتاب میں
رب العزت کے اس اٹل وعدہ کو واقعات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے



تمثال مبارک حجۃ الاسلام کہف الانام علامہ مفتی سید طیب آغا الموسوی
الجزائری (مؤلف کتاب ہذا)

فہرست

یُوں تو دنیا کے ہر خطہ پر مظلوموں کا خون پانی کی طرح بہایا گیا، ہر بقعۂ زمین شہداء کے لہو سے لالہ زار بنا، مگر ــــــ حقیقت یہ ہے کہ "کربلا" کی مختصر سی زمین پر انسانی خون جس بے دردی کے ساتھ بہایا گیا عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ عام طور سے خیال کیا جاتا ہوگا کہ ایک روز عاشورہ وہ روز تھا کہ جس دن عرصہ کربلا پر ظلم وجور کی آندھیاں چل رہی تھیں۔ تمام بشریت پامال ہو رہا تھا۔ حالانکہ اس سرزمین پر طلوع ہونے والے چاند و سورج نے نہ معلوم کتنی بار اس باغ کو اجڑتے دیکھا کہ جس کی آبیاری سیدالشہداء نے اپنے خون تازہ سے کی تھی۔ حسینؑ نے جس عَلم کو اپنے بے بہا خون سے رنگ کر دنیا کی ہدایت کے لئے زمین کربلا پر نصب کیا تھا۔ اس کو گرانے کے لئے یکے بعد دیگرے مسلسل ہاتھ اٹھے، اس کے مٹانے کی خاطر اس مقدس شہر کو متعدد بار آگ لگائی گئی، اس کو لوٹا گیا، اس کے بازاروں کو لاشوں سے پاٹا گیا، صحنِ اقدس میں خون کے دریا جاری کر دیئے مگر ــــــ کیا سرنگوں ہو گیا یہ عَلم؟ نابود ہو گیا یہ نشان؟ اس کا جواب زبانِ قلم کے بدلے، طلائی گنبد پر لہراتا ہوا وہ "سُرخ پرچم" دے گا ــــــ جس میں حسینؑ۔ عباسؑ۔ قاسمؑ۔ علی اکبرؑ کے علاوہ سرزمین کربلا پر سر کٹانے والے اور خون بہانے والے اُن تمام سرفروشوں کے لہو کی سُرخی سمٹ کر آ گئی ہے کہ جو عاشورہ سے لیکر آج تک اس عَلم کی وجہ سے قتل ہوتے چلے آ رہے ہیں"

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم دنیا کی اس اہم ترین خطۂ ارضی کے حالات و خصوصیات پیش کرتے ہیں کہ جو نہ صرف قبلہ ارباب دل ہے بلکہ جس کو اپنے خصوصیات تکوینی و آثار وضعی کی بناء پر ابراہیم خلیل اللہ کے بنائے کعبہ پر بدرجہا فوقیت حاصل ہے۔

زمین کربلا اور اس کے مختلف نظارے

آسمان پر چاند، سورج، ستارے۔ زمین پر آدمی، درخت، دریا بلکہ فلک دوّار کے زیر سایہ بسنے والی جس چیز کو بنظر غائر دیکھو تو وہ انقلاب و حوادث کا ایک محیر العقول نمونہ معلوم ہوگی۔ یہ چودھویں کا چاند کیا ہمیشہ ہی ایسا تھا جواب میں ہلال نو سے لیکر بدر کامل بننے تک چودہ شکلیں سامنے آجائیں گی جو ماہتاب اس وقت اپنی بھرپور دلکشی میں روشن و منوّر نظر آرہا ہے۔ وہ اتنا خفیف تھا کہ ہزاروں مشتاقان دید کی گہری نگاہیں بھی اُس کو تلاش نہ کرسکتی تھیں۔ آفتاب نصف النہار سے اگر پوچھو تو کہے گا کہ کیا وقت طلوع میرا زردی مائل چہرہ پیش نظر نہیں صبح سے دوپہر تک نہ معلوم کتنے تغیّرات سے دوچار ہوا ہوں تب اس قابل بنا کہ میرے حسن جہاں سوز پر کسی کی نظر نہیں ٹھہرتی! یہ حضرت انسان کتنے تغیّرات کا مجموعہ ہیں کبھی اس پر غور کیا ہے؟ یہ سر بلندی کے ساتھ چلنے والا اور اپنے فضل و کمال پر اترانے والا آدمی سب سے پہلے مٹی تھا، یہی مٹی جو پیروں کے نیچے آتی ہے! پھر ایک قطرہ گندیدہ بنا، پھر ایک لوتھڑے کی شکل میں آیا اس کے بعد پارۂ گوشت کی شکل اختیار کی جو بعد میں ایک ہیکل استخوانی بن گیا پھر اس کے اوپر گوشت کے پردے ڈالے گئے ان تمام مدارج کے بعد رُوح بدن میں آئی تب یہ آدمی، ـــــ آدمی بنا

اس سے بھی زائد پرلطف مثال اس کی یہ ہے کہ ایک ہی انسان کے مختلف فوٹو

پیدائش سے لیکر آخر عمر تک مثلاً پانچ پانچ برس کے وقفہ سے کھینچے جائیں پھر ان کو ایک سلسلہ سے پیش کر دیا جائے تو دوسرے لوگ ایک طرف خود صاحب تصویر اپنے طفلی کے بھولے بھالے خدوخال، نوجوانی کا پرشکوہ چہرہ پھر ضعیفی کا کمر خمیدہ انسان الغرض متباین مناظر کو دیکھ کر غرق دریائے حیرت ہو جائے گا۔ آیئے آج کربلا کو بھی اسی روشنی میں دیکھیں اور اس سرزمین کے مختلف نظارے احادیث وسیر کے آئینہ میں تلاش کریں۔

بازارِ مقابلہ

خطہ ہائے زمین میں بازار مقابلہ وتفاخر گرم ہے۔ مختلف محترم مقامات صف آرا ہیں۔ اگر ایک طرف باغ عدن کو اس پر فخر کہ سب سے پہلے آدم نے مجھ کو سرفراز کیا تو دوسری طرف مرقد آدم کو اس پر ناز ہے کہ مجھ کو تو ہمیشہ کے لئے اپنی خوابگاہ بنا لیا۔ کہیں وادی مقدس کی خودستائی کہ یہاں موسیٰ سے نبی کو پابرہنہ ہو جانے کا حکم ملا۔ تو طورِ سینا کو اپنی بلندی پر فخر ہے کہ یہاں موسیٰ کلیم اللہ مناجات کیا کرتے تھے۔ ان دونوں کے مقابلے میں بیت المقدس کا دعویٰ کہ مجھ سے بڑھ کر عزوشرف کا کون مالک ہو سکتا ہے؟ ابھی یہ سب مقابلے ہو ہی رہے تھے کہ زمین کعبہ سامنے آگئی کہ جس کی ہیبت سے سب خاموش ہو گئے۔ اس نے آتے ہی ببانگ دہل کہا "من مثلی" اگر کوئی میرا مثل ہو تو سامنے آجائے۔ دنیا میں سب سے پہلا گھر مجھ پر ہی بنایا جائے گا۔ مقام و منیٰ و زمزم جیسی دولتیں قدرت نے مجھ ہی کو عطا کی ہیں۔ میرے ہی دوش پر خدا کا وہ مشہور گھر بنے گا۔ جس کا طواف کرنے دور دور سے لوگ آئیں گے۔" یہ کلام وہ تھا جس کو سنکر سب دم بخود ہو گئے۔ اور قریب تھا کہ دنیا کی تمام زمینیں ارض کعبہ کی عظمت کے آگے اپنے سرنیاز کو خم کر دیں کہ ایک مرتبہ رب کائنات کی آواز آئی "لاتفتخری یا کعبۃ" (اے کعبہ کی زمین فخر نہ کر) کیونکہ

میں نے بیت معمور خلق کیا ہے اور اس کو ایک لاکھ مرتبہ تجھ پر فضیلت دی ہے میں نے عرش کو بنایا۔ اور اس کو تجھ سے اور بیت معمور سے ایک لاکھ مرتبہ افضل بنایا۔ اور ایک ارض طیبہ وہ ہے کہ جس کو میں نے تیری خلقت اور صرف تیری ہی نہیں بلکہ تمام زمینوں کی خلقت سے چوبیس ہزار برس پیشتر خلق کیا اور اس کے شرف و مرتبہ کو تیرے شرف بیت معمور کی منزلت اور عرش معلّٰی کی رفعت سے ایک لاکھ مرتبہ بڑھ چڑھ کر قرار دیا۔ (اور اے ارض کعبہ سُن کہ) اگر اس زمین کی حُرمت نہ ہوتی تو نہ تجھ کو خلق کرتا اور نہ سمٰوات و ارضین کو خلق کرتا۔" (یہ سُنکر) ارض کعبہ نے عرض کی کہ معبودا! وہ کونسی زمین ہے؟ ارشاد ہوا۔ "وہ ——— وہ زمین ہے کہ جس کی مٹّی کو میں نے یہ شرف دیا ہے کہ وہ ہر مرض کی دوا ہے۔"

"اے پالنے والے کچھ اور وضاحت ہو۔" کعبہ کی زمین نے عرض کی۔

جواب ملا۔

"یہ زمین وہ ہے کہ جس کے متعلق میں نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر روز اس پر نازل ہوں۔ ۔ ۔ ۔ اور وہاں کی خاک برکت کے لئے عرش پر لے کر آئیں۔

"اور کچھ توضیح ہو۔" زمین کعبہ پھر گڑگڑائی۔

"یہ وہ زمین ہے کہ جس میں دفن ہونے والے کے متعلق میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ اس پر عذاب کروں گا۔ اور نہ روز قیامت اس سے حساب کتاب لیا جائے گا۔" خدا کی طرف سے جواب ملا۔

"الٰہی اس متبرک زمین کا حال اب بھی مجھ پر نہ کھلا۔"

ارشاد ہوا۔

"یہ وہ زمین ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت سے چالیس برس پہلے میں نے قسم کھائی ہے

کہ قیامت کے روز اس کو اور اس کے رہنے والوں کو بلند کرکے عرش معلّٰی پر جگہ دُوں گا۔

"اور توضیح ہو" زمین کعبہ نے پھر کہا۔

فرمایا۔

"وہ —— وہ زمین ہے کہ اگر کسی نے اس پر یا اس کی خاک پر ایک مرتبہ سجدہ کر لیا تو ایسا ہے جیسے اُس نے ہزار سال میرا سجدہ کیا۔ ہزار سال میرے گھر کی حج کی اور ہزار روزے رکھے۔ ہزار نمازیں پڑھیں"۔

"اب تو اُس کا پُورا پتہ بتا دے۔ اے اللہ" زمین کعبہ نے اِلتجا کی۔

ارشاد ہوا (اے زمین کعبہ سُن!)۔

ھی ارض یقتل فیھا سبط النبی المختار وسید شباب اھل الجنۃ ابو عبد اللہ الحسین ویدفن فیھا مع عترتہ الطاھرۃ واصحابہ البررۃ

یہ وہ زمین ہے جس پر نبی مختار کا نواسہ، جوانان بہشت کا شہزادہ، ابو عبداللہ حسین قتل ہوگا۔ اور جہاں اپنی اولاد طاہرین اور اپنے اصحاب باوفا کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ یہ سُن کر زمین کعبہ رونے لگی۔

کربلا اور حضرت آدم :——

ابھی ثمر شجرۂ ممنوعہ کا ذائقہ بھی صحیح طور سے معلوم نہ ہوا تھا کہ قدرت کا پیار آمیز لہجہ بدلا اور جنت آواز آئی۔ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۚ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (سورہ اعراف ۲۴)

ہائیں! کیا میں نے تم دونوں کو اس شجرہ سے منع نہیں کیا تھا اور کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے — اب جنّت سے اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو اور زمین میں تمہارے لئے ایک عرصہ تک ٹھکانا اور سامان معیشت ہے۔

حضرت آدم جس وقت زمین پر اتارے گئے تو تلاش آب و غذا میں چاروں طرف سرگرداں تھے۔ یہاں تک کہ جب ارض کربلا پر پہونچے تو سینہ میں دل بیٹھنے لگا۔ اور شدید غم طاری ہوا۔ نشیب کہ جس میں حسین علیہ السلام ذبح ہونے والے تھے۔ جب آدم علیہ السلام وہاں پر پہنچے تو پاؤں میں ایسی ٹھوکر لگی کہ خون جاری ہو گیا۔ آدمؑ نے آسمان کی طرف رُخ کیا۔ اور عرض کی۔ معبود! کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہے جس کی یہ پاداش ملی؟

جواب ملا —— نہیں۔ بلکہ اس سرزمین پر تمہارا فرزند حسینؑ بے جرم و خطا قتل ہو گا۔ اس کی محبت نے تمہارا خون نکالا ہے۔

"کیا حسین کوئی نبی ہیں؟" آدم نے سوال کیا۔

"نبی تو نہیں البتہ جگر گوشۂ نبی ہیں"۔ جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے جواب دیا۔

"کون قتل کرے گا حسین کو؟ آدمؑ نے پھر پوچھا

"حسین کا قاتل یزید ہے۔ جو آسمان و زمین کا لعنت شدہ ہے"۔ جبرئیل نے کہا۔

"تو میں حسین کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ آدمؑ نے دریافت کیا۔

جبرئیل نے جواب دیا۔

"اُنکے قاتل پر لعن بھیجئے"۔ یہ سُنکر حضرت آدمؑ نے یزید پر چار مرتبہ لعنت بھیجی۔

کربلا اور حضرت نوحؑ :——

اس وقت ہر طرف بحر گرہ بیکر تھپیڑا لیتی ہوئی موجوں کے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی،

ایک طرف زمین پانی اُگل رہی ہے دوسری طرف آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں پانی موسلا دھار نہیں بلکہ چادروں کی شکل میں گر رہا ہے گویا زمین و آسمان میں مقابلہ ہو رہا ہے جہاں تھوڑی دیر پہلے زندگی کی چہل پہل تھی وہاں اب کوئی متنفس دکھائی نہیں دیتا۔ طائر بھی اب شل ہو کر پانی میں گر پڑے، سر بہ فلک عمارتیں، طویل القامت منارے، اونچے اونچے درخت سب غرق آب ہو گئے۔ حد ہے کہ پانی ان پہاڑوں کے سر سے بلند ہو گیا ہے جو غرور و تمکنت سے ہمیشہ سر اٹھائے رہتے تھے۔ بس پانی کے شور کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دیتا۔ ہاں اگر کبھی کوئی صدا سنائی دیتی ہے تو وہ کشتیِ نوحؑ کے مسافروں کی آواز تسبیح و تہلیل۔ بھلا اس پانی کی ریل پیل میں اس غضبناک تلاطم میں چوبی سفینہ کی کیا بساط، ایک پتہ سے بھی کم وقعت، نظر الٰہی اگر ایک پل کو ہٹ جائے تو غرق ہو جائے مرد و زن سہمے ہوئے خاموش بیٹھے ہیں عذاب الٰہی نے بدن میں کپکپی پیدا کر دی ہے۔ جب کوئی مہیب لہر آ کر کشتی کو سر پہ اٹھا لیتی ہے سب کی زبان سے خوف الٰہی سے کلمۂ استغفار نکل جاتا ہے۔ کشتی کا نہ کوئی چلانے والا ہے نہ کھینے والا مشیت الٰہی کے اشارے پر بہہ رہی ہے یہاں تک کہ بہتے بہتے مکہ کے حدود میں جا پہنچی یہاں آ کر قدرت الٰہی کا عجب تماشا نظر آیا۔ دیکھا کہ کعبہ کی زمین ڈوبنا تو در کنار تر تک نہیں ہوئی ہے۔ پانی جو گرد ہالہ بن گیا ہے۔ سفینہ بھی آگے بڑھا سات مرتبہ اس نے بھی طواف کیا جس کے بعد اس کا رُخ شمال کی طرف ہو گیا۔ بہتے بہتے ایک مرتبہ شدت کا طلاطم نظر آیا دیکھا کہ موجیں ایک محدود رقبہ میں اس طرح بیچین ہیں جیسے ماتم کر رہی ہوں اور کشتی نے ادھر ہی رُخ کیا خدا کی مرضی کے علاوہ اور کون اس کا ناخدا تھا جو اس طرف بڑھنے سے روکتا سب دم بخود بیٹھے رہے دیکھتے دیکھتے سفینہ اسی گرداب عظیم میں آ گیا اور ایسی حالت ہو گئی کہ سب کو غرقابی کا یقین ہو گیا بچے رونے لگے عورتیں فریاد کرنے لگیں، مرد سجدہ میں گر گئے اور نوحؑ ——— بوڑھے نبی نے ایک مرتبہ اپنا رُخ جانب آسمان کیا عرض کی

پیدا کرنے والے تو نے تو اس کشتی کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا؟ ——— جواب ملا۔ اے نوحؑ یہ کربلا ہے۔ یہاں سفینۂ آلِ محمدؐ اشقیائے امت کے ہاتھوں غرق کیا جائیگا۔

کربلا اور حضرت ابراہیمؑ ———

اللہ کا بوڑھا نبی، آتشِ نمرود کے امتحان سے گزرے ہوئے۔ عبدیت، نبوت، رسالت۔ خلت، امامت کے خلعتہائے فاخرہ زیب تن کئے ہوئے، بیٹے کو قربان گاہ پر لٹا کر "قد صدقت الرؤیا" کا تمغہ لگائے ہوئے۔ "فدیناہ بذبح عظیم" کا تاج پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار سرزمین عراق پر سے گزر رہا ہے کہ ایک مرتبہ گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ خلیل خدا گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور آپ کا سر پھٹ گیا خون بہنے لگا۔ خدا کے خلیل نے استغفار کرنے کے بعد عرض کی۔ پالنے والے! مجھ سے کونسی خطا سرزد ہوئی۔

جواب ملا۔

کوئی خطا نہیں کی ——— البتہ یہ زمین وہ ہے جس پر فرزند خاتم النبیّین کا خون بہے گا۔ لہذا اُن کی تاسی میں تمہارا بھی خون بہا ہے۔

"حسین کو کون قتل کرے گا" ابراہیمؑ نے دریافت کیا۔

جواب ملا۔

"یزید، کہ جو تمام زمین اور آسمان کا لعین ہے" ——— یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ نے بھی دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بڑی دیر تک لعنت کرتے رہے۔

کربلا اور حضرت اسمٰعیلؑ ———

چوڑا چکلا جسم، گندمی رنگت، تن پہ موٹے بالوں کا کھردرا کرتا۔ پیروں میں نعلین عربی جس کا

تسمہ لیف خرمہ سے درست کیا گیا ہے۔ ہاتھ میں بادام تلخ کا عصا، آگے آگے معصوم صورت بھیڑوں کا گلہ یہ ہیں جناب اسماعیل ذبیح اللہ۔ بھیڑوں کو لیکر اس وادی میں آئے ہیں جو دریائے فرات کے کنارے واقع ہے۔ آفتاب اگرچہ غروب ہوا چاہتا ہے۔ مگر میدان کے سنگریزے ابھی تک دن بھر کی تمازت سے سُرخ ہو رہے ہیں۔ خدا کے نبی نے بھی بمقتضائے بشریت گرمی محسوس کی سامنے صاف شفاف لہریں لیتا ہوا دریا دیکھ کر طبیعت پانی کی طرف مائل ہوئی گوسفند بھی اشارہ پاکر فرات کی طرف ہو لئے خود بھی اترے مگر جبلّی رحم و کرم نے حیوان پر بھی سبقت کرنے کی اجازت نہ دی انتظار کیا کہ یہ پانی پی لیں تو میں بھی پیوں لیکن وہاں عجیب واقعہ نظر آیا کیا دیکھتے ہیں کہ بے زبان جانور پانی نہیں پیتے سب کے سب منہ اٹھائے کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت اسمٰعیلؑ کو بڑا اچنبا ہوا۔ ابھی اسی حیرت میں تھے اور اس معاملہ پر غور کر رہے تھے کہ اس سے بھی زائد عجیب تماشا دیکھا یعنی معصوم جانوروں کی آنکھیں اشکبار بھی ہیں۔ اب تو ذبیح اللہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی گھبرا کے درگاہِ احدیت میں عرض کی بارالٰہا یہ کیا معاملہ ہے۔ حیوان پانی کیوں نہیں پیتے روتے کیوں ہیں؟

جواب ملا ——— اسماعیل تم کو نہیں معلوم! ——— اس جگہ کا نام کربلا ہے۔ اور آج یوم عاشورہ۔

آج ہی کے دن یہیں اسی دریا کے کنارے میرا ایک عدیم النظیر بندہ پیاسا تہ تیغ کیا جائیگا تھوڑی دیر میں بھیڑوں کے ساتھ اسماعیل بھی گریہ میں شامل ہو گئے۔

کربلا اور حضرت موسیٰؑ: ———

منبر طور کا متکلّم، ابلی اژدہے کا معجز نما، فرعون عصر کی ناک رگڑنے والا ——— اللہ کے

پسندیدہ و برگزیدہ نبی ——— حضرت موسیٰؑ اپنے وصی یوشع بن نون کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ ان کا گذر کربلا کی زمین سے ہوا۔ اس زمین پر قدم رکھتے ہی بند نعل ٹوٹا ٹھوکر لگی اور پیر سے خون جاری ہو گیا۔

موسیٰ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی "کیا کوئی خطا سرزد ہوئی ہے"

جواب ملا ——— نہیں —— یہ جگہ وہ ہے کہ جہاں حسین کا خونِ ناحق بہایا جائے گا۔ تمہارا خون اُن کی تاسی میں بہا ہے۔

"حسین کون ہیں" موسیٰؑ نے دریافت کیا۔

جواب ملا۔

"سبطِ محمدؐ مصطفیٰ و فرزند علی مرتضیٰ"

"قاتل کون ہے؟"

ارشاد ہوا۔

"یزید لعین! جس پر سمندروں میں رہنے والی مچھلیوں، جنگلوں میں بسنے والے درندوں۔ اور ہوا میں اڑنے والے طائروں کی لعنت ہے یہ سُنکر حضرت موسےٰ نے بھی لعنت کی اور یوشع نے آمین کہی۔

کربلا اور حضرت عیسیٰؑ:———

آسمان نبوت کا درخشاں ستارہ ——— مریم کا چاند ——— فلک چارم کا سورج۔ ——— اشاروں سے امراض بھگانے والا، ٹھوکروں سے مُردے جِلانے والا، معصومہ ماں کا معصوم نبی حضرت عیسیٰ اپنے حواریین کے ساتھ جس وقت زمین کربلا سے گزرا۔ کیا دیکھا کہ ایک شیر نر راستہ روکے کھڑا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے حواریین کو ٹھہرا کر آگے بڑھے اور شیر سے دریافت کیا

کہ تو نے ہمارا راستہ کیوں روکا ہے۔ یہ سُنکر شیر نے ——— جواب دیا کہ میں راستہ نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک کہ یزید قاتلِ حسین پر لعنت نہ بھیجے گا۔

"کون حسین؟" خاتم الانبیاء کا نواسہ؟ اس کا قاتل کون ہے ——— ؟

شیر نے جواب دیا۔

"حسین کا قاتل وہ یزید ہے کہ جس پر تمام دنیا کے بھیڑیئے اور درندے تک لعنت کرتے ہیں۔" یہ کلام سُنکر جناب عیسیٰ نے یزید پر لعنت بھیجی اور حواریین نے آمین کہا۔

کربلا میں رسالتمآبؐ کی آمد

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ایک رات کہیں باہر تشریف لائے اور بڑی دیر تک غائب رہے۔ اس کے بعد جب واپس تشریف لائے تو یہ حالت تھی کہ گیسوئے مبارک پریشان۔ سر پر خاک پڑی ہوئی اور ایک ہاتھ کی مٹھی میں کچھ لئے ہوئے ——— میں نے عرض کی۔

"حضورؐ بال پریشاں و خاک بسر کیوں ہیں؟" فرمایا۔

"مجکو ابھی کربلا کی زمین پر لے جایا گیا تھا اور مجکو وہ جگہ دکھائی گئی کہ جہاں حسین ——— میرا بچہ مع میرے دوسرے جگر گوشوں کے ذبح کیا جائیگا۔"

اس کے بعد رسالتمآب نے ارشاد فرمایا۔

"میں نے اُن تمام مقامات سے تھوڑی مٹی اٹھا کی ہے جہاں جہاں اُن کا خونِ ناحق گرے گا۔" یہ کہہ کر آپ نے اپنی مٹھی کھولدی اور فرمایا کہ لو اس خاک کو خوب حفاظت سے رکھنا۔"

اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں۔

"میں نے دیکھا کہ یہ ایک سُرخ رنگ کی مٹی تھی کہ جس کو بڑی حفاظت سے میں نے ایک شیشہ میں رکھ دیا" اس واقعہ کے ایک عرصہ بعد جب حسین عراق کی طرف روانہ ہوئے تو میں ہر صبح و شام اس مٹی کو نکال کر دیکھتی تھی اور حسین کے مصائب کو یاد کر کے رویا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ جب محرم کی دسویں تاریخ آئی۔ میں نے اس مٹی کو اول نہار نکالا۔ دیکھا کہ مٹی اپنی اصلی حالت پر ہے پھر اس کو جب میں نے آخر روز نکالا تو کیا دیکھتی ہوں کہ مٹی کے بدلے شیشے میں خون تازہ اُبل رہا ہے یہ دیکھ کر میں نے چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا۔

کربلا میں حضرت علی کا وُرود

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں واقعہ صفین کے وقت حضرت امیرالمومنین کا ہمرکاب تھا۔ جب آپ کنارِ نہر فرات زمین نینوا پر وارد ہوئے تو ایک دفعہ آپ نے بہ آوازِ بلند پکار کر فرمایا۔

"ابن عباس اس جگہ کو پہچانتے ہو؟"

میں نے جواب دیا۔

"یاامیرالمومنین میں نہیں پہچانتا"

فرمایا۔

"اے ابن عباس! اگر تم کو اس زمین کے متعلق وہ علم ہوتا جو مجھ کو ہے تو تم یہاں سے بغیر روئے ہوئے نہ گزرتے تھے ——— یہ کہہ کر آپ نے اتنا گریہ کیا کہ آنسوؤں کی لڑی سینہ پر جاری ہوگئی اور ریشِ مبارک تر ہوگئی۔ ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ دیر تک روتے رہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت فرما رہے تھے ——— "آہ آہ میں نے آلِ ابی سفیان کا کیا بگاڑا ہے۔ . . . .

اے ابوعبداللہ صبر کرنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے بھی ان لوگوں سے بڑی اذیتیں برداشت کی ہیں"
اس کے بعد آپ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے بڑی دیر تک نماز و دعا میں مصروف رہے ۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے لئے آپ کی آنکھ لگ گئی ۔ پھر آنکھ کھول کر آپ نے مجھ کو صدا دی ۔

" ابن عباس ! "

" حضور ! میں حاضر ہوں " ۔ میں نے جواب دیا ۔

حضرت نے فرمایا ۔

" ابھی جو خواب میں نے دیکھا ہے اس کو بیان کروں "

" جو دیکھا ہے انشاء اللہ خیر ہے ۔ یا امیرالمؤمنین " میں نے عرض کی ۔

فرمایا ـــــ " ابھی جو میری آنکھ لگی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے بہت سے لوگ اُترے ہیں جن کے ہاتھوں میں سفید علم ہیں اور چمکتی ہوئی تلواریں حمائل کئے ہیں ۔ اترنے کے بعد ان لوگوں نے اس زمین کے گرد ایک گھیرا ڈال دیا ۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس درخت خرمہ نے اپنی ٹہنیوں کو زمین پر مارنا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے میدان خون سے بھر گیا ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرا فرزند حسین ۔ ۔ ۔ ۔ میرا بچہ ـــــ میرا لال ـــــ میرا قلب و جگر اس خون کے دریا میں غرق ہے ۔ وہ مدد کے لئے پکار رہا ہے ۔ مگر کوئی جواب نہیں دیتا ۔ اس کے بعد کچھ سفید پوش اصحاب اور آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور پکار کے کہہ رہے ہیں " اے آل رسول صبر کرو ۔ تم اشرار الناس کے ہاتھوں قتل کئے جاؤ گے ۔ اے ابا عبداللہ ! یہ جنت آپ کی مشتاق ہے ۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے ۔

" اے ابوالحسن ! آپ کو بشارت ہو ۔ کیونکہ اس واقعہ کے عوض خدا وند عالم آپ کی آنکھ اس وقت ٹھنڈی کرے گا جب لوگ خدا کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے ۔ "

کربلا میں تاجدارِ کربلا کی آمد

ابھی اس وادی کے اُفق پر آفتاب کو بلند ہوئے دو گھنٹے ہوئے ہوں گے کہ جنوب کی طرف دُور سے گرد اڑی ——"

آج یہ زمین بہت خوش معلوم ہوتی ہے گویا آج اس کی غرضِ خلقت پوری ہونے والی ہے بڑی مدت سے کسی کے انتظار کی گھڑیاں گن رہی تھی لیجئے! گرد کا دامن چاک ہوا اور قافلہ کی لمبی قطار دکھائی دینے لگی تھوڑی دیر میں لوگ قریب آگئے۔ لمبی لمبی عبائیں، سیاہ سفید عمامے، گھنی ڈاڑھیوں میں گھرے ہوئے نورانی چہرے، ماتھے پر سجدہ کے نشان، چہرہ پر صدق وصفا کے آثار کچھ کمسن تو بعض سن رسیدہ دو تین شباب کے بھرپور نمونے، آسمان بھی حیرت سے دیکھنے لگا کہ زمین پر ماہ انجم کہاں سے آگئے؟ بڑھتا ہوا قافلہ وادی میں داخل ہی ہوا تھا کہ سردار کا رہوار ایک مرتبہ ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا، اس نے ہر چند گھوڑے پر نظر کی دو تین دفعہ چمکارا، تھپکی دی، ہلکی سی مہمیز بھی لگائی مگر گھوڑے نے جنبش نہ کی بالآخر گھوڑے سے اتر کر ایک مٹھی خاک اٹھائی بہ غور دیکھا، کچھ سمجھے مزید اطمینان کے لئے خوشبو بھی سونگھی! اب کیا تھا گویا گوہرِ مراد پالیا چہرے پر سرخی دوڑنے لگی، نفس کی رفتار تیز ہو گئی ایک مرتبہ قافلہ کی طرف منہ کر کے آواز دی بھیا عباس! لو سفر ہمارا تمام ہوا، منزل آگئی۔ اس صدا کے سنتے ہی ایک پرشکوہ جوان رعنا اپنے مرکب سے اتر پڑا اور چاروں طرف اس اجڑے دیار پر ایک نگاہِ غلط انداز ڈالی۔ حیرت سی چہرے پر پیدا ہوئی —— آہستہ آہستہ سردار کے پہلو میں آیا۔ رکاب کو آنکھوں سے لگایا۔ پھر دست بستہ عرض کی۔

"کیا حضور اس وادی میں قیام فرمائیں گے۔"

جواب ملا "ہاں"

پھر فرمایا — "تعجب کیا کرتے ہو! یہیں ہمارے خیمے نصب ہوں گے اور یہیں ہمارے خون بہائے جائیں گے۔" اب ہم یہیں رہیں گے! ازل سے یہ زمین ہمارے لئے اور ہم اس کے لئے متعلق ہوئے ہیں۔" یہ سن کر جوان نے سر تسلیم کرادب کے ساتھ خم کیا اور بقیہ سوار بھی گھوڑوں سے اتر پڑے۔ ساتھ ہی ناقے بٹھائے گئے۔ خیمہ و پھولداریاں نصب ہونے لگیں اور کجاووں پر سے مخدرات کو بصد اکرام و احترام اتار کر خیموں میں پہنچایا گیا۔ اب جنگل کا رنگ ہی بدل گیا۔ تھوڑی دیر میں خیموں، ڈیروں کی گویا ایک چھوٹی سی بستی بن گئی۔ نمایاں جگہ پر آقا کا خیمہ نصب کیا گیا، دروازے پر کرسی رکھ دی گئی۔ حضرت جلوہ افروز ہوئے۔ پہلو میں ایک ماہ رو شاہزادہ، عقب میں وہی باوفا جوان استادہ ہیں کہ حکم ہوا بنی اسد کو بلاؤ — تھوڑی دیر میں طلبیدہ قبیلہ آپہنچا جس پر آپ نے زمین خریدنے کا قصد ظاہر فرمایا۔ اس خیال سے سب کو حیرت ہوئی بلکہ بعض بوڑھے عربوں نے دبی زبان سے اس ارادہ سے باز بھی رکھنا چاہا مگر شنوائی نہیں ہوئی اور تھوڑی دیر میں معاملہ چک گیا اور قیمت لے کر بنی اسد اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

اب تھکے ہوئے مسافر اپنے اپنے خیموں کے آگے عبائیں بچھائے بیٹھے ہیں، کچھ نہر پہ جا کے منہ ہاتھ دھونے لگے اور اس طرح جس دشت میں تھوڑی دیر قبل غضب کا سناٹا تھا وہ لوگوں کی بات چیت، گھوڑوں اور ناقوں کی صداؤں سے گونج اٹھا — یہ ہیں حسین ابن علیؑ جو وعدۂ ازلی کو پورا کرنے کے لئے مدینہ سے کربلا آگئے ہیں۔"

—(۲)—

منظر بڑا دردناک ہے! ذرا دل تھام کر دیکھو — اں زمین وہی ہے مگر آج اس کا نقشہ بدلا ہوا ہے۔ بوق و طبل کی آواز ہتھیاروں کی جھنکار سے میدان گونج رہا ہے۔ ہر طرف سوار و

پیادہ فوج ٹڈی دل کی طرح پھیلی ہوئی ہے جدھر نگاہ کرو نیزہ و شمشیر کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ برچھیوں کی کثرت سے ایک جنگل سا بن گیا ہے۔ کھنچی ہوئی تلواریں کسی مظلوم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں ——— اور گرمی کی شدت ——— معاذ اللہ۔ ہر ذرہ انگارہ کی طرح دہک رہا ہے، اگر پانی کا ایک چھینٹا ڈال دیا جائے تو فوراً دھواں بن کر اڑ جائے۔ آہن پوش سپاہی اپنے بدن پر بار بار پانی چھڑکتے ہیں مگر زرہ جسم کو جھلسائے دیتی ہے۔ سینکڑوں تو گھبرا کر فرات میں اُتر گئے ہیں۔

آؤ ——— ذرا چل کر پوچھیں تو یہ چڑھائی کس پر ہے؟

ہاں، وہ دیکھو ایک جگہ مجمع چھٹکا ہوا ہے۔ بیچ میں ایک خلا سی بن گئی ہے۔ یہ تو انھیں حجازیوں کے خیمہ معلوم ہوتے ہیں جو ابھی یہاں آئے تھے۔

مگر یہ کیا؟ ———

بچے العطش کی فریاد کیوں کر رہے ہیں — یہ خیموں کے چو گرد خندق میں سلگتی ہوئی آگ، اور یہ شدید گرمی، اور ان کو کوئی پانی پلانے والا نہیں؟ کملائے ہوئے پھول سے چہرے اور سوکھے ہوئے لب تو گواہی دیتے ہیں کہ بہت عرصہ سے پیاسے ہیں۔

اچھا یہ سناٹا کیوں ہے، سب گئے کہاں؟ کیا وہ لاشیں انھیں غریب الوطنوں کی نہیں جو خیموں سے ذرا فاصلہ پر ایک جا جمع ہیں؟ اللہ اللہ یہ تو گوسفند کی طرح ذبح کر ڈالے گئے۔

——— کیا اُن میں سے ایک بھی زندہ نہیں؟

نہیں وہ دیکھو نرغہ میں گھرا ہوا ابھی ایک مسافر باقی ہے۔ یہ تو وہی سلطان قافلہ ہے جو چند روز قبل اس سرزمین پہ وارد ہوا تھا مگر دیکھو ظالموں نے اس کی حالت کیا بنا دی ہے کہ شکل نہیں پہچانی جاتی۔ خون میں نہایا ہوا، ضعف سے نڈھال، زخموں سے چور، نیزہ پر تکیہ کئے ہوئے

ایک تصویرِ حسرت و یاس بنا کھڑا ہے۔ نقاہت کا یہ عالم ہے کہ اب گھوڑے پر سنبھلا نہیں جاتا۔ زرہ کی کڑیوں سے خون اُبل رہا ہے، بار بار ہونٹوں پر زبان پھر آتا ہے اشارہ سے پانی بھی طلب کرتا ہے۔ مگر ا ——— اللہ اکبر! اب تو کلیجہ کانپا جاتا ہے۔ پانی پلانا تو ایک طرف ——— سوالِ آب کے جواب میں چند ظالموں نے چلہ میں تیر لگائے اور چاہتے ہیں کہ رہا کریں ——— لو ایک مرتبہ کمانیں کڑکیں، زمین آسمان کانپے اور تیر نکل کر مظلوم کے تن میں پیوست ہو گئے۔ کچھ اشقیا نے پتھر مارنا شروع کر دیئے۔ ہر پتھر نے جا کر ایک زخم کاری لگایا۔ اور پیاسا ——— اپنے خون میں نہا گیا۔ تشنہ لب نے آسمان کی جانب رُخ کیا عرض کی "پالنے والے میں نے اپنا وعدہ پورا کیا!"

(۳)

اب بھی وہی وادی ہے مگر ——— اب نہ تو وہ بے پناہ لشکر ہے، نہ مسافر اور نہ ان کے خیمے، خیموں کی جگہ راکھ کے دائرے بنے ہوئے ہیں، کچھ جلی ہوئی چوبیں اور قناتیں بھی ادھر اُدھر پڑی ہوئی ہیں۔ مقتل میں نظر کرنے سے تو اور دل پھٹتا ہے۔ ہر طرف میدان خونِ انسانی سے لالہ زار ہے۔ جا بجا خون کے تھکّے جمے ہیں ——— اور اسی خونچکاں میدان میں کچھ ستم رسیدوں کی سر بُریدہ لاشیں بھی پڑی ہیں۔ جن پر خاکِ صحرا نے ترس کھا کے چادر ڈال دی ہے۔ یہ تپتی ہوئی دھوپ دہکتی ہوئی ریت اور اس پر بیچاروں کے جسم ہائے عریانی! ہائے کوئی سایہ بھی کرنے والا نہیں، یوں تو جتنی لاشیں ہیں درد کی تصویریں مگر ان میں سے بعض کی حالت تو دیکھی نہیں جاتی۔ دیکھو ——— یہ کس نوجوان کی میت ہے؟ اس کو سنگدلوں نے بڑی بیدردی سے مارا ہے۔ سارا بدن تلواروں سے پارہ پارہ ہے، سینہ پر برچھی کا گہرا زخم ہے جس کو مظلوم اپنے خون بھرے ہاتھوں سے چھپائے ہوئے ہے۔ ریت پر ایڑیاں رگڑنے کے نشان بتاتے

ہیں کہ دم بڑی مشکل سے نکلا ۔لیکن کس کس کو دیکھیں وہ ——— اِدھر فاصلہ پر' ایک اور غریب کس انداز بیکسی میں خاک پر پڑا ہے۔ ظالموں نے اس کے بھی بدن پہ سر کو باقی نہ رکھا' بلکہ یہاں تو مظلومی کے حدود دیکھ اور سوا ہیں۔ کیونکہ پھول سا نرم و نازک جسم گھوڑوں کی وزنی ٹاپوں سے کچل دیا گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں بتلاتے ہیں کہ ابھی زندگی کی چند ہی بہاریں دیکھی تھیں۔

میرے اللہ! ظالموں کو بچوں پر بھی رحم نہ آیا؟۔ وہ ——— دو اور بچے پاس پاس پڑے ہیں یہ تو اور کمسن ہیں، شاید دونوں بھائی بھائی ہیں نہ معلوم یہ کس دُکھیاری کے نورِ نظر تھے۔

میرے مالک! یہاں تو سب ہی کی یہی کیفیت ہے پورا' پورا خاندان کٹا پڑا ہے۔ حیف ہے! ظالموں نے ایک کو باقی نہ رکھا۔

آئیے چلئے' فرات کی طرف نکل چلیں' اب دیکھا نہیں جاتا یہ خونی منظر۔ لیکن یہ کیا؟ ——— اِدھر قدم کیوں نہیں اٹھتے۔ وہ ——— شاید ترائی میں ایک شیر سو رہا ہے، لیکن نہیں تو ——— یہ بھی کسی شہید کا جسم معلوم ہوتا ہے۔ کیا ہیبت و جلال ہے کہ دور سے نگاہ ڈالنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ رستم بھی اگر دیکھے تو زہرہ آب ہو۔ چوڑا سینہ، بلند بالا قامت' چاروں طرف دُور تک بہا ہوا خون' ان چیزوں سے اس جری کی شان و شجاعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ جگہ ترائی پر واقع ہے اس لئے ابھی تک زمین پر بہے ہوئے خون کی رنگت نہیں بدلی' پاس ہی ایک علم بھی پڑا ہے۔ جو علمبردار کے خون میں رنگ گیا ہے۔ شانِ شہادت بتاتی ہے کہ مرنے والا بڑا بہادر تھا۔ کیونکہ ظالموں نے پہلے اس کے دونوں ہاتھوں کو تلوار سے قطع کیا ہے' تاکہ قابو پانے میں آسانی ہو مگر اللہ رے جرأت! کہ انہی کٹی ہوئی کلائیوں کی مدد سے کوئی چیز سینہ سے لگائے ہوئے ہے ——— اور وہ ہے ایک چھوٹی سی مشک جس میں ایک تیر پیوست ہے' جو گواہی دے رہی ہے کہ مظلوم لڑنے نہیں آیا تھا' جاں بلب بچوں کے لئے پانی بھرنے آیا تھا۔

(۴)

اے دل! ایک آخری منظر اور دیکھ لے۔ آ! تجھ کو ذرا اب نشیب کی جانب لے چلوں۔ دیکھ، اس خاک و خون میں لتھڑے ہوئے لاشہ پہ نظر کر۔ آدم سے تا ایندم حسرت کا کوئی ایسا مرقعہ دیکھا ہو تو بتا دے؟ مظلومی یہ کہ ظالموں نے جسم پر سر تو درکنار لباس تک باقی نہیں رکھا۔ یہ جلتی ہوئی ریگستانی زمین اور اس پہ زخم خوردہ تن عریاں شاید اسی بیکسی کو دیکھ کر یہ سفید رنگ طائر جمع ہیں اور اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں، کیا کسی کی عالم میں یہ توقیر ہوئی ہے کہ طائر اس پر سایہ فگن ہوں؟

ہاں! ایک سلیمان نبی تھے مگر ——— وہاں یہ کیفیت زندگی میں تھی۔ تیروں کی یہ کثرت ہے کہ جسم زمین سے متصل نہیں ہو سکتا، تمام جسم پر لگے ہوئے لاتعداد زخموں کا تنوع بتاتا ہے کہ اس شہید پہ ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے گئے ہیں، حد یہ ہے کہ تمام استخوان بدن تک چور چور ہیں اور پہلو میں ——— اب قلم تھراتا ہے! ایک بچہ کی لاش ہے، دونوں ہاتھ کٹے ہوئے، گلے میں تیر کا گہرا زخم۔ یہ وہ نظارہ ہے جس کو دیکھ کر کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے، دنیا کی کوئی چیز نہیں جو اس منظر سے متاثر نہ ہو۔ گوش شنوا ہو تو ذرا ان المناک نوحوں کو سُن! جن کو یہ بے زبان طائر لاش کے اوپر پڑھ رہے ہیں، چشم معرفت سے ان بے شمار فرشتوں پر نظر کر جو اس شہید راہ خدا پر خاک بسر مو پریشان نازل ہو رہے ہیں۔ یہ ہے اس قتیل جفا کی اجمالی تصویر! اس کے آگے نہ قلم کو یارا ہے اور نہ دل میں طاقت!

(۵)

اب لاشوں کے بجائے دامن صحرا میں بنی ہوئی کچھ کچی قبریں ہیں جن پر کوئی شمع تک جلانے والا نظر نہیں آتا حسرت وہاں پہرہ دے رہی ہے اور غربت وہاں کی نگہبان! مدت تک

بجز چمکتی ہوئی ریت کے کچھ نظر نہیں آتا اور نہ کوئی آواز سنائی دیتی ہے کہ ایک مرتبہ کوفہ کی طرف سے گرد اڑی! بالکل اسی طرح جیسے حجازی قافلہ کی آمد کے وقت پہلی مرتبہ اڑی تھی۔ گرد کے بگولے دیکھتے دیکھتے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ ان میں سے گھوڑوں کی گردنیں نمودار ہوگئیں۔ آناً فاناً میں لشکر پہنچ گیا اور وادی گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہل گئی۔ مگر جونہی ان قبروں کو دیکھا سب نے خود کو گھوڑوں پر سے گرا دیا اور عماموں کو پھینک کر خاک اڑانے لگے۔ جب ذرا جوش فرد ہوا تو ایک شخص ان میں سے آگے بڑھا جو بظاہر ان سب کا سید معلوم ہوتا ہے اور پیچھے پیچھے سارا مجمع۔ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے، سسکیاں لیتے ہوئے۔ سر و پا برہنہ لحد کے قریب آئے جو نشیب میں واقع ہے۔ سرہانہ مزار پر پہنچ کر کچھ دیکھ کر ٹھٹکے، لکھا ہوا تھا ھذا قبر الحسین الذی قتلوہ عطشاناً" نہ معلوم اس کتبہ میں کیا تاثیر تھی کہ اس کو پڑھتے ہی آنے والے نے خود کو کھڑے قد سے قبر پر گرا دیا۔ باقی لوگ بھی قبروں سے لپٹ گئے آہ و زاری کا وہ بے پناہ شور بلند ہوا کہ زمین و آسمان کانپ گئے، نالہ و شیون، نوحہ و ماتم کی جگر خراش صداؤں سے جنگل گونج رہا تھا! فرزند رسول! اے فاطمہ کی گود کے پالے!! یہ تیرے شرمسار غلام اپنی خطا بخشوانے حاضر ہوئے ہیں۔ میرے مولا! زنجیر زنداں نے سب کے دست و بازو پکڑ لیے تھے اس لیئے وقت پر نہ پہنچ سکے۔ بلکہ اے علی کے لال! ہم کو اس جانفرسا واقعہ کی خبر تک نہ تھی۔ ہائے یہ کیا ہو گیا! آسمان کیوں نہ پھٹ پڑا، زمین کیوں شق نہ ہوئی!!

میرے سید و سردار! اب ہم سب تیرے خون کا بدلہ لینے نکلے ہیں۔ حالانکہ اب اگر سارے عالم کو بھی تہ تیغ کر دیا جائے تب بھی تیرے ایک قطرۂ خون کی مکافات نہ ہو گی لیکن ہم کیا کریں کہ اب ہمارے پاس چہروں سے خجالت کو دھونے کے لئے بجز آب شمشیر کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔"

(۶)

متوکل کا فرمان ہے کہ "پیاسے" کی قبر کو دریا کاٹ کر بہا دو! ملازمین حکومت پھاوڑے، بیلچے لئے ہوئے آ گئے ہیں اور اس کوشش میں مصروف ہیں کہ فرات کربلائے لحد جاری کر دیں۔ لو! قبر کے چاروں طرف کی زمین کھود کر سطح دریا سے کافی نیچے کر دی گئی۔ اور ایک چھوٹی سی نہر کاٹ کر لب دریا تک پہنچا دی گئی۔ ——— کام ختم ہو چکا ہے اب صرف اس معمولی دیوار کا توڑنا باقی گیا ہے جو لہریں لیتے ہوئے دریا اور قبر کے درمیان حائل ہے۔ بادشاہ کے تمام کارندے عمال مزدور، سب کے سب بہ تماشہ کنارہ فرات پہ جمع ہیں کہ حکم ہوا کہ ——— "ہاں! دیوار توڑ کر پانی جاری کر دو" ایک مزدور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کام پہ آمادہ ہوا۔ دو تین بیلچہ پڑے ہوں گے کہ پانی ایک مرتبہ فوارہ کی طرح جاری ہو گیا اور فوراً ہی اس نے بقیہ حصہ کو اپنے تیز دھارے سے توڑ کر راستہ بنا لیا اب کیا تھا، فرات کا پانی بلا روک ٹوک کھدے ہوئے راستوں میں جاری ہو گیا لیکن ——— اب اس کو "فرات" کی حسین سے شرمندگی کہئے یا یہ کہئے کہ تشنہ لب شہید نے "تا بہ قیامت آب دنیا سے منہ موڑ لیا تھا کہ بہتا ہوا پانی جیسے ہی "قبر" کے قریب ہوا تو ایک مرتبہ چاروں طرف طواف کر کے ہالہ بن گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہر طرف دور تک جل تھل بھر گئے مگر ——— پیاسے کی لحد اسی طرح سوکھی تھی، اور مزدور، بادشاہ کے کارندے تمام لوگ اس اعجاز پر انگشت بدنداں تھے بعد کو ظالم حکمراں کو خبر دے دی گئی کہ غریب الوطن کی تربت کو نہ تو ہل جوت کر ناپید کیا جا سکتا ہے اور نہ پانی بہا کر۔ یہ تو کربلا کا ماضی تھا۔ اب ذرا ایک تصویر حال کی اور دوسری استقبال کی بھی ملاحظہ ہو۔

(۷)

حال کا عکس :- جہاں کبھی بنجر زمین تھی، اب وہاں چاروں طرف ہرے بھرے

باغات ہیں جن کی وجہ سے تقریباً تمام سال قسم قسم کے میوے بازار میں دکھائی دیتے ہیں یہاں تک کہ مشہور ہوگیا ہے کہ عربستان بھر میں طائف و کربلا سے زائد کہیں پھل پیدا نہیں ہوتے کربلا کے چاروں طرف کافی رقبہ میں دُور تک النخیل باغات کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ جن کی آبیاری آب فرات سے ہوتی ہے یہ باغات مسافر کو بہت دُور سے دکھائی دینے لگتے ہیں اور کچھ قریب ہو جانے پر دونوں گنبد بھی نظر آتے ہیں۔ جس وقت دل میں ارمان زیارت لئے ہوئے ایک زائر پہلے پہل اس رُوح پرور منظر کو دیکھتا ہے تو اس کی وارفتگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے یا اُس کی کیفیت وہی لوگ جانتے ہیں جن پر خود گزر چکی ہے۔ ریل یا موٹر جب منزل سے قریب ہو اور ایک مرتبہ ہمراہی اشارا کر دیں کہ "وہ روضہ اقدس دکھائی دیا!" بس نہ پوچھو اس آواز کو سنتے ہی دل پہ کیا گزرتی ہے۔ رعب حسن تو سنا ہی تھا لیکن یہاں رعب بیکسیؑ ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے کی ہمت نہیں ہوتی لیکن اشتیاق زیارت سے مجبور ہو کر حسرت آمیز ولولوں کو دل میں لئے ہوئے زائر بتانے والوں کے اشارے پر نظر کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح —— چاند کو دیکھتے ہیں مگر —— چاند کو دیکھ کر مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے، دل کا کنول کھل جاتا ہے اور یہاں! —— جب گنبد پر نگاہ پڑتی ہے تو دل کو دھچوٹ لگتی ہے کہ جس کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی درختہائے خرمہ کی آڑ میں سے دونوں روضے کچھ اس طرح مرقعہ حسرت بن کر دکھائی دیتے ہیں کہ بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے۔ لاکھ ضبط کرو، دھیان ہٹاؤ مگر معلوم ہوتا ہے کہ کلیجہ منہ کو آجائے گا۔ آخر کار اشکوں کا دریا آنکھوں سے اور نالہ و شیون کی آوازیں دہن سے نکلنے لگتی ہیں اور تمام مسافر مل کر نوحہ و ماتم کرنے لگتے ہیں"

باغات سے گزرنے کے بعد اصل شہر ملتا ہے۔ پختہ سڑکیں، سیمنٹ کی دو منزلہ عمارتیں، سڑکوں پر برقی روشنی گھروں میں پانی کے نل، ٹیلیفون، ریڈیو غرض کہ تمام وہ چیزیں موجود ہیں جو آجکل ایک متمدن شہر میں ہونا چاہئیں۔ دنیا کے گوشوں سے زائرین آتے رہتے ہیں۔ ہندی

بربری، ایرانی، ترکی ہر طرف کے لوگ نظر آتے ہیں۔ اور اسی لئے کربلا ایک اچھا خاصا شہر بن گیا ہے جا بجا سجی ہوئی کشادہ دوکانیں موجود ہیں جن سے زائرین تبرکات سوغات خرید کر اپنے وطن لے جاتے ہیں۔

ایک چیز یہ خیال کرنے کے قابل ہے کہ جس طرح حضرت عباس روحی لہ الفداء زندگی میں جناب سید الشہداء کے دربان تھے یعنی بغیر ان سے ملے امام تک رسائی نہیں ہوئی تھی اسی طرح اب بھی پہلے خود بھائی کے زائرین کا استقبال کرتے ہیں۔ کیونکہ اسٹیشن سے جو سڑک شہر آئی ہے وہ سیدھی حضرت ابوالفضل کے صدر دروازہ پر پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے ہر آنے والے کو پہلے تیرا چھوٹے حضرت کا مواجہہ کرنا پڑتا ہے۔ سڑک کے دو طرفہ خوشنما عمارتیں، آراستہ دوکانیں دور تک چلی گئی ہیں۔ پھاٹک پر سرچ لائٹ کی قسم کا ایک بہت طاقتور برقی لیمپ نصب ہے۔ جس کی روشنی سے تاحد نگاہ شاہراہ منور رہتی ہے۔ اندر جانے پر کشادہ صحن ملتا ہے۔ سقے صراحیاں لئے سبیل عطشان! سبیل عطشان! پکارتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ روضہ کا اگلا حصہ اور نصف مینار سونے کے ہیں قبہ پر بھی ابھی حال میں سونا چڑھا دیا گیا ہے جو بہت خوبصورت ہے۔ حرم میں داخل ہونے پر دل میں عجیب رعب طاری ہو جاتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ ذرا بے ادب ہو جائے۔ آپ کا غضب و جلال مشہور ہے۔ یہاں تک کہ اکثر حکومت کے مجرمین ضریح کے پاس قسم کے لئے لائے جاتے ہیں۔ بے خطا بری ہو جاتے ہیں اور مجرم کی تو ہمت ہی نہیں ہوتی اگر سپاہیوں کی تاکید سے قسم کھا لیتا ہے تو فوراً سزا بھی ملتی ہے۔

بڑے حضرت کی بارگاہ کا نقشہ بھی مثل چھوٹے حضرت کے ہے۔ الا یہ کہ یہاں ایوان کے ساتھ تمام منارے بھی سونے کے ہیں اور قبہ اقدس طلائی ہے۔ اندر غلام گردش اور

حرم مطہر بہترین بلوری صنعت کا نمونہ ہے ان چیزوں کی قدر اس لئے اور ہوتی ہے کہ یہ تعمیر اس زمانہ کی ہے جبکہ نہ آلات جرثقیل تھے نہ ریل نہ موٹر اور نہ جدید طریقۂ معماری۔ بغیر ان تمام چیزوں کے اس ریگستانی میدان میں کہ جو آبادی سے کوسوں دور ہے ایسی روپہلی سنہری عمارتیں بنا دینا یقیناً تائید الٰہی کا نتیجہ ہے۔

امام مظلوم کی قبر کو ہل چلا کر مٹانے کی کوشش کرنے والے اگر دوبارہ جی اٹھیں اور دربار حضرت سید الشہداء کا نظارہ کریں تو سکتہ میں رہ جائیں اب کربلا کے دشت میں حسین غریب الوطن کا مزار حسرت و یاس کا نمونہ نہیں ہے اب کچی قبر کے بجائے بہترین آبنوسی صندوق ہے جس پر اعلیٰ درجہ کی گلکاری کی ہوئی ہے جس کے بعد ایک ڈال بلور کا صندوق ہے۔ اور اس کے اردگرد نہایت خوشنما گنگا جمنی ضریح ہے جو کچھ عرصہ قبل بمبئی سے بن کر آئی ہے۔ سب کے اوپر نہایت پُرشکوہ طلائی قبہ ہے جس کا لہراتا ہوا سُرخ علم جب دور سے نظر آتا ہے تو ——— رگوں میں خون کی روانی تیز ہو جاتی ہے۔

———(۸)———

استقبال کا نظارہ: ———

ایک مرتبہ صور کی سامعہ شکن آواز سے زمین لرز گئی ——— اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے خاک جھاڑتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ جیسے تھوڑی دیر سو گئے تھے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے چاروں طرف نظر ڈالی تو قیامت کی ہولناک حقیقت سمجھ میں آئی ہر قبر انسانوں کو اس طرح اگل رہی تھی جیسے کہ ساری دنیا اسی کے پیٹ میں سمائی ہوئی ہے۔ قبروں سے نکل نکل کے لوگ میدان میں جمع ہو رہے ہیں ہر ایک کا قلب ترساں، اعضاء میں لرزہ، رنگ فق، بھائی کو بھائی کی خبر نہیں۔

باپ، بیٹے سے بے پرواہ سب کو اپنی اپنی پڑی ہے ایک طرف میزان عمل قائم ہے سب کا رُخ اسی طرف ہے جا جا کے موقف حساب میں استادہ ہو رہے ہیں۔ بڑے بڑے دیندار نبی، شہید، سب اس بے پناہ اژدحام میں عرق انفعال میں غرق سر جھکائے کھڑے ہیں جن کے اعمال نسبتاً بہتر ہیں وہ سامنے جنت کے لہکتے ہوئے باغات اور مہکتے ہوئے پھولوں کو بہ نگاہِ شوق تک رہے ہیں کہ کب گلو خلاصی ہو اور اپنے درجہ پر پہنچیں اور جن کا اعمال نامہ گناہوں سے پر ہے وہ نارِ جحیم کے دہکتے ہوئے شعلوں کو دیکھ کر سہمے جاتے ہیں۔ غرض کہ ایک عام پریشانی ہے جس میں سب مبتلا ہیں کوئی مستثنےٰ نہیں لیکن کربلا اور کربلا والے ——— ! ان کی شان ہی الگ ہے۔ وہاں کا تو بچہ تک نظر نہیں آتا دیکھو۔ یہ تو سب کے سب اسی طرح آرام سے سو رہے ہیں جیسے کوئی بات نہیں۔ کیا ان کو اپنا حساب کتاب درگاہ الٰہی میں نہیں پیش کرنا ہے؟

لیکن سنو ! ——— آوازِ قدرت اپنے تحکمانہ لہجہ میں سنائی دی کہ "اے میرے فرشتوں! دنیا کی زمین کو مع اوس کے سونے والوں کے اٹھا کر جنت میں اس طرح شامل کر دو کہ ان میں سے کسی کی آنکھ نہ کھلنے پائے۔ جنت اور اس کی بہاریں پیش نظر ہوں تب نسیم جنت ان کو بیدار کریگی" تمام اہل محشر اس آواز کو سنکر کربلا کی طرف حیرت سے نظر کرنے لگے کہ فوراً ہی حکم الٰہی پر کمر بستہ ملائکہ نازل ہوئے اور پورے بقعہ کو زمین سے جدا کر کے اپنے پروں پر بلند کیا اور ایک آنِ واحد میں جنت کی زمین سے لیجا کر ملا دیا ——— اور اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ "یا لیتنا کنا معکم فنفوز فوزاً عظیماً" کا کیا مطلب ہے۔

کربلا کا محلِ وقوع اور اسکے نام :———

کربلا۔ سید شبابِ جنت کی خوابگاہ۔ باغوں سے گھرا ہوا ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر نہرِ فرات

سے تھوڑا ہٹ کر ۴۴ درجہ، ۵۵ دقیقہ طول اور ۳۲ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض البلد پر واقع ہے۔ اس سے پیشتر چونکہ دریائے فرات۔ کربلا سے مِل کر بہتا تھا اس لئے اس کا نام طف (کنارۂ نہر) پڑا۔ اس نام کے علاوہ کربلا کے اور بھی بہت سے نام ہیں کہ جن کی کثرت اِس جگہ کی عظمت و اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ کربلا کو طف کے سوا حائر۔ حیر۔ نینوی۔ غاضریات۔ مشہد الحسین۔ شاطی الفرات۔ عمورا۔ ماریہ۔ نواویس بھی کہتے ہیں۔ "کربلا کی وجہ تسمیہ" جو اظہر من الشمس ہے وہ تو شاید ہی کوئی اس نام سے دلچسپی رکھنے والا نہ جانتا ہو۔ یہ زمین ہمیشہ سے اپنی کرب و بلا میں شہرۂ آفاق رہی ہے۔ اس توجیہ کے مقابلہ میں ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ کربلا کرب سے مشتق ہے۔ کرب زمین کے نرم کرنے کو کہتے ہیں۔ کربلا کی زمین چونکہ نرم اور نشیبی واقع ہوئی ہے اس لئے اس کا نام کربلا پڑا۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ کربلا کی اصل کربابل ہے۔ کرب کے معنی طبیعت کے ہیں یعنی بابل کی طبیعت رکھنے والی زمین۔ ان تینوں توجیہوں میں پہلی ہی توجیہ انسب ہے۔ کربلا کے بعد اس زمین کا دوسرا مشہور زبان زد نام "حائر" ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ اہل تاریخ کا کہنا ہے کہ "حائر" چونکہ اسم فاعل ہے حیر کا اور "حیر" خود کربلا کا نام بھی ہے اور حیر لغت میں اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں پانی اکثر جمع ہو جائے۔ اور نکل نہ سکے۔ کربلا ایک نشیبی جگہ ہے، جس کی وجہ سے یہاں پانی جمع رہتا تھا۔ اس لئے اس کا نام حائر حیر پڑا۔

روایات آئمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متوکل عباسی نے متعدد بار اس جگہ کو ڈبونا چاہا۔ مگر ہر دفعہ پانی قبر حسینؑ کا طواف کر کے متحیر کھڑا رہ گیا۔ اسی لئے اس کو حائر کہتے ہیں۔ سید عبد الجواد کلیدار نے تاریخی مذاق میں کربلا کی جو تاریخ لکھی ہے اس میں حائر کی اس وجہ تسمیہ کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ مرحوم کا خیال ہے کہ واقعہ متوکل و رشید سے قبل بھی کربلا کا نام حائر تھا۔ مگر ان کی اس تعلیل سے بھی اس توجیہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ عالم تسمیہ میں بہت سے ایسے نام ملیں گے کہ جن کے

نام کا راز آنے والے واقعات سے آشکار ہوا ہے۔ جیسے سرورِ کائنات کا اسم گرامی (محمدؐ)۔ حضرت علیؓ کا نام (حیدر)۔ محمدؐ اس ذات کو کہتے ہیں جس کی سب تعریف کریں اور حیدر شیر کا دوسرا نام ہے ان دونوں سرداروں کی پیدائشوں کے وقت کون جانتا تھا کہ امیر عرب ہاشم کے یہ دونوں پوتے اپنے کردار سے اپنے نام کی تصدیق کریں گے۔

حائر کی تحدید: ———

حائر کی وجہ تسمیہ معلوم ہو جانے کے بعد اس کی تحدید کا مرحلہ ہے اور اس پر چونکہ اثر شرعی مرتب ہے اس لئے اس کو پہلے مسئلہ سے اہمیت حاصل ہے اور وہ اثر شرعی یہ ہے کہ حائر ان چار مقامات میں سے ایک ہے کہ جہاں مسافر کو قصر و اتمام دونوں کی اجازت ہے۔ مسجد الحرام۔ مسجد نبویؐ مسجد کوفہ و حائر حسینی۔ یہ وہ چار مقامات ہیں کہ جہاں مسافر پر قصر نماز پڑھنا واجب نہیں ہے۔

حائر کی تحدید میں فقہا کی کتابوں میں بڑا اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حیرت آب کے بعد میں جس جس نے اضافہ کیا اس کو حائر کی نشان بندی کرنے والی دیوار کو پیچھے ہٹانا پڑا۔ اور اس طرح یہ نشان مٹ گیا۔ جو روایتیں حائر کی حد بندی میں آئمہ معصومین سے مروی ہیں ان میں بھی اختلاف ہے۔ جس کی وجہ چاہے راویوں کا عدم ضبط ہو یا خود امام نے بہ مصلحت اختلاف ڈالا ہو۔ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو حائر کی تحدید شب قدر کی طرح اب بہت مشکل ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ "جاننا چاہیے کہ حائر کی تحدید میں اقوال اصحاب میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حائر سے مراد صحن اقدس کی چار دیواری ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ حائر قبہ اور اس کی ملحقہ عمارتیں مثل مسجد و متصل و خزانہ وغیرہ ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ "حائر" سے مراد صرف قبہ منورہ ہے اور میرے نزدیک اول اظہر ہے۔"

لہٰذا اس اختلاف کی بناء پر اب احتیاط یہ ہے کہ اختیار قصر و اتمام میں صرف تحت قبہ ہی اقتصار کیا جائے اور قبہ سے خارج مسافر کے لئے نماز قصر ہی پڑھنے میں احتیاط ہے۔

حرم :

روایات کی بناء پر حرم و حائر میں فرق ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

حرم قبر الحسین علیہ السلام فرسخ فی فرسخ من اربعۃ جوانبہ

یعنی ایک فرسخ[1] مربع حرم ہے۔ دوسری روایت ہے چار فرسخ مربع۔ تیسرا قول ہے پانچ فرسخ بہر حال یہ مقام حائر سے وسیع تر ہے۔ (حرم اس چیز کو کہتے ہیں جس چیز کا احترام واجب ہو)۔

زمینِ کربلا کی خرید :

روایاتِ کثیرہ سے مستفاد ہے کہ حضرت سیّد الشہداء نے اپنا مستقل مدفن و اطراف کی زمین کربلا پہنچتے ہی خرید لی تھی کہ جس کی مساحت چار میل شرعی مربع تھی۔ اس زمین کو آپ نے اہلِ غاضریہ پر (جن سے خرید کیا تھا) اس شرط پر تصدق کر دیا کہ وہ آپ کی شہادت کے بعد زائرین کی رہبری کریں اور ان کو تین روز اپنا مہمان رکھیں۔

کربلا کی زمین کس کا حق ہے :

علامہ شیخ بہائی نے کشکول میں اور دوسرے اکابر نے اپنے مولفات میں تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"حسینؑ نے اہلِ نینوا و غاضریہ سے اپنی قبر مبارک اور اس کے اطراف کی زمین ساٹھ ہزار

---

[1] ایک فرسخ تقریباً ۳½ میل۔ ۱۲

درہم میں خرید فرمائی اور پھر اسکو انھیں پر بایں شرائط تصدق کر دیا کہ وہ زائرین کی رہبری کریں اور ان کو تین دن اپنا مہمان رکھیں۔ پھر وہ اس زمین کی مساحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ زمین ۴ مربع میل ہے اور امام کی اولاد اور دوستوں کے لئے مباح ہے"۔ اس زمین کے اولادِ حسین پر حلال ہونے کی وجہ میں علامہ ابن طاؤس تحریر کرتے ہیں کہ" یہ زمین صدقہ کے بعد اس لیے حلال ہوگئی کہ۔ اہلِ غاضریہ نے شرط کو پورا نہیں کیا"

یہاں پر ایک بات البتہ قابلِ غور ہے کہ اگر یہ زمین حضرت کی ملک خاص ہے تو صرف آپ کی اقرب اولاد کا حق ہوگی۔ لہذا اولاد کے ساتھ دوستوں کو بھی ملا دینا بلا وجہ ہے کیونکہ ماکان لنا فھو لشیعتنا سے مراد وہ حقوق ہیں کہ جن کے مالک امام علیہ السلام من حیث الامام ہیں مثل انفال و فئے وغیرہ نہ کہ ملکِ خاص۔

دفنِ اجسام :-

تاریخی حیثیت سے یہ بات حدِ تواتر تک ثابت ہے کہ اجسامِ مطہرہ کو بنی اسد نے دفن کیا۔ چنانچہ آج تک محرم کی بارہویں کو بنی اسد غاضریہ سے آتے اور دفنِ جسم سید الشہدا کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ البتہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین دفن کرنے والے تھے اور جمع یوں کی جاسکتی ہے کہ مقدمات دفن مثلاً قبریں کھودنا۔ نعش اٹھانا ان کے سپرد رہا ہو اور نماز پڑھ کر امام نے دفن کیا ہو۔ ورنہ بنی اسد کا تنہا دفن کرنا اس لئے بھی قرینِ قیاس نہیں کہ سر بریدہ مقتول کا پہچاننا ان کے لئے محال تھا۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ امام سجادؑ ان کی ہدایت کے لئے ضرور موجود ہوں گے۔

اس سلسلہ میں علی بن حمزہ کی روایت امام رضا علیہ السلام سے جو مرزی ہے وہ یہ ہے:

— امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ہم نے آپ کے آبائے طاہرین سے سنا ہے کہ امام کی وفات کے بعد کے تمام امور امام ہی انجام دیتا ہے دوسرا نہیں دے سکتا لہذا امام حسینؑ کے متعلق ارشاد ہو کہ وہ امام تھے یا نہیں۔

امام نے فرمایا۔

"بیشک میرے جد حسینؑ امام تھے"۔ علی بن حمزہ نے عرض کی۔ تو پھر ان کے امور بعد وفات کس نے انجام دیئے؟

فرمایا۔

"علی ابن الحسینؑ نے"۔ علی بن حمزہ نے کہا۔ علی بن الحسین وہاں کہاں تھے۔ وہ تو ابن زیاد کی قید میں تھے۔"

امام نے فرمایا۔

"ظالموں کی لاعلمی میں وہ قید سے نکلے اور یہ کام انجام دے کر دوبارہ ابن زیاد کے پاس واپس چلے گئے۔"

یہ امام زین العابدین کا وہ معجزہ ہے جس سے قرآنی حقائق پر ایمان رکھنے والا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن نے "کتاب" کے ایک ادنیٰ طالب علم (آصف بن برخیا) کی یہ قدرت دکھلائی کہ وہ چشم زدن میں تخت بلقیس لے آئے۔ امام سجادؑ تو اس معدن وحی و تنزیل سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن پر کتاب کا نزول ہوا من عندہٗ علم الکتاب کے فرزند ہیں اور خود بھی علم کتاب کے عالم ہی نہیں بلکہ استاد ہیں۔ لہذا ان کے لئے چشم زدن میں کوفہ سے کربلا چلا آنا کونسی بڑی بات ہے۔

ـب سے پہلا زائر :-

بعض تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ دفنِ اجساد کے بعد جس نے سب سے پہلے زیارت کی ہ عبید اللہ بن الحر الجعفی تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کے پاس حسین علیہ السلام نے اپنے سول بھیجے تھے اور یہ اُن کی دعوت کے باوجود موفق بہ شہادت نہ ہوئے۔ جس کا ان کو تمام افسوس رہ گیا۔ جب اُن کو قتلِ حسینؑ کی خبر ملی تو دنیا ان کی نگاہ میں اندھیر ہو گئی۔ اور اب ی کو اس سعادت کے فوت ہونے کا احساس ہوا کہ جس کو امام عالی مقام نے ازراہِ کرم پیش فرمایا ساتھوں نے بعد واقعہ کربلا پہلی فرصت میں خود کو کربلا پہنچایا۔ اور تشنگانِ فرات کی قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر اُن شیرانِ وغا اور کشتگانِ جفا کی قبروں پر چیخیں مار کر گریہ کیا۔ اور یہ مرثیہ بان پر جاری کیا۔

يقول امير غادر ابن غادر :
الا كنت قاتلت الشهيد ابن فاطمه
فيا ندمى ان لا اكون نصرته
الا كل نفس لا تسدد نادمه
وقفت على اجسادهم و قبورهم
فكاد الحشى ينفض والعين ساجمه الخ

مجھ سے امیر (ابن زیاد) غدار بن غدار کہتا ہے کہ تم نے ابن فاطمہ سے جنگ نہیں کی۔ آج مجھ کو کتنی ندامت ہے کہ میں نے ان کی نصرت نہیں کی۔ اگرچہ اب اس ندامت کا کچھ حاصل نہیں۔ جب میں ان اجساد اور قبروں پر حاضر ہوا اس وقت میرا یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ

بشدت الم سے دل پھٹ جاتا اور آنکھ روتے روتے بہہ جاتی۔

قبر حسینؑ پر زینبؑ کی آمد:

عبداللہ بن الحر کے بعد قبر امام پر حاضر ہونے والوں میں حسین کی ستم رسیدہ بہن مظلوم فرزند اور جابر بن عبداللہ انصاری ہیں۔ یہ لوگ ۲۰ صفر ۶۲ھ کو عرصہ کربلا پر وارد ہوئے چنانچہ عطا سے روایت ہے کہ میں ۲۰ صفر کو جابر بن عبداللہ انصاری کے ہمراہ تھا پس جب ہم لوگ غاضریہ پہونچے تو جابر نے دریا کے کنارے غسل کیا اور ایک طاہر قمیص پہنی جو وہ ساتھ لائے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس تھوڑی خوشبو ہے عطا میں نے کہا کہ میرے پاس "سعد" ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس خوشبو کو اپنے سر اور بدن پر لگایا اس کے بعد پا برہنہ ہوئے۔ یہاں تک کہ قبر مبارک کے پاس پہنچکر بالائے سر کھڑے ہوئے اور تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور غش کھا کر گر پڑے۔ اور ایک دوسری روایت میں عطا سے مروی ہے کہ میں نے آپ کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے تو ہوش آیا۔ پھر آپ نے تین دفعہ یا حسین کہا اور فرمایا۔

"حبیب لا یجیب حبیبہ...... انی لک بالجواب وقد شخبت اوداجک وفرق بین بدنک و راسک الی آخر الزیارۃ"

ابھی جابر قبر سے لپٹے بین کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ شام کی جانب سے گرد اٹھی اور تھوڑی دیر کے بعد جب گرد کا دامن چاک ہوا تو سیاہ علم نظر آنے لگے۔ یہ لٹے ہوئے اہل حرم کا قافلہ تھا جو سید سجاد کی سرکردگی میں مدینہ جا رہا تھا اور زینب کی خواہش پر کربلا سے گزر ہوا تھا۔ جس مجلس میں زینب سی بہن نوحہ کرنیوالی ہو اور پھر دشمن کی طرف سے کوئی امر مانع بھی نہ ہو۔ اس

مجلس ماتم کے شور وشین کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اب تو زینب۔ سید سجاد۔ جابر اور دوسرے بنی ہاشم واصحاب کے ماتموں سے زمین کربلا پر تلاطم تھا۔ . . . . حسین غریب کا یہ پہلا چہلم تھا کہ جس میں جابر کے ساتھ امام عالی مقام زین العابدین اور دُکھ رسیدہ بہن نے شرکت کی۔

توابین :

یزید نے قتل حسینؑ سے اپنے رُعب کا سکہ جمانا چاہا تھا، مگر حسینؑ کے شہید ہوتے ہی بنی امیہ کی سیاست کے تار و پود بُری طرح بکھر کے رہ گئے۔ کیونکہ مسلمانوں نے جیسے ہی قتل حسین کی خبر سُنی۔ ان کے دل بنی امیہ سے متنفر ہو گئے۔ خصوصاً حضرت علی علیہ السلام کے وہ اصحاب جو واقعۂ کربلا میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ اپنی اس کوتاہی پر اس درجہ نادم ہوئے کہ ایک روز یہ لوگ سر سے کفن باندھ کر خون حسینی کا بدلہ لینے ——— بلکہ اپنی اس غفلت کے جرم کو اپنے خون سے دھونے کے لئے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔

پہلی ربیع الثانی ۶۵ھ کی صبح کو بھی کربلا کا منظر دیدنی تھا جبکہ چار ہزار اشراف کوفہ د شہسوارانِ عرب کا لشکر سلیمان بن صرد کی سرداری میں قبر امام سے کچھ دُور پا پیادہ ہوا۔ اور بیک وقت چار ہزار نالے بلند ہوتے۔ ان جان سے گذرے ہوئے عاشقوں کے گریہ سے کربلا کا بن ہل رہا تھا۔ تاریخ میں ہے کہ:۔

فلمّا وصلوا موضع القبر صاحوا صیحة واحدة وضجوا بالبکاء والعویل فلم یر یوماً اکثر بکاءً حول قبر الحسین من ذلک الیوم

پھر اُن میں سے ایک نے قبر حسین کی طرف اشارہ کرکے کہا اے پلٹنے والے!

حسین شہید ——— مہدی ابن مہدی ——— صدیق ابن صدیق پر اپنی رحمت نازل فرما
معبود ہم تجھ کو گواہ کرتے ہیں کہ ہم انھیں کے دین پر ہیں۔ انھی کے راستہ پر ہیں۔ ان کے
قاتلوں کے دشمن ہیں۔ ان کے دوستوں کے دوست ہیں۔

معبود! ہم نے تیرے نبی کے نواسہ کی نصرت نہیں کی۔ ہمارے اس جرم سے درگذر
فرما۔ اور ہماری توبہ قبول کر۔ . . . . اگر تو ہماری توبہ قبول نہ کرے گا تو ہم بڑا خسارہ
اٹھائیں گے!!

یہ کہہ کر یہ جانباز قبر کا بوسہ لینے اور تعویذ قبر پر خسارہ رکھنے کے لئے ایک دوسرے
پر یوں گرے جیسے شمع پر پروانے۔ یا کعبہ پر حجاج۔

سب سے آخر میں سلیمان نے خاک قبر پر منھ رکھ کر بہ چشم گریاں خدا کی بارگاہ میں
دُعا کی۔

"میں تعریف کرتا ہوں اس خدا کی کہ جو اگر چاہتا تو ہم کو بھی حسین کے ساتھ خلعت
شہادت سے سرفراز فرماتا۔ الٰہی اگر تو نے ہم کو حسین کے ساتھ شہید ہونے کے لائق
نہیں سمجھا تو پروردگار اب اس مرتبہ شہادت سے ہم کو محروم نہ کرنا ——"
اس کے بعد قبر حسین پر پھر سناٹا چھا گیا ——— کیونکہ دنیا میں تلواروں کی دھنک
اور جنت میں حوروں کی بانہیں ان سرباز جوانوں کا بیتابی سے انتظار کر رہی ہیں۔

قبر حسینی پر پہلی عمارت کی بناء: ———

بعض اہل تاریخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السّلام کی قبر اطہر پر جس نے
سب سے پہلے تعمیر کی وہ مختار بن ابی عبیدہ کی ذات گرامی تھی۔ چنانچہ ۶۵ھ کے اواخر میں

مختار کے حسب امر محمد بن ابراہیم اشتر کربلائے معلّٰی آئے اور انھوں نے اینٹ چونے سے قبر کے اوپر ایک سقف، چار دیواری اور ایک مسجد کی بنا ڈالی۔ اور یہی آئندہ ہونے والے شہر کربلا کی پہلی خشت بنیادی تھی۔

اس عمارت کے بننے کے بعد ہی دُور دُور سے مشتاقانِ زیارت آنے لگے اور ابھی واقعہ عاشورہ تازہ تھا۔ اموی سلاطین حکومت کر رہے تھے۔ قاتلین میں سے بعض بقید حیات تھے۔ کہ امام کی قبر زیارت گاہ خاص و عام بن گئی تھی۔ حتیٰ کہ تجارتی منڈیاں قائم ہو گئی تھیں اور اطراف واکناف سے قافلے آنے لگے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سبط ابن جوزی ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں جس سے شہر کربلا کی قدامت پر روشنی پڑتی ہے۔ ابن جوزی سدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں جب کربلا پہنچا تو میرے پاس تھوڑا غلّہ تجارت کے لئے تھا شام کو میں ایک شخص کا مہمان ہوا۔ جب دسترخوان بچھا تو ہم نے آپس میں قتل حسین کا تذکرہ کیا۔ اور کہا جس نے بھی خونِ حسین میں اپنے ہاتھ رنگے وہ بہت بُری موت مرا۔ یہ کلام سُنکر میرے میزبان نے کہا کہ تم لوگ کتنا جھوٹ بولتے ہو۔ دیکھو ایک میں ہی ہوں کہ قتل حسین میں شریک تھا اور مجھ کو کچھ نہیں ہوا۔ سدی کہتے ہیں کہ کھانا کھا کر ہم سو گئے۔ آخر شب گھر والوں کی چیخ پکار سے میری آنکھ کھل گئی پوچھا کیا خبر ہے معلوم ہوا کہ وہی شخص چراغ ٹھیک کرنے کے لئے اٹھا تھا کہ چراغ کا شعلہ بھڑکا اور آگ انگلی کے ذریعہ پورے جسم میں سرایت کر گئی۔

قبر امام پر پہلا قبہ:

بنی عباس کی حکومت کا حجر اساسی بنی امیہ کے مظالم اور اہلبیت رسول کی مظلومیت پر رکھا گیا۔ چنانچہ جب سفاح کی حکومت ہوئی تو اس نے اقامۂ عزا کی۔ سیاہ کپڑے خود پہنے اور

لوگوں کو بھی پہنائے۔ ہر طرف حسین پر مرثیے پڑھے جانے لگے۔ اس زمانہ میں خوف بنی اُمیہ سے دبے ہوئے شیعہ ظاہر ہونے لگے۔ قبر امام مظلوم پر بھی شان و شوکت بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ اس سفاح عباسی کے زمانہ میں قبر اطہر پر سب سے پہلا قبہ بنایا گیا اور زائرین کے لئے ایک چھت بھی تعمیر کی گئی۔

مزار حسین کا پہلا ہدم :—————

سفاح کی حکومت کے بعد جب منصور تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس نے عنانِ حکومت اُدھر موڑی جدھر بنی اُمیّہ کی عنانِ حکومت تھی۔ چنانچہ اپنی سلطنت قائم ہوتے کے ساتھ جو پہلا کام اس نے انجام دیا وہ امام مظلوم کے "قبہ" کو گرانا تھا۔

تعمیر :—————

اب یہاں سے قدرت اور انسان کی وہ جنگ نظر آتی ہے کہ جس میں ایک طرف انسان کا عزم صمیم، کہ نشانِ قبر حسینی مٹا کر رہیں گے اور اس کے مقابلہ میں قدرت کا ارادہ کہ تم مٹاتے جاؤ۔ ہم بناتے رہیں گے۔ چنانچہ قبر منورہ کو کھدے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ منصور اپنے اعمال کا جواب دینے خدا کی بارگاہ میں پہنچا اور ادھر مہدی نے قبر کے اوپر دوسری شاندار عمارت کھڑی کر دی۔

قبر امام اور ہارون رشید :—————

مہدی کی تعمیر کے بعد جب ہارون رشید تخت خلافت پر قابض ہوا تو اس نے نہ صرف

قبہ کے گرانے پہ اکتفا کی بلکہ تمام زمین پر زراعت کروادی۔ حتیٰ کہ اس سدر کے درخت کو بھی کاٹ دیا کہ جو قبر مظلوم کی نشان دہی کرتا تھا۔ (۲۴۶ھ)

قطع شجرہ کے متعلق رسول اللہ کی ایک حدیث :۔

یحییٰ بن مغیرہ الرازی ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ جریر بن عبدالحمید کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اُن کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا۔ جریر نے اس سے وہاں کی خبر دریافت کی اس نے کہا کہ میں نے رشید کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اُس نے روضۂ حسین کو کھدوا دیا ہے اور قبر مبارک پر جو بیری کا درخت تھا اس کو بھی کاٹ ڈالنے کا حکم دے دیا ہے۔ یہ کلام سنکر جریر نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا اس کے بعد کہا کہ اس واقعہ کے متعلق رسول اللہ کی ایک حدیث تھی حضرت فرمایا کرتے تھے" لعن اللہ قاطع السدرۃ " آج اس حدیث کے معنی سمجھ میں آئے۔

تعمیر :۔

خلیفہ ہارون جب دنیا سے رخصت ہوا تو خلافت کی باگ ڈور امین و مامون کے ہاتھ آئی اور سیاست عباسیہ نے پھر پلٹا کھایا۔ شیعوں پر مظالم کم ہوئے۔ ان پر انعام و کرام کی بوچھار ہونے لگی۔ امام رضا علیہ السلام ولی عہد بنے لہذا اس دور میں قبر امام حسین علیہ السلام کو پھر عروج ہوا۔ دوبارہ عمارت و قبہ کی بنا ہوئی اور ایک مرتبہ پھر حرم حسینی "السلام علیک یا ابا عبداللہ" کی آوازوں سے گونجنے لگا۔

قبرِ حسینی اور یزدانِ عرب متوکّل :

امین و مامون کے ہاتھوں تعمیر شدہ روضۂ حسینی اور اس کے اطراف کی آبادی روز بروز ترقی کرتی گئی۔ مسلمان گروہ در گروہ زیارت کے لئے آتے تھے اور اُن کے لئے کوئی خوف و خدشہ نہ تھا یہانتک کہ تیسری صدی ہجری میں عباسی سلطنت کا ظالم بادشاہ متوکل تخت سلطنت پر بیٹھا کہ جس کو اس کے مظالم کی وجہ سے اہلِ تاریخ نے "یزدانِ عرب" کے لقب سے پکارا ہے۔ یہ متوکل ہے جس نے "آلِ رسولؐ کی قلع قمع اور علیؑ دشمنی میں معاویہ، منصور، ہارون رشید اور دوسرے اموی و عباسی سلاطین کو بھی مات کر دیا۔ حتیٰ کہ پندرہ برس کے عرصہ میں چار مرتبہ روضۂ سید الشہداؑ کو مسمار کیا۔ اور اگر آخری مرتبہ ہدم کے بعد زندگی ملتی، تو مزید ظلم کرنے سے باز نہ آتا۔ اس انہدام کی تاریخی تفصیل یہ ہے

پہلا ہدم شعبان ۲۳۳ھ۔ دوسرا ۲۳۶ھ تیسرا ہدم ۲۳۷ھ۔ چوتھا ہدم ۲۴۷ھ۔

اس متواتر تخریب سے عاشقانِ حسینؑ کے اس جوش زن جذبہ کا بھی حال معلوم ہوا کہ جس نے شاہی ارادہ کا بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف متوکل قبرِ فرزندِ رسولؐ مٹانے پر تُلا ہوا تھا اور ادھر سر و گردن کی بازی لگانے والے جانباز اس کو فوراً بنا دیتے تھے۔ وہ متوکل کی کھینچی ہوئی شمشیر کے باوجود قبرِ حسینی کے گرد پروانہ وار پھرا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ دوسرے اور تیسرے انہدام کے مابین صرف ایک برس کی مدت ہے مگر جاں نثارانِ حسینؑ نے اس مختصر سی مدت میں بھی شاید کوئی عمارت بنا دی تھی جس کو متوکل نے خبر پاتے ہی منہدم کروا دیا۔

ہدمِ روضہ کی وجہ :

متوکل کو اہل بیتِ مصطفیٰؐ سے جو عناد تھا، وہ تو اظہر من الشمس ہے اس لئے وہ اپنی حکومت

میں، شہنشاہ کربلا ـــــــ حسینؑ کی حکومت کیسے دیکھ سکتا تھا۔ مزید برآں ایک روز اس پہ یہ منکشف ہوا کہ اب اس کے گھر کی کنیزیں اور متعلقہ افراد بھی زیارت کو جانے لگے ہیں بلکہ زیارت کو حج بیت اللہ کے ہم مرتبہ خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ابوالفرج اصفہانی اس واقعہ کی تفصیل میں لکھتا ہے کہ:۔

ایک مغنیہ متوکل کے جلسہ ہائے رنگ و نوش میں گانے کے لئے اپنی کنیزیں بھیجا کرتی تھی۔ ایک دفعہ متوکل نے اس مغنیہ کے پاس اپنا آدمی بھیجا تو وہ گھر پر نہ ملی۔ کیونکہ وہ زیارت قبر حسینؑ کو گئی ہوئی تھی جب اس کو خبر ملی تو وہ بسرعت تمام واپس ہوئی اور اس نے اپنی ایک کنیز کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ جس کو وہ بہت دوست رکھتا تھا۔ متوکل نے اس کنیز سے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں غائب تھے؟ کنیز نے جواب دیا۔

"میری مالکہ حج کو گئی ہوئی تھی اور ہم لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئی تھی"۔ وہ مہینہ شعبان کا تھا۔ چنانچہ متوکل نے پوچھا کہ شعبان میں حج کیسی؟

کنیز نے جواب دیا۔

زیارت سیدالشہداء کو ہم لوگ گئے تھے۔ یہ سنتے ہی متوکل کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے اپنے ایک فوجی افسر کو کہ جس کا نام "دیزج" تھا حکم دیا کہ وہ کربلا جائے اور روضۂ حسین کو گرادے بلکہ قبر اطہر پہ پانی جاری کرکے اس کا نام و نشان تک مٹا دے۔ اللہ اللہ یحییٰ بن ذکریا کا سر ایک فاحشہ کی محبت میں جدا کیا گیا اور روضہ حسین ایک گانے والی سے خفا ہو کر کھدوا دیا گیا۔

مرقد حسینؑ کھودنے والے یہودی تھے: ـــــــ

سید شباب اہل الجنۃ حسین علیہ السلام کی عظمت لوگوں کے قلوب میں تھی۔ متوکل کو

اس کا احساس تھا۔ اس لئے اس نے جس شخص کو اس رسوائے زمانہ کام کے لئے مقرر کیا تھا "دیزج" تھا کہ جو ایک دشمن اسلام یہودی تھا۔ متوکل نے اس شخص کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ماہ شعبان میں روانہ کیا جبکہ کربلا میں زائرین کا ہجوم تھا۔ لشکر کے پہونچتے ہی لوگ پراگندہ ہو گئے اور اس شخص نے روضۂ اقدس کو ڈھا کر قلب جناب سیدہ کو زخمی کیا۔ کربلا کے تمام مکانوں کو گرا کر دو سو جریب کے حلقہ میں چاروں طرف ہل چلا دئے۔ اس کے بعد قبر امام حسین علیہ السلام کو کھودنے کا حکم دیا۔ مگر لشکر والوں میں سے کسی کی ہمت نہیں ہوئی بالآخر اس نے اپنے ہم قوم یہودیوں کو طلب کیا اور ان کی مدد سے نشان قبر کا مٹایا۔ پھر نہر فرات کا پانی کاٹ کر پورے کربلا کے طبقہ کو غرقاب کر دیا۔ مگر حائر حسین باوجود انتہائی نشیب میں واقع ہونے کے ایک قطرہ آب پہنچنے سے محفوظ رہا۔ یہ ماجرا دیکھ کر "دیزج" یہودی نے قبر کو تو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ مگر تمام راستوں پر اس نے ایک ایک فرسخ کے فاصلہ پر مسلح پہرے لگا دیئے اور حکم دیا کہ جو بھی زیارت کے لئے آتا ہوا ملے اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ لیجئے گنبد ڈھ گیا نشان لحد مٹ گیا۔ قبر کے چاروں طرف برہنہ شمشیروں کے پہرے بھی بٹھا دیئے گئے۔ مگر اس کے بعد بھی شمع حسینیت کے پروانوں نے آنا نہ چھوڑا جس کی پاداش میں وہ یا تو "مطبق" (بنی عباس کے تیرہ و تار قید خانہ) میں بھیج دیئے جاتے یا شہدائے کربلا کے ہم پہلو سلا دئے جاتے تھے۔ فطوبیٰ لھم وحسن مآب۔

یزید کی طرح متوکل نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ جبر و استبداد سے کام لے کر حسین و حسینیت کو خوب اچھی طرح کچل دیا جاسکے گا..... مگر اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ بلکہ نشان مزار امام کو مٹانے کی جتنی کوشش کی لوگوں میں اس کے خلاف اتنا ہی جذبہ نفرت بڑھنے لگا۔ اور بالآخر مسجد جامع کی دیواروں اور کوفہ و بغداد کے بازاروں میں اس کو یہ اشعار لکھے ہوئے نظر آئے۔

تاللہ ان کانت امیۃ قد اتت
قتل ابن بنت نبیھم مظلوما
فلقد اتاہ بنو ابیہ بمثلہ
ھذا لعمرک قبرہ مھدوما

اس قسم کے اشعار کا قہری یہ اثر ہوا کہ متوکل ڈر گیا اور اس نے سختی میں کمی کر دی۔ مگر جب بھی اس کو روضۂ حسینؑ پر ازدحام اور زیارت کی کثرت کی خبر ملتی آتش حسد بھڑک اٹھتی اور اپنے کینہ سے مجبور ہو کر دوبارہ روضۂ مظلوم کو منہدم کر دیتا۔ یہاں تک کہ آخری مرتبہ ہدم کے بعد قدرت نے اس کو مزید گل کھلانے کی مہلت نہ دی اور اپنے بیٹے مستنصر کے ہاتھوں اپنی سزا کو پہنچا۔

دو عاشق جانباز:۔

متوکل کے دور میں جن جانبازوں نے سر کی بازی لگا کر حسینی قبہ پر علم کو نصب کیا۔ اُن میں زید و بہلول کے ناموں کو ہمیشہ سونے کے حروف سے تحریر کیا جائے گا۔ زید بھی بہلول کی طرح اگرچہ سطح بین افراد کی زبان پر "مجنون" کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ مگر یہ دونوں تھے ایسے کہ اپنی اپنی دیوانگی میں وہ تاریخی کام کر گئے جو ہزاروں داناسے نہ ہو سکے۔

چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ متوکل نے جس زمانہ میں قبر فرزند رسول پر مظالم ڈھانا شروع کئے زید اس زمانہ میں مصر میں رہتے تھے ان کو جب اس سانحہ کی خبر ملی تو فرط اندوہ و ملال سے تڑپ اٹھے آخر نہ رہا گیا باحال زار و چشم اشکبار سرگشتہ و پریشان عراق کی طرف پیادہ پا روانہ ہو گئے بعد طی منازل و قطع مراحل جب سواد کوفہ میں پہونچے تو راہ میں عاقل دیوانہ نما بہلول سے ملاقات ہوئی۔ زید نے بہلول کو دیکھ کر سلام کیا۔ بہلول نے کہا "تم نے مجھ کو کیونکر پہچانا در انحالیکہ

تم اس شہر کے رہنے والے نہیں ہو؟" زید نے جواب دیا

"مومنین کی روحیں چونکہ عالم برزخ میں ایک دوسرے سے قریب تھیں اس لئے دار دنیا میں وہ جہاں کہیں بھی ہوں ایک دوسرے سے متحد ہیں

"اچھا کس وجہ سے اپنے ملک سے آئے ہو؟"

اس بے دین کے عمل بد سے جو صدمہ مجھکو لاحق ہوا ہے اس نے مجھ کو آوارہ وطن کیا ہے۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس بے حیا نے قبر مبارک جناب سید الشہداء پر ظلم و جفا کی ہے اور اس کے نشان کو مٹانے کا اور اس کے زوار کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے میرا دل بے قرار اور میری آنکھیں اشکبار ہیں"۔

"میری حالت بھی تم سے الگ نہیں ہے" بہلول نے جواب دیا۔

"تو آؤ ہم دونوں چل کر حسین مظلوم کی قبر کی زیارت تو کر آئیں شاید اسی بہانہ شہادت کا مرتبہ ہاتھ آجائے" زید یہ کہہ کر بہلول کا ہاتھ پکڑے کوفہ سے کربلا کی طرف روانہ ہو گئے

جب کربلا پہونچے تو دیکھا کہ روضہ اقدس منہدم کر دیا گیا ہے لیکن قبر اطہر بدستور باقی ہے اور کچھ بھی تغیر اس میں نہیں ہوا ہے۔ یہاں تک کہ جو نہر فرات سے اس غرض سے کاٹ کر لائی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ قبر امام حسینؑ کو بہا دیا جائے" اس کا پانی بھی قبر مظلوم کا طواف کرنے کے بعد متحیر کھڑا ہو گیا اور ایک قطرہ قبر پر نہیں پہونچا ہے پانی کے حلقہ سے مرقد انور ابھرا ہوا ہے۔ زید یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہا دیکھو بہلول یہ لوگ چاہتے ہیں کہ شمع عزم لم یزلی کو بجھا دیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے نور کو تمام کرے اگرچہ مشرکین کراہت رکھتے ہوں راوی کہتا ہے کہ بحکم متوکل بیس برس کامل قبر امام عالی مقام پر زراعت کرتے تھے اور قبر مطہر اپنے حال پر تھی نہ بیل ہی قبر پر جانے کی ہمت کرتے تھے نہ ہی پانی اس پر

رواں ہوتا تھا، دہقان ان عجیب وغریب کرامتوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میں خدا و رسول پر ایمان لایا میں جنگلوں میں زندگی گزار دوں گا۔ لیکن دختر زادہ رسول الثقلین حسین غریب کی قبر پر زراعت نہ کرونگا بیس برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ آیات جلیلہ الٰہی و براہین عظیمہ اہل بیت رسالت پناہی کا مشاہدہ کرتا ہوں اور مجھ کو عبرت نہیں ہوتی یہ وہی وقت تھا جس وقت زید و بہلول زیارت کو آئے تھے اور دُور کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے چنانچہ دہقان نے بیلوں کی گردن سے جوا نکال کر پھینک دیا اس کے بعد زید کے پاس آکر پوچھا کہ "آپ لوگ کیوں آئے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ کو قتل نہ کر دیا جائے" زید نے جواب دیا ہم کو قبر کی بربادی کی اطلاع ملی ہے جس کی وجہ سے ہم بحال تباہ اپنے وطن سے نکلے ہیں جو ہو سو ہو" یہ سُنکر وہ مزارع زید کے پاؤں پر گر پڑا اور بوسے دینے لگا کہنے لگا "اے شیخ! تو بہت برگزیدہ بندہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ تیرے آتے ہی میرا دل نور ایماں سے چمک اٹھا ورنہ بیس برس سے میں اس معصیت کاری میں مبتلا تھا اور میری آنکھیں نہ کھلتی تھیں، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے قدموں کی برکت سے رحمت خدا میری طرف متوجہ ہوئی ہے اور میرا دل نور معرفت الٰہی سے منور ہوا ہے زید یہ سُنکر رونے لگے اور یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

تاللہ ان کانت امیۃ قد اتت — قتل ابن بنت نبیہا مظلوما

فلقد اتاہ بنو ابیہ بمثلہ — ھذا لعمرک قبرہ مھدوما

اسفوا علی ان یکونوا شارکوا — فی قتلہ فتتبعوہ رمیما

یعنی خدا کی قسم! اگر بنی امیہ نے اپنے نبیؐ کے فرزند کو مظلومی کی حالت میں قتل کر دیا تو انکے ہم جدیوں (یعنی عباس) نے بھی ویسے ہی مظالم ان پر توڑے اگر یقین نہ ہو تو دیکھو یہ حسین کی قبر منہدم پڑی ہے۔ ان لوگوں کو اس بات کا افسوس تھا کہ آل رسول پر مظالم کرنے میں بنی امیہ کے کیوں شریک نہ ہوئے لہذا آج ان کی قبروں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے بعد اس دہقان با ایمان نے کہا کہ اے زید تم نے مجھکو خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔ اب مجھ میں ضبط کا یارا باقی نہیں میں فوراً متوکل کے پاس جا کر یہ معجزات بیان کرتا ہوں چاہے وہ مجھ کو جیتا چھوڑے یا قتل کر دے۔ زید بولے کہ میں بھی تیرے ساتھ چلتا ہوں۔

چنانچہ وہ دہقان متوکل کے دربار میں حاضر ہوا اور اس نے فضائل و معجزات قبر اطہر امام حسین علیہ السلام کے بیان کرنا شروع کئے۔ مگر اس شقی ازلی پر الٹا اثر ہوا رگ عداوت اہلبیت حرکت میں آئی اور حکم دیا کہ اس مرد کسان کے پیروں میں رسی باندھ کر سامرے کے کوچہ و بازار میں گھسیٹا جائے اس کے بعد بر سر عام سولی دی جائے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور پھر کوئی اپنی زبان فضائل اہلبیت میں نہ کھولے۔ چنانچہ اس عاشق امام کو حضرت مسلم کی تاسی میں پیر میں رسن باندھ کر سڑکوں پر کھینچا گیا اس کے بعد دار میں آویزاں کر دیا گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) زید یہ سب ماجرا اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے اور خون کے آنسو رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس مرد جانباز کی لاش سولی پر سے اتار کر مزبلہ پر ڈالدی گئی تو انہوں نے اس کو اٹھایا اور دریائے دجلہ میں لے جا کر غسل دیا کفن پہنایا نماز پڑھی اور دفن کر دیا اور اس کی قبر پہ قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے۔

ایک روز زید اپنی جائے قیام میں بیٹھے تھے کہ شہر میں ہنگامہ کی آوازیں آنا شروع ہوئیں لوگ بہ آواز بلند رو رہے تھے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے شاہی جلوس لاؤ لشکر

کے ساتھ آرہا ہے آگے آگے سیاہ نشان ہیں ان کے پیچھے ایک جنازہ ہے جس کو اعیان سلطنت اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں بہت سی عورتیں بال کھولے ہوئے نوحہ و بکا کرتی ساتھ چل رہی ہیں شہر کی دوکانیں بند ہیں اور تمام لوگ بحال تباہ شاہی جنازہ کے لئے اپنے اپنے گھروں سے برآمد ہو رہے ہیں۔ زید کہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ ہو نہ ہو معلوم ہوتا ہے متوکل مر گیا ہے یہ گمان کر کے میں ان میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور اس سے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے۔ اس نے کہا کہ یہ متوکل کی ایک حبشی لونڈی ریحانہ کا جنازہ ہے متوکل اس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ اس کنیز کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ دفن کیا گیا گلاب کے پھول گلہائے ریحان اس کی قبر پر ڈالے گئے مشک عنبر چھڑکا گیا اور ایک عالیشان خیمہ بھی اس پر نصب کر دیا گیا۔

یہ حال دیکھ کر زید پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار رونے لگے اور بے ساختہ چیخ کر پکارے۔

وَا اَسَفًا عَلَيْكَ يَا حُسَيْنُ الْقَتِيْلُ بِالطَّفِ غَرِيْبًا وَحِيْدًا ظَمْاٰنًا شَهِيْدًا۔

ہائے حسین! شہید کربلا، میرے غریب و تنہا امام ہائے آپ کو بے جرم و خطا قتل کیا، آپ کے اہل حرم کو اسیر کر کے دیار بدیار پھرایا، آپ کے بچوں کے سر تن سے اتارے اور کوئی آپ پر گریہ و ماتم نہ کر سکے آپ کو بے غسل و کفن سپرد خاک کیا گیا۔ اس کے بعد یہ ظلم و ستم کیے آپ کے روضہ کو کھود ڈالا گیا اس پر ہل چلا دیئے گئے۔ درانحالیکہ آپ علی مرتضیٰ کے فرزند اور فاطمہ زہراؑ کے دلبند ہیں جبکہ ایک کنیز سیاہ کے لئے اتنا اہتمام کیا جائے اور انبوہ کثیر اس کا ماتم کرے لیکن اے فاطمہ کے لال آپ کا ماتم بند کر دیا جائے آپ کے زوار پر ظلم و ستم ڈھائے جائیں یہ کہکر اتنا روئے کہ غش آگیا انکی حالت پر بعض نے رحم کھایا بعض نے اذیت پہنچائی جب ہوش میں آئے تو یہ اشعار زبان پر جاری کئے ؎

ایحرث بالطف قبر الحسین — ویعمر قبر بنی الزانیة

لعل الزمان بهم قد یعود ... فیأتی بدولتهم ثانیة

الا لعن اللہ اہل الفساد ... ومن یأمن الدنیٰ الفانیة

فرات کے کنارے حسینؑ کی قبر پر تو ہل چلیں اور زنازادوں کی قبروں کی تعمیر کی جاتی ہے۔ شاید ان کا زمانہ پھر پلٹے اور دوبارہ ان کی حکومت عادلہ قائم ہو جائے۔ اہل فساد اور دنیا داروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ یہ اشعار ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر متوکل کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور دربان سے کہا کہ یہ متوکل کو دیدے۔ اس پرچہ کو دیکھ کر متوکل غصہ سے لرزنے لگا، حکم دیا کہ زید کو حاضر کیا جائے جب زید اس کے سامنے پہنچے تو اس نے پوچھا یہ اشعار تم نے لکھے ہیں جواب دیا نہ صرف لکھے ہیں بلکہ کہے بھی ہیں ـــــ اے متوکل خدا سے ڈر اپنے تخت و تاج پر ناز نہ کر کیونکہ خداوند عالم نے تجھ سے بڑے بادشاہوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ آل رسولؐ کی دشمنی کر کے تو کبھی رستگار نہیں ہو سکتا، غرض اس کو بہت کچھ وعظ و نصیحت کی مگر اس پر الٹا اثر ہوا اور اس کا غصہ اور بڑھ گیا۔ اس نے پوچھا ابوتراب کون تھے؟

زید نے کہا "اے متوکل! تو ان کو اور ان کے حسب و نسب کو خوب اچھی طرح جانتا پہچانتا ہے"۔ اگر مجھ سے پوچھتا ہے تو سن! قسم ہے خدا کے لم یزل کی کہ کوئی شخص ان کے فضائل و مناقب کا منکر نہیں ہے الّا یہ کہ وہ کافر و فاسق ہے۔ اور کوئی بھی ان کا دشمن نہیں الّا یہ کہ وہ کذاب و منافق ہے اس کے بعد زید مناقب و فضائل اسد اللہ الغالب میں رطب اللسان ہو گئے یہانتک کہ متوکل کا جام صبر لبریز ہو گیا، اور حکم دیا کہ اس دیوانہ کو قید میں ڈال دو تاکہ میں سوچوں کہ اس کو کس طرح قتل کیا جائے۔ زید قید خانہ میں ڈالدیئے گئے ادھر رات کو متوکل جو سویا تو ایک نورانی بزرگ خوابگاہ میں داخل ہوئے اور ٹھوکر مار کر کہا۔

"جلد زید کو قید سے آزاد کرو ورنہ ابھی ہلاک کر دیا جائے گا"۔

متوکل گھبرا کر اٹھا تو کسی کو وہاں نہ پایا خوف سے اس کا دل دھک دھک کر رہا
بالآخر رات ہی کو قید خانہ آیا اور زید سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟
زید نے جواب دیا۔
"سوائے اس کے کچھ نہیں چاہتا کہ حسین کے روضہ کی تعمیر کی اجازت دے اور ان کے
زائروں سے معترض نہ ہو۔ متوکل نے منظور کر لیا اور خلعت ہائے فاخرہ سے زید کو نوازا۔ اب
کی خوشی کا کیا پوچھنا تھا —— راوی کہتا ہے قصر متوکل سے زید جو برآمد ہوئے تو گلی و
کوچوں میں پکارتے پھرتے تھے ——

من اراد زیارة الحسین فله الامان طول الزمان

جو زیارۂ حسین علیہ السلام کرنا چاہے اس کو ہمیشہ کی امان مبارک ہو۔ (نقل از
دار الانوار و ناسخ التواریخ)

متوکل کا انجام :——

خداوند حکیم و دانا کی اکثر حکمت یہ رہی ہے کہ "یخرج الحی من المیت و یخرج المیت
من الحی" وہی خدا جس نے نوح کی صلب سے ایک کافر خلق فرمایا۔ اسی نے بہت سے
کافروں کی آغوشوں میں اپنے برگزیدہ بندوں کو پیدا کر کے یہ ثابت کر دیا کہ انسان کی ذات
شرافت و رذالت میں اس کے حسب نسب کو دخل نہیں ہے۔ بلکہ ذاتی بزرگی کا مدار انسان
کے کردار پر ہے۔ اس لئے باپ سے اظہار نفرت و بیزاری کرنے کے باوجود بہت سے بیٹوں
سے ہم کو محبت کرنا پڑتی ہے اور ان کی دنائت نسب نے ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔
منتصر ابن متوکل انہی ہونہار جوانوں میں سے تھا جس نے فرعون وقت (متوکل) کی

آغوش میں اپنی آنکھ کھولی۔ اسی کے گوشت پوست سے درست ہوا مگر اس زہریلے خمیر و زہریلی آب و ہوا کے باوجود اس کا قلب مسموم نہ ہوا۔ بلکہ حب آل اطہار کی آماجگاہ تھا اس لئے وہ اپنے باپ کی حرکات سے سخت نالاں تھا۔

مستنصر نے پہلے تو اپنے باپ کی اصلاح کی بڑی کوشش کی مگر جب یہ کوشش بار آور نہ ہوسکی بلکہ اس کی عداوت اہلبیت بڑھتی ہی گئی تب اس نے علماء سے اس کے قتل کے متعلق استفتاء کیا۔ علماء نے متوکل کو ناصبی ہونے کی وجہ سے واجب القتل تو کہا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ باپ کے خون میں کسی فرزند نے اپنے ہاتھ نہیں رنگے۔ الا یہ کہ اس کی عمر کم ہوگئی۔ مستنصر نے جواب دیا کہ دشمن اہلبیت کے قتل کرنے میں اگر میری عمر گھٹ بھی جائے تو مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ۲۴۷ھ میں مستنصر عباسی نے اپنے باپ متوکل کو قتل کر دیا جس کے تھوڑے سے ہی عرصہ کے بعد خود بھی راہی ملک عدم ہوا۔

تعمیر:

متوکل کے ہلاک ہونے کے بعد تاج شاہی مستنصر کے ہاتھ آیا۔ اس نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی منادی کرادی کہ زائرین امام حسینؑ زیارت کے لئے آئیں۔ اب ان کے لئے کوئی خوف مانع نہیں ہے۔ مزید برآں اس نے قبر کے پاس ایک اونچا مینار تعمیر کیا جس کو دیکھ کر لوگ دور دور سے آتے تھے۔ اس نے قبر اطہر پر ایک خوشنما ضریح بھی نصب کی۔ اس کے زمانہ میں زائرین کی راحت کے لئے ایک بڑی چھت بنائی گئی جس کے سایہ میں زوار آرام لیتے تھے۔

انہدام سقف :—

سنہ ۲۴۷ھ سے لے کر سنہ ۲۷۳ھ ۲۶ سال تک کربلا کا آسمان بلاؤں کے بادلوں سے صاف رہا۔ مگر سنہ ۲۷۳ھ وہ سال تھا کہ جس میں یہ عظیم الشان سقف زائرین کے اوپر پھٹ پڑی۔ اگرچہ تاریخ میں چھت گرنے کا باعث تحریر نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس میں بھی سیاست وقت کا ہاتھ تھا۔ کیونکہ یہ وہ دور تھا جبکہ شیعوں پر علانیہ ظلم وستم سیاسی نقطہ نظر سے مناسب تھا۔ ورنہ ایک مضبوط ساخت کی چھت جس کو بنے ہوتے ابھی بیس پچیس برس ہوتے تھے بلاوجہ نہیں گر سکتی۔ پھر یہ کہ جس روز یہ چھت گری ہے وہ عرفہ کا روز تھا۔ جو کربلا کی خصوصی کا روز ہے۔ اور اس تاریخ زائرین کا اژدحام ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چھت کا گرنا اتفاقی امر نہ تھا بلکہ یہ حکومت وقت کی سوچی سمجھی تدبیر تھی۔

داعی صغیر زیدی کی کربلا میں آمد :—

چھت گرنے کے سات برس بعد زیدی فرقہ کے پیشوا داعی محمد بن زید نے عباسی خلیفہ معتضد باللہ سے روضہ کی تعمیر کے لئے اجازت طلب کی جو اس نے دیدی داعی نے نجف کی زیارت کی۔ اس کے بعد کربلا آیا اور اس نے ایران کے خزانے عراق میں انڈیل دیئے۔ جن سے ایک عظیم الشان قبہ بنایا۔ اس قبہ میں داخلہ کے لئے دو در بنائے گئے۔ زائرین کے لئے دو طرفی چھتیں تعمیر کیں۔ شہر پناہ کی دیوار بنائی۔ لوگوں کے رہنے کے لئے گھر تعمیر کئے۔ اہل کربلا کو انعامات تقسیم کئے۔ اور کربلا کی ترقی میں اس نے بہت کچھ کیا۔

کربلا اور آلِ بُویہ:۔

زیدیوں کی تعمیر کے بعد چوتھی صدی ہجری میں بویہی بادشاہوں نے کربلا اور دیگر مقدسہ کی ترقی میں حصہ لیا۔ یہانتک کہ جب عضدالدولہ کا زمانہ آیا، تو اس نے از سرِ نو ایک خوبصورت قبہ کی تعمیر کی ضریح پر دیباج چڑھایا، در و دیوار کی عاج سے تزئین کی قبہ و رواق کو خوب آراستہ کیا اور بازاروں کو آباد کیا، شہر پناہ کی دیوار کی تجدید کی۔ ساکنین کربلا کے لیے پانی کا انتظام کیا، روشنی کی اوقاف مقررہ کیے سادات پر مال تقسیم کیا۔ اس کے زمانہ میں عمران بن شاہین نے بھی تعمیر میں دخل دیا اس نے خاص رواق میں بڑی آراستگی کی۔ رواق کو از جانب قبلہ حرم سے متصل کر دیا۔ حاصل یہ کہ چوتھی صدی کے ختم سے پہلے متوکل کے ہاتھوں پے در پے برباد شدہ کربلا پوری طرح شاداب و آباد ہو گئی تھی حتے کہ اس کی کثرتِ آبادی کا یہ حال تھا کہ اس میں علاوہ غیر سادات کے ۲۲۰۰ صرف علوی سادات بستے تھے۔

کربلا پر ضبّہ کی تاخت:۔

آلِ بویہ کے زمانہ میں کربلا کو اطمینان کی سانس ملتے ابھی زائد عرصہ نہ گذرا تھا کہ ضبّہ بن محمد الاسدی نے اس پر تاخت شروع کر دی یہ ایک خودمختار امیر تھا جس نے لوٹ مار کے ذریعے اپنی ریاست قائم کر لی تھی۔ اور عین التمر کو اپنا پایہ تخت قرار دیا تھا۔ یہ وہی ضبّہ ہے جس کی متعلق ابو الطیّب متنبی نے اپنے مشہور قصیدہ میں ہجو کی ہے جس کا مطلع ہے:۔

ما انصف القوم ضبّۃ

ولا فامہ الطرطبۃ

اس ہجو کی وجہ سے ضبہ نے متنبی کو معہ اس کے بیٹے کے قتل کر دیا۔ ۳۶۹ھ میں ضبہ نے کربلا پر اپنی پوری قوت سے حملہ کیا۔ شہر میں داخل ہو کر خوب لوٹ مچائی۔ لوگوں کو بے دریغ قتل کیا۔ حرم کی حرمت کو ضائع کیا۔ خزانہ کو خالی کر دیا اور بقیۃ السیف کو کنیز و غلام بنا کر اپنے قلعہ "عین التمر" لے گیا۔

ابو شجاع عضد الدولہ فنا خسرو کو جب ضبہ کی تباہ کاریوں کی خبر پہنچی تو وہ دس ہزار کا لشکر لے کر ضبہ کی سرکوبی کے لیے آیا اور "عین التمر" میں اس کو مع اس کے لشکر کے گھیر لیا اور ضبہ کو شکست ہوئی بہت کچھ مال و متاع فنا کے ہاتھ لگا اور وہ خود اپنی جان بچا کر بادیہ میں بھاگ نکلا۔ فنا خسرو نے "عین التمر" کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور حرم حسینی سے لوٹا ہوا مال دوبارہ حرم میں واپس کیا۔ ضبہ کے قلعہ سے جتنے آدمی ہاتھ لگے ان کو حرم کی خدمت پر مامور کیا۔

حائر حسینی میں آگ کے شعلے :——————

واقعہ ضبہ کے بعد ۴۰۷ھ میں جو بڑا سانحہ حرم حسینی میں وقوع پذیر ہوا وہ آتش زنی کا واقعہ ہے۔ اسلام کی تاریخوں میں اس آتشزدگی کی تفصیل تو سرسری طور پر بس آتی ملتی ہے کہ۔

فی سنۃ ۴۰۷ احترق مشہد الحسین، وکان السبب ان القوام اشعلوا شمعتین کبیرتین فسقطتا فی جوف اللیل علی التازیر فاحترقتاہ ونعل الله

اس سے معلوم ہوا کہ یہ عظیم آتشزدگی کہ جس نے حرم اقدس کو خاکستر کر دیا تھا۔ شمع کے گر پڑنے کا معمولی اثر تھا۔ لیکن...... ان ہی ایام میں ہونے والے دوسرے سانحے اس راز درون کو طشت از بام کرتے ہیں اور وہ سانحے یہ ہیں :۔

۱۔ آتشزدگی سے پورے دس روز بعد افریقہ کے شیعوں پر مظالم توڑے جاتے ہیں۔

۲- اس آتشزدگی کے دس روز بعد ہی بغداد کے شیعہ محلوں میں لوٹ مار کی جاتی ہے اور اس فساد کے نتیجہ سے حرم کاظمین بھی محفوظ نہیں رہتا۔

۳- انہی ایام میں واسط میں بھی شیعہ سنی جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔

۴- اسی زمانہ میں کعبہ کا رکن یمانی منہدم ہوتا ہے۔

۵- اسی روز مسجد نبوی کی دیوار گر پڑتی ہے۔

۶- اسی دن بیت المقدس کا قبہ بھی گر پڑتا ہے۔

اب اسلام کے اہل تاریخ حرم حسینی کی آتشزدگی کے واقعہ پر لاکھ پردہ ڈالنے کی کوشش کریں۔ مگر ان متواتر واقعات کی روشنی میں یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اس عصر کے خلافت مآب (قادر باللہ عباسی) نے ایک ایسا وسیع جال پھیلایا تھا کہ جس کی بدولت پورے اسلام کا تختہ الٹ دینے کی کوشش کی تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

تعمیر:

آتشزدگی کے واقعہ کے بعد سلطنت بویہیہ کے وزیر حسن بن فضل نے حرم کو دوبارہ سنوارا شہر کو کافی ترقی دی۔

منارۂ مرجان:

بویہ شاہی تعمیرات کے بعد اویس بن حسن جلائری اور اس کے غلام مرجان کا نام آتا ہے۔ اس غلام نے اپنے آقا اویس سے بغاوت کر کے بغداد میں اپنی حکومت قائم کرنا چاہی تھی۔ اویس کو جب اس کی خبر ملی تو وہ ایک لشکر جرار لے کر مرجان کو قتل کرنے کے لئے بغداد

آیا۔ مرجان بھاگ کر کربلا آیا۔ اور حائر حسینی میں پناہ گزین ہوا۔ عقیدت مند بادشاہ کو جب اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنے غلام کے اس سنگین جرم سے درگزر کی۔ اور اس کو دوبارہ اپنے مراحم خسروانہ سے نوازا اور بغداد کا حاکم بنا دیا۔ غلام نے اس خوشی میں اپنا سارا مال سرکار حسینی میں لٹا دیا۔ اور حرم اقدس سے متصل ایک مسجد اور ایک خوشنما و بلند گلدستہ تعمیر کیا کہ جو کاتب الحروف کے زمانہ تک موجود تھا اور منارۃ العبد کے نام سے مشہور تھا۔

ادریس کے بعد اس کا بیٹا احمد تخت نشین ہوا اور اس نے بھی اپنے باپ سے بڑھ کر حرم کی تزئین و آرائش میں حصّہ لیا۔ ابھی تک روضہ پر صرف ایک گنبد اور ایک منارہ تھا۔ اس نے گنبد کے دونوں طرف دو مینار تعمیر کئے اور ان پر سونا چڑھایا جس کا مادہ تاریخ ہے (دو ستون زرین) ۷۸۶ھ۔

۹۸۲ھ میں منارۃ العبد کچھ خراب ہوا تو شاہ طہماسپ نے اس کی مرمت کی۔ لوگوں نے اس کی تاریخ فارسی میں کہی۔ (انگشت یار) جس کا ترجمہ عربی مع مادہ تاریخ کے ہے خنصر الآل

روضۂ اقدس اور شاہ عباس صفوی :———

۱۰۳۲ھ میں شاہ عباس نے ضریح کے اندر صندوق بنوایا اور قبہ منورہ کی کاشی سے تزئین کی۔ ایوان و رواق و صحن کی زینت و مرمت میں کافی مال صرف کیا۔ ایران سے بیش بہا قالین لاکر حرم میں بچھائے۔ متولی روضہ اور مجاورین پر بہت انعام و اکرام کیا۔ مادہ تاریخ ہے۔ (بالحسن صفا)۔

حرم حسینی اور نادر شاہ درّانی :———

۱۱۵۵ھ میں نادر شاہ درانی کربلا وارد ہوا۔ اور اس نے بڑی نادر و قیمتی تحف دہدایا سے

حرم کی زینت کی ۱۱۷۲ھ نادر شاہ کے وزیر شہم نے روضہ کو مستحکم کیا اور صندوق و رواق کو پتھر سے بنایا۔ قیمتی پردے اور نفیس جھاڑ آویزاں کئے۔ جن میں ایک نہایت ہی ظرفہ جھاڑ تھا۔ جس میں بارہ روشنیاں تھیں۔ جن کی شکل اژدھوں کے سر کی سی تھی اژدہوں پر شاہین بیٹھے ہوئے تھے۔ بعد ازیں ہر محب اور شیدائی یکے بعد دیگرے حرمین کی تزئین میں اور آراستگی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا رہا اور حرم اقدس میں روز بروز چار چاند لگتے گئے اور جس جس نے سیدالشہداء کے روضہ کو سنوارا اُس نے حضرت ابوالفضل عباس کی بارگاہ کی بھی تعمیر میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ ۱۲۱۶ھ وہ سال آیا کہ جس میں زمین کربلا ایک مرتبہ پھر بے گناہوں کے خون سے نہا گئی۔ اور یہ تمام رونق ظلم کے ہاتھوں نے لوٹ لی۔

کربلا پر وہابیوں کی یلغار:

فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لال اور رسولؐ کے جگر بند حسینؑ کی خوابگاہ کو تاراج کرنے اور مظلوم و بے کس شہریوں کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگنے میں یوں تو بقدر حوصلہ ہر قسم کے ظالموں نے حصہ لیا۔ لیکن ان میں وہابی فرقہ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ وہابیوں نے وقتاً فوقتاً کربلا اور نجف پر کئی حملے کئے اور دونوں بارگاہوں کا قیمتی مال لوگوں کا خون بہا کر لے گئے۔ ان کے مظالم کا نشانہ زیادہ تر معصوم بچے اور لاوارث عورتیں ہوتی تھیں یہ لوگ موقعہ دیکھ کر ایسے وقت حملہ آور ہوتے تھے جبکہ کربلا کے مرد کسی دوسرے مقام پر زیارت وغیرہ کے لئے گئے ہوتے تھے۔

۱۸ ذی الحجہ ۱۲۱۶ھ وہ صبح تھی جو اہلِ کربلا کے لئے صبح عاشور بن کر آئی۔ شہر میں عورتوں بچوں یا لاوارث بڈھوں اور بیماروں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ کیونکہ اکثر لوگ زیارت غدیر کے لئے نجف اشرف گئے ہوئے تھے۔ جاف احقر رئیس فرقہ وہابیہ نے اس موقع سے فائدہ

اٹھاتے ہوئے بیس ہزار کے لشکر سے کربلا کو گھیر لیا۔ لوگوں کو تھوڑا اطمینان تھا کہ شہر پناہ کا دروازہ بند ہے کہ ایک مرتبہ عید غدیر کی صبح کو جب کربلائے معلّٰی کے مقابلہ کرنے والے مرد نجف میں زیارت پڑھ رہے تھے۔ جاف احتقر کے بیس پچیس سپاہی کسی طرح عقبی دیوار میں شگاف ڈال کر اندر گھس آنے میں کامیاب ہو گئے لوگوں میں سراسیمگی پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ تلواریں ہلاتے۔ لوگوں کو مارتے دروازۂ شہر تک پہنچے اور دروازہ کھول دیا۔ اب کیا تھا بیس ہزار کا پورا لشکر شہر کے اندر ٹوٹ پڑا۔ سب سے پہلے حرم اقدس پر دھاوا بولا گیا۔ حرم کے اندر قتل و غارت لوٹ مار مچائی گئی۔ کوئی پیش بہا قالین اٹھا رہا ہے تو کوئی چاندی سونے کے دروازے اکھاڑ رہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے حرم میں خاک اڑنے لگی اور وہ حسینی دربار جس کی آرائش میں سینکڑوں سال صرف ہوئے تھے۔ جس میں زیدیوں، آل بویہ، نادر شاہ اور دوسرے صدہا امرا کے بیشمار تحف و ہدایا تھے۔ جن کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا وہ چند گھنٹوں میں نجدیوں کے ہاتھوں برباد ہو گیا۔ ضریح شکستہ کی گئی۔ رواق منہدم کر دیا گیا۔ حرم میں جتنے قرآن ملے ان کو پھاڑ ڈالا گیا۔ حرم کی لوٹ کے بعد یہ انسان نما لوگ سہمے ہوئے بچوں اور روتی ہوئی عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جہاں تک ہو سکا ان کو نیزہ و شمشیر کا نشانہ بنایا۔ خوب دل کھول کر خون کی ہولی کھیلی۔ کوئی ایسی گلی نہ تھی جو ان لاوارثوں کے خون سے رنگین نہ ہو۔ کوئی گھر نہ تھا جس سے نالہ و شیون کی آواز بلند نہ ہو۔ مظلوم فریاد کر رہے تھے مگر کوئی بھی ان کی فریاد کو نہ سنتا تھا۔

ہاں! اگر کوئی سن رہا تھا وہ ——— منتقم حقیقی جس کا کڑا انتقام اپنے وقت سے ہوتا ہے۔

زیارت غدیر کے بعد ستم رسیدہ شہری جب کربلا واپس آئے تو سڑکوں پر لاشوں اور

گھروں میں بقیۃ السیف زن و مرد کے نالوں کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ اس واقعہ ہائلہ کا مادہ تاریخ ہے۔ (بغدیر)۔

تعمیر:

سنت فرعون و یزید پر عمل کرنے والے ادھر وا دِظلم دے کر ہدایت کے علم کو سرنگوں کر کے ہٹے ہی تھے کہ باغی انسان کی سرکشی کا تماشا دیکھنے والی اور پیاسے دقت پران کو سزا دینے والی قدرت کی مشینری حرکت میں آئی اور شاہ فتح علی روضہ سید الشہداء کو دوبارہ آباد کرنے کو کھڑا ہوا۔ اس نے روضہ کی از سرِ نو تعمیر کی۔ سونا پانی کی طرح بہایا۔ بہترین قسم کے ساج سے قبر اطہر پر ایک صندوق نصب کیا۔ اس کے اوپر چاندی کی ضریح نصب کی۔ قبہ پر کاشی کے بجائے سونا چڑھایا۔ ایوان پر چھت بنائی۔ روضہ حضرت عباس کی بھی دوبارہ مرمت کر کے اس کے قبہ پر کاشانی گلکاری کی۔ دونوں درباروں سے جو کچھ لوٹا گیا تھا اس کی تجدید کی۔ اور قیمتی و نادر جواہرات سے دوبارہ خزانہ کو پُر کر دیا۔

اسی زمانہ میں ملت جعفریہ کے نامور عالم شیخ جعفر کاشف الغطاء نے بھی کمر ہمت باندھی۔ چنانچہ علامہ مذکور نے روضہ کی تجدید کے لئے ایران کا سفر کیا۔ شیخ بھی اپنے اس سفر میں کامیاب پلٹے۔ اور ان دین و دنیا کے دو بادشاہوں کی سعی پیہم سے روضہ حسینی ۱۲۳۲ھ تک پہلے سے بھی بڑھ کر شاندار ہو گیا طلائی گنبد پر نصب شدہ سُرخ علم، ایک مرتبہ پھر ضلالت پسند انسان کے ظلم و جور کے انتظار میں بڑے استقلال کے ساتھ لہرا رہا تھا۔

پے در پے مصائب:

ان واقعات کے علاوہ سرزمین کربلا پر وہ مصائب آئے کہ جن کی تفصیل بیان کرنے

کے لئے ایک بڑے دفتر کی ضرورت ہے۔ پہلا واقعہ ۱۲۴۱ھ میں پیش آیا۔ جبکہ سلیمان مناخور قائد لشکر عثمانی نے کربلا پر حملہ کیا۔ دوسرا سانحہ اس کے بعد نجیب پاشا کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا۔ جس نے کربلا میں حکومت کے چند باغیوں سے غصہ میں آکر پورے کربلا میں خون کی ندیاں بہا دیں۔ نجیب پاشا کے مظالم کا اندازہ کرنے کے لئے اس خط کا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ جس کو جدّ علاّم افقہ الناس سرکار مفتی محمد عباس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجموعۂ مکاتیب (ظلِ ممدود) میں تحریر فرمایا ہے۔ اگر دل میں طاقت ہو تو اس مفجع خط کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:۔

علامہ سید یوسف حائری استر آبادی کا یہ خط ان روح فرسا چشم دید حالات پر مشتمل ہے جن کو پڑھ کر انسانیت کا کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے۔

افسوس کہ مضمون کے مزید طولانی ہوجانے کے خوف سے ہم صرف ترجمہ ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ جو بات اصل میں ہے وہ ترجمہ میں کہاں آسکتی ہے۔ ؎

افسانۂ کہ کس نتواند شنیدنش
یارب بریں دیار چہ آمد نہ دیدنش

اے معبود! کتنی محترم گردنیں تھیں کہ جو بے دریغ تلواروں سے کاٹ ڈالی گئیں کتنی عزیز جانیں تھیں جن کو جامِ مرگ پلا دیا گیا۔ کتنے سجدہ ریز سر تھے جو لکڑیوں پر بلند کئے گئے۔ کتنے دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ تھے جو بے رحمی کے ساتھ تنوں سے جدا کر دیئے گئے۔ کتنے پاک خون تھے جو پتھروں پر بہا دیئے گئے۔ کتنے ہی طاہر جسم نیزوں سے چھید ڈالے گئے۔ کتنی مقدس لاشیں نذرِ آتش کر دی گئیں۔

حیف! ان گلبدن چاند سے شیر خواروں پر جن کی تعداد صرف حرمین شریفین میں ایک ہزار سے اوپر تھے۔ جو کہیں ٹوٹی ہوئی تلواروں کے پہلو بہ پہلو پڑے ہوئے تھے۔ تو کہیں اپنی (بے روح) ماؤں کے پستانوں سے چمٹے ہوئے تھے۔ کہیں ان کی عباؤں سے لپٹے ہوئے تھے ——— ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیز آندھی نے نورس کلیوں کو درخت سے علیحدہ کر کے جا بہ جا بکھیر دیا ہے۔ ان سب بچوں کے جسموں سے روح مفارقت کر چکی تھی۔ اور وہ موت کی میٹھی نیند سو رہے تھے۔

اے کاش! میں یہ روح فرسا منظر نہ دیکھتا کہ ان بچوں میں سے بعض کی آنکھیں شدت خوف سے دھنس کر رہ گئی ہیں ——— اور بعض کی نرگسی آنکھیں دہشت کی وجہ سے پھٹ گئی ہیں۔

اے منتقم حقیقی! کتنے چہرے کہ جن سے آفتاب اکتساب نور کرتا تھا۔ ——— حوریں جن کے آگے شرماتی تھیں .... وہ لشکر کفر کے ہاتھوں .... آہ باغیوں نے ان کو دار و رسن سے جکڑ دیا تھا۔ .... آہ۔ آہ۔ آہ کتنی ہی علویات کو برہنہ یا بنا دیا میں تشہیر کی گئیں۔ ان کو جگہ بہ جگہ حیران و سراسیمہ پھرایا گیا۔

ہائے افسوس! ان شریف ناموسوں پر کہ جن کی ہتک کی گئی۔ جن کو ناگہاں قتل کیا گیا۔

حق و انصاف یہ ہے کہ یہاں جو گذر گیا۔ وہ احاطہ تحریر میں ہرگز نہیں آ سکتا۔ نہ وہ زبان سے بیان ہو سکتا ہے، نہ قلم سے ——— اور نہ کوئی انسان

اس کا تصور کر سکتا ہے۔ وہ سانحہ ہو گیا جس نے آسمان کے ستاروں میں تلاطم پیدا کر دیا۔ جس کے مشاہدے سے سر کے بال سفید ہو گئے۔ سیدھی کمر خم ہو گئی۔ کاشانۂ فکر میں آگ لگ گئی۔

اللہ اکبر! ایسا عظیم حادثہ تھا جس کا میں نے اپنی ان دو آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ وہ دن وہ قیامت کا دن تھا کہ جس دن باپ اپنی اولاد سے بھائی، بھائی سے ——— شوہر زوجہ سے منہ پھیر کے بھاگ رہا تھا......

ہاں! انہی آنکھوں نے یہ دل دوز و جاں سوز منظر بھی دیکھا کہ پاکدامن دوشیزاؤں کو دشمن اسیر کر کے لئے جا رہے ہیں۔ شدت عفت و حیا سے وہ بے ہوش معلوم ہوتی تھیں۔ ان کے چہرے ماہ شب چہاردہ سے سوا درخشاں تھے۔ شام کے وقت وہ کافروں کے خیام میں کیا لے جائی گئیں۔ گویا چاندوں میں گہن لگ گیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ چاک گریباں نوحہ و فغاں کرتی ہوئی ظالموں کے خیموں سے برآمد ہو کر یمین و شمال میں پھیل گئیں۔ بیرحم ان کے دامن اور زلفیں پکڑ کے گھسیٹ رہے تھے۔

مقتولین کی تعداد بیان کرتے ہوئے آقائے سید یوسف تحریر کرتے ہیں کہ:۔

ہم حقیقت اور اصل واقعہ کے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر آپ اجمالی خبر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو جو خبر بھی آپ تک پہنچے اس کو سنکر چپ ہو جائیے میں نے جتنے مقتولین اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ تو اس کا حساب سوائے اللہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور جو کانوں سے سنا اس میں بہت سے قول ہیں۔ واقعہ کی عظمت اور قتل و غارت کی وسعت کی وجہ سے اب تک صحیح بات معلوم نہ ہو سکی۔ ایک

قول یہ ہے کہ آٹھ ہزار قتل ہوئے۔ یہ اقلِ اقوال ہے اور سب سے ضعیف بھی۔ ایک قول ہے کہ بارہ ہزار یا پچیس پچیس انسان تہہ تیغ کئے گئے۔ یہ قول معتبر ہے۔ مگر یہ تعداد اُن مقتولین کی ہے۔ کہ جو دونوں صحنوں میں اور حضرت عباس کے رواق حرم میں کوچہ و بازاروں میں، شہر پناہ کی دیواروں کے اندر قتل کئے گئے۔ لیکن شہر کے باہر یا مکانوں کے اندر جو لوگ مارے گئے ان کا حال نہ معلوم ہو سکا۔ اِلّا یہ کہ اذکر بلا تا روضہ حضرت حُر کشتوں کی یہ کثرت تھی کہ بعض جگہ لاشہ پر لاشہ اور میت پر میت تھی۔ . . . . میں نے اپنی آنکھوں سے راستوں میں، شاہراہوں پر، دونوں صحنوں میں، حضرت عباس کے رواق و حرم میں کشتوں پہ کشتے دیکھے۔ صحن حضرت ابوالفضل میں تو لاشوں کی یہ کثرت تھی کہ اُن پر پیر رکھے بغیر گزرنا ناممکن تھا۔ اتنے محدود مقام پر جو لامحدود کشتے تھے۔ ان کی صحیح تعداد سے بس خدا ہی آگاہ تھا۔ . . . . میں نے بہت سے مقتولین کو سڑکوں پر جلے ہوئے پایا۔ بلکہ خامس آل عبا کے روضہ کے حجرہ میں میں نے یہ المناک منظر دیکھا کہ ظالموں نے بہت سے قرآن، کتب ادعیہ و زیارات کو اکٹھا کر کے بجائے ایندھن کشتوں پر رکھ کر آگ لگا دی ہے۔

اس کے بعد کہتے ہیں:۔

اب رہا لوٹ مار اور تاراجی بیوت کا حال تو اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے جب سیّد البیوت (یعنی حرمین شریفین) کو تاراج و برباد کیا تو باقیماندہ گھروں پر کیا کیا ظلم و ستم نہ ڈھائے ہوں گے

حد یہ ہے کہ:۔

آں قبۂ کہ جن و ملک را پناہ بود
شد بر ہوا ز توپ مخالف غبار وار

اس کے بعد کاتب نے جن فجائع کا ذکر کیا ہے۔ ان کے پڑھنے کی کسی دل میں طاقت نہیں ہے۔ البتہ آخر کے چند سطر بعینہٖ نقل کرتا ہوں کہ جس سے اس فقیدہ جگر کی حالت دل اور قوت ایمانی کا فی الجملہ اندازہ ہو سکے گا کہ جس کی نگاہوں کے سامنے اس کا گھر بار لٹا۔ اس کے نوجوان فرزند کو قتل کیا گیا۔ گھر کے سامان اور کتابوں میں آگ لگائی گئی۔ صرف اس کو بوڑھا سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔

"ذلك الكتاب بعد دلالته على تفرق الحواس يدل على القلقلة والاضطراب فلا تعذلني على عدم استحالة الرسوم والآداب اذ لاملامة على جالس التراب في بيت خراب بعد النهب وقتل ان كل الاسباب والحمد لله مالك الرقاب ومسبب الاسباب.

اقل الخلائق والمخلص الصميمي
محمد يوسف الاسترابادي في الاصل
والحائري في الحال حرره في
مورخه شهر صفر المظفر ١٢٥٩ھ
في بلدة سيدنا الحسين
عليه السلام

یہ تھا کربلائے معلیٰ کی زمین پر توڑے جانے والے مصائب کا ایک خونچکاں منظر۔
اس دلدوز واقعہ کے بعد بھی اس ناعاقبت اندیش اور محسن کش انسان نے اپنے
دستِ ظلم کو اس رُوحانی بارگاہ سے کوتاہ نہیں کیا۔ ہم اب اس کتاب کی کوتاہی دا
کے باعث بس اتنے ہی مظالم کی تحریر پر اکتفا کرتے ہیں۔

آخر میں ان اہم تعمیرات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ جو اس مقدس دربار کی تکمیل و تحسین
کے سلسلہ میں آخر زمانہ میں ظہور پذیر ہوئیں جن میں اہالیانِ ہند اور خاص کر لکھنؤ والوں کو بڑا
دخل ہے۔

بارگاہِ سیّد الشہداء

میں اہلِ لکھنؤ کے خدمات

متحدہ ہند کے مہذب ترین شہر (لکھنؤ) کو برصغیر ہند میں وہی مرکزیت حاصل ہے
جو ایران میں قم اور عراق میں نجف اشرف کو ۔ اس لئے اگر لکھنؤ کو ہندوستان
کا نجف کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ لکھنؤ ہی کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے علم و تمدن کے
سمندر سے نہریں کاٹ کاٹ کر پوری سرزمین ہند کے تمام علاقوں کو سیراب کیا گیا اور جہاں
یہ نہریں نہ پہونچیں وہاں لکھنؤ کے علماء اور واعظین ابرِ کرم بن کر اٹھے اور انھوں نے
اقصائے ہند کے ریگستانوں سے لے کر افریقہ کے بیابانوں تک اپنے علم و عرفان کی
بارش سے گلستان بنا دیئے۔

یہ ضرور ہے ——— کہ لکھنؤ اب اپنے پہلے رعب و شباب پر باقی نہیں

ہے۔ خصوصاً حب سے تقسیم ہند کے نتیجہ میں ایمان کی بھی عملی تقسیم .... ہوگئی ہے یقین جانئے' اس صدمہ سے سن رسیدہ لکھنؤ کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ مگر لکھنؤ کی اس پیری کے باوجود اس کا مقام اب بھی محفوظ ہے اور اس کا احترام اس کی اولاد پر واجب ہوتا ہے!

بہرحال یہی لکھنؤ ——— جس وقت ایک ہرا بھرا باغ تھا، جب اُس کی زمین عنبر بیز اور آسمان گوہر بار تھا۔ اُس وقت اسی گلشن علم و ایمان کے گلہائے رنگین، اخلاص کے طبق میں سنوار کے کبھی "عماد الاسلام" کی شکل میں تو کبھی "شریعۃ غرا" "روائح القرآن" کی صورت میں اور کبھی "عبقات الانوار" کے کلیس میں، ہندسے عراق اور عراق سے ایران لے جائے جاتے تھے۔ اور وہاں کے علماء کے مشام جان کو اپنی خوشبوؤں سے معطر کرتے تھے ———

اسی زمانہ میں لکھنؤ کے تاجدار بھی سلطان کربلا و شاہ نجف کی بارگاہوں میں اپنا خراج عقیدت پیش کرتے تھے۔ وہ اپنی دوری اور فقدان اسباب نقل و حرکت کے باوجود حسینی آستانہ پر زر کثیر لٹا کر سیدۂ عالم کی بارگاہ میں سرفراز ہونے میں اپنا فخر سمجھتے تھے۔ واجد علی شاہ دنیا سے گزر گئے مگر کربلا میں ان کے عظیم الشان ترقیاتی کام کا نشان اب تک باقی ہے۔ آج شاہان لکھنؤ کو گزرے اور لکھنؤ کے تخت و تاج کو اجڑے ایک عرصہ ہو گیا۔ مگر ان کا قائم کردہ خیرات دھارا[۵] آج تک جاری ہے اور لوگ اس سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ روضۂ سید الشہداء کے مشرقی دروازے اب بھی شاہان اودھ کے نام کو اپنے سینہ پر کندہ کئے ہیں۔ حضرت عباس کے روضہ کا موجودہ مشہد بادشاہان لکھنؤ ہی کے زر کثیر سے بنایا گیا ہے۔

---

[۵] شاہ نصیر الدین حیدر کی ایک تحریر سے ... ہزار روپیہ ماہانہ کربلا و نجف کے لیے جاری کیے اور اس مصرف کے لیے کافی زر و جواہر انگریزی حکومت کو دیا ــ چنانچہ آج تک یہ رقم ان دونوں مقامات میں تقسیم کی جاتی ہے ــــ ۱۲۰۰ (مؤلف)

آستانِ مقدّس حسینی

اور سرکار مفتی محمّد عبّاس رحمۃ اللہ علیہ

خدمات عتبات مقدّسہ کے سلسلہ میں، ایک کام اہل لکھنؤ نے وہ کیا ہے جس کا اثر انشاء
رہتی دنیا تک باقی رہے گا اور ــــــ وہ ہے کربلا و نجف کو سیراب کرنے والا پانی۔
اس شاندار دریا اور خیر جاری کے بانی و مؤسس جد علام استاد الکل حضرت مفتی
سیّد محمد عباس رحمۃ اللہ علیہ (حاکم قضا دربار اودھ) کی ذات تھی۔ اور سرکار ہی نے ایک
لاکھ پچاس ہزار روپیہ (زمان ارزانی) اس نیک مقصد کے لئے علامہ محمد حسن رح صاحب ج
کو بھجایا۔ اس لئے اس نہر کو اگر نہر عباسی کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ چنانچہ سرکار مفتی
صاحب قبلہ (ظل ممدود میں) صاحب جواہر کو تحریر فرماتے ہیں:۔

ثم لا یخفیک بعد التسلیمات الزاکیہ و التحیات النامیۃ
انہا قد ارسلت الی حضرتکم العلیا فی سالف الزمان مائۃ
الف روپیۃ بوساطۃ البانیون الکبیر فلم یصل الیت
منکم قبض وصولہا وطرس تبولہا بالتقریر والتحریر ولکن
بلغنا منکم قبض البوض وھو نحو من ستۃ و ربعین الف
ر و فیہ وھذا یسیر من کثیر ولکن المأمول منکم التعجیل
فی الاعلام بوصولہا بالتمام ..... ثم انہ لما وافی الینا کتٰب
منکم یومی بعدم وفاء المبلغ المذکور بمصارف النہ

لآصفی صدر الامر باستدراکه بخمسین الف روفیة عن السلطان المبرور ووقع التاخیر منافی ارسالها لسنوح وفاته وارتحاله عن دار الغرور حتی اذا حصل الاذن فی ابلاغها عن سلطان الزمان خلده الله مقرونا بالعدل والاحسان اهدینا ها الیکم بتوسط البالیوز مع کتاب مزبور ـــ اضعف افراد الناس عبد الله المدعو بالعباس جعله الله من الصابرین فی الضراء وحین البأس۔

تسلیمات زاکیہ وتحیات نامیہ کے بعد معلوم ہو کہ میں نے آپکی خدمت میں گزشتہ دنوں ایک لاکھ روپیہ بواسطہ بالیوز کبیر (سفیر برطانیہ) بھیجا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی پوری رسید نہیں آئی۔ صرف چھیالیس ہزار روپے کی رسید ملی ہے کہ جو مرسلہ زر کثیر کے مقابلہ میں معمولی رقم ہے۔ امید ہے کہ رسید جلد ارسال فرمائیں گے۔ و نیز یہ کہ آپ کے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ اتنا روپیہ نہر آصفی کے لئے کافی نہیں ہوا تو بادشاہ نے مزید پچاس ہزار کا عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔ جس کے بھیجنے میں دیر لوں ہوئی کہ بادشاہ نے اس دار فانی سے رحلت کی۔ اس کے بعد جب ان کے جانشین ملے سے اذن ملا۔ تب اس روپیہ کو بھی معہ مذکورہ خط کے ذریعہ روانہ کیا . . . . . .

محمد عباس

و نیز اسی خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضریح حضرت مسلم وہانی کی تیاری بھی آپ ہی نے فرمائی تھی اور اس کے لئے پندرہ ہزار روپیہ روانہ فرمایا

تھا۔ بہرحال یہ آب جاری وہ ہے کہ جس سے آج تک
ساکنین و زائرین کربلا و نجف بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ اسلئے
یہ عظیم الشان کارنامہ رہتی دنیا تک ایران و شام و ترک
دیلم کے ہدایا پر بھاری رہے گا۔ فرحمہ اللہ مجریہا
و بانیہا۔

کربلا اور مُلّا طاہر سیف الدین

ناانصافی ہوگی اگر کربلا کی تعمیرات میں حصّہ لینے والوں کی سنہری فہرست میں ہز ہولی نس ملّا طاہر سیف الدین کے مساعی جمیلہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ بوہروں کا گروہ اگرچہ ہے ایک چھوٹی جماعت مگر اس کی فراخ حالی اس کے نظم و اتحاد کی بڑی دلیل ہے۔ اس نظم و اتحاد کی بدولت بمبئی کی اس مٹھی بھر جماعت نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نقرئی ضریح۔ حضرت امیر المومنین کی گنگا جمنی ضریح۔ حضرت سید الشہداء کا گنبد طلا۔ اور اب حال میں دو سونے کے مینار بنوا کر جلائریوں اور بویہیوں کی سلطنتوں سے ٹکر لینے کی کوشش کی ہے۔

آجکل ہند و پاکستان کے شیعہ اگرچہ تعداد میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زیادہ ہیں مگر نظم و عمل میں کئی ہزار گنا پیچھے ہونے کی وجہ سے چاندی کی ضریح یا سونے کا گنبد تو بنانا بڑی بات ہے اُن سے اتنا نہ ہوسکا کہ وہ واقعہ کربلا کی زبردست شخصیت حضرت عُلیا زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کے نام کا تلّہ زینبیہ (کربلا) میں ایک مٹی کا گنبد بنا سکیں۔ تاکہ آپ کی یہ اہم زیارتگاہ راستہ میں واقع ہونے کی وجہ سے بے حرمتی سے بچ جائے۔

چند سال پہلے جھنگ کی ایک مخدرہ جب زیارت کے لئے آئیں تو اس جگہ کی تعمیر کا

زادہ لیکر یہاں سے گیئں۔ اور جانے کے بعد انہوں نے تھوڑا بہت روپیہ بھی جمع کر لیا۔ جس کی اطلاع انہوں نے مجھ کو بذریعہ خط دی تھی۔ مگر اس کے بعد ان کی کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی۔ شاید قوم کی بے حسی سے متاثر ہو کر وہ بھی ہار بیٹھیں۔ یا ممکن ہے کہ ہندی مسافر خانہ کی طرح یہ خواب بھی کبھی نہ کبھی شرمندہ تعبیر ہو جائے اور یہ دونوں چیزیں آج نہیں تو کل معرض وجود میں آجائیں۔

جس ملت کے افراد جناب زینب کی اس یادگار کو بنا کر اس شاہزادی سے اپنی عقیدت کا ثبوت نہ دے سکے ان کو بھلا اپنے ہموطن مجاورین کربلا و نجف یا اُن طالبانِ علم دین کی کیا فکر ہوگی کہ جو اپنے اپنے گھروں کو خیر باد کہہ کے اس مقدس دیار میں ڈیرا ڈالے دنیا کی سختیاں برداشت کر رہے ہیں۔ ہماری حیاتِ قومی و معاشرتی کے تمام زاویوں میں سے کونسا گوشہ اجاگر ہے جو اس پہلو پر ماتم کیا جائے۔ یہ بھی ہماری ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تغافل شعاریوں میں سے ایک اور سہی ———

اللّٰھُمَّ اَصلِح حالنا وقوبالنا واظہر حجتنا انک انت السمیع العلیم

یہ تھی سرزمین کرب و بلا کی عبرتناک سرگزشت کہ جس کو کم از کم الفاظ میں اس کتاب کے صفحات کی گنجائش کا خیال کرتے ہوئے آپ کے سامنے پیش کیا۔ ورنہ بہت سی روح فرسا داستانوں کو عمداً حذف کر دیا ——————— اگر زندگی باقی رہی اور توفیق ہی تو آئندہ اس کتاب کے ایڈیشن میں بعض اہم اضافے کر دیئے جائیں گے۔ بہر حال اس سے قدرت اور بشر کی اس مسلسل جنگ کا تو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ جو سنہ سے لیکر آج تک جاری ہے۔

حسینیت کی شمع کو گُل کرنے کے لئے ظلم و جور کے علمبردار ہر دَور میں طوفان بن کر اٹھا کئے اور انھوں نے لاتعداد جوانوں کے شباب، بے شمار عورتوں کے سہاگ، اور بے حساب دوشیزاؤں کی آبروؤں کو اس عَلَم حسینیت کی خاطر اور اُس کے زیر سایہ بسنے کے جرم میں خزاں بن کر لوٹ لیا ـــــــ ذہن استبداد میں کوئی ایسی تباہ کن تدبیر نہیں آئی کہ جو اس رشک فردوس زمین کو تہ و بالا کرنے کی فکر میں نہ کر ڈالی گئی ہو۔

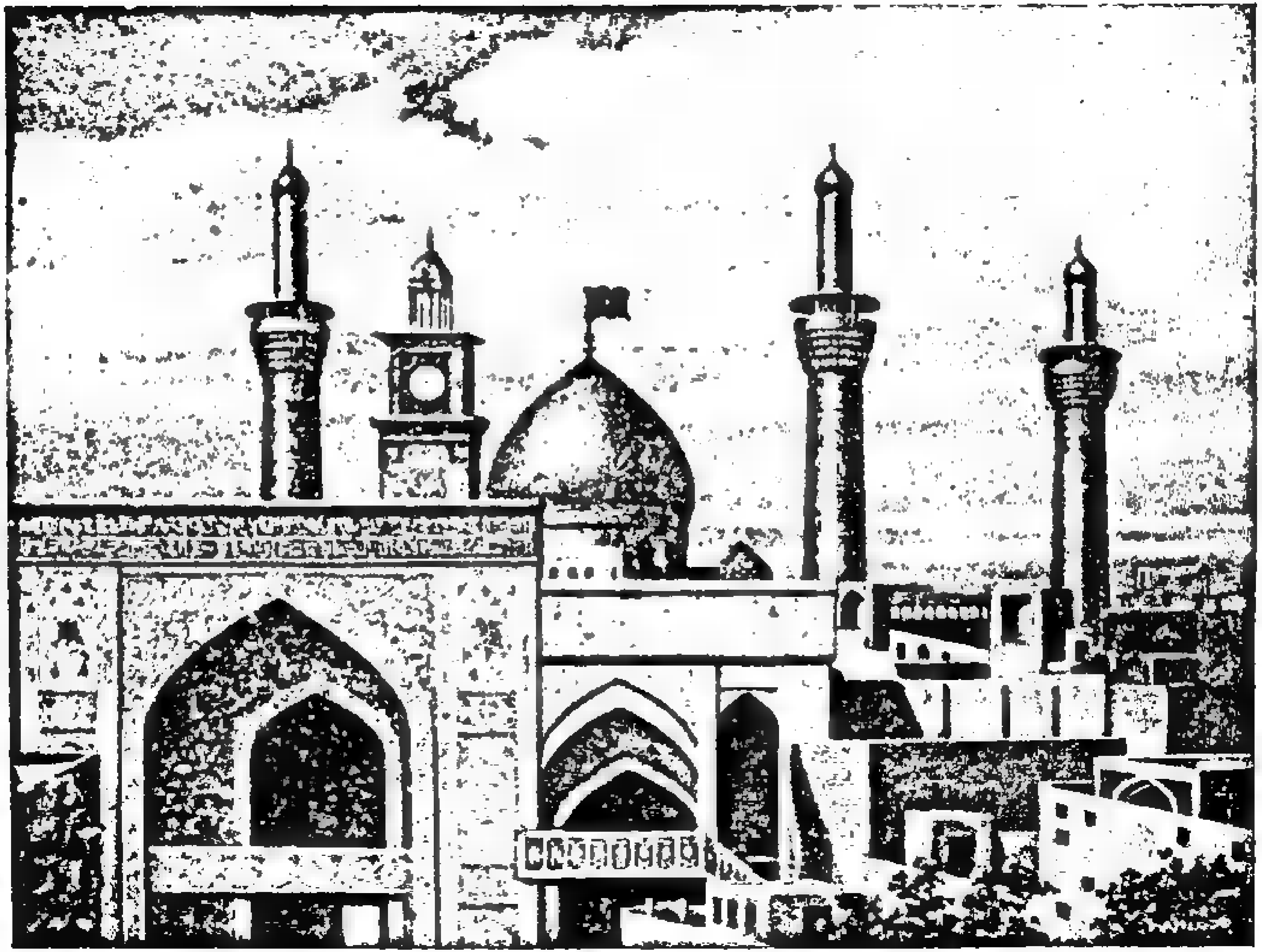
اللہ اللہ! جس زمین پر ملائک سجدہ کریں۔ رسول آنکھیں ملیں۔ اس پر ہل چلائے گئے۔ دریا بہائے گئے ـــــــ خون برسایا گیا۔ مگر ـــــــ

اے چشم عبرت دیکھ اور اے گوش ہوش سُن! ـــــ کہ بارگاہِ حسینی کے طلائی گنبد کی بلندی پر شہیدانِ وفا کے لہو سے رنگا ہوا "سُرخ علم" اب بھی اپنے پورے ہیبت و جلال کے ساتھ، بالکل اسی طرح سایہ فگن ہے۔ جس طرح۔ اب سے تیرہ سو سال پہلے!!

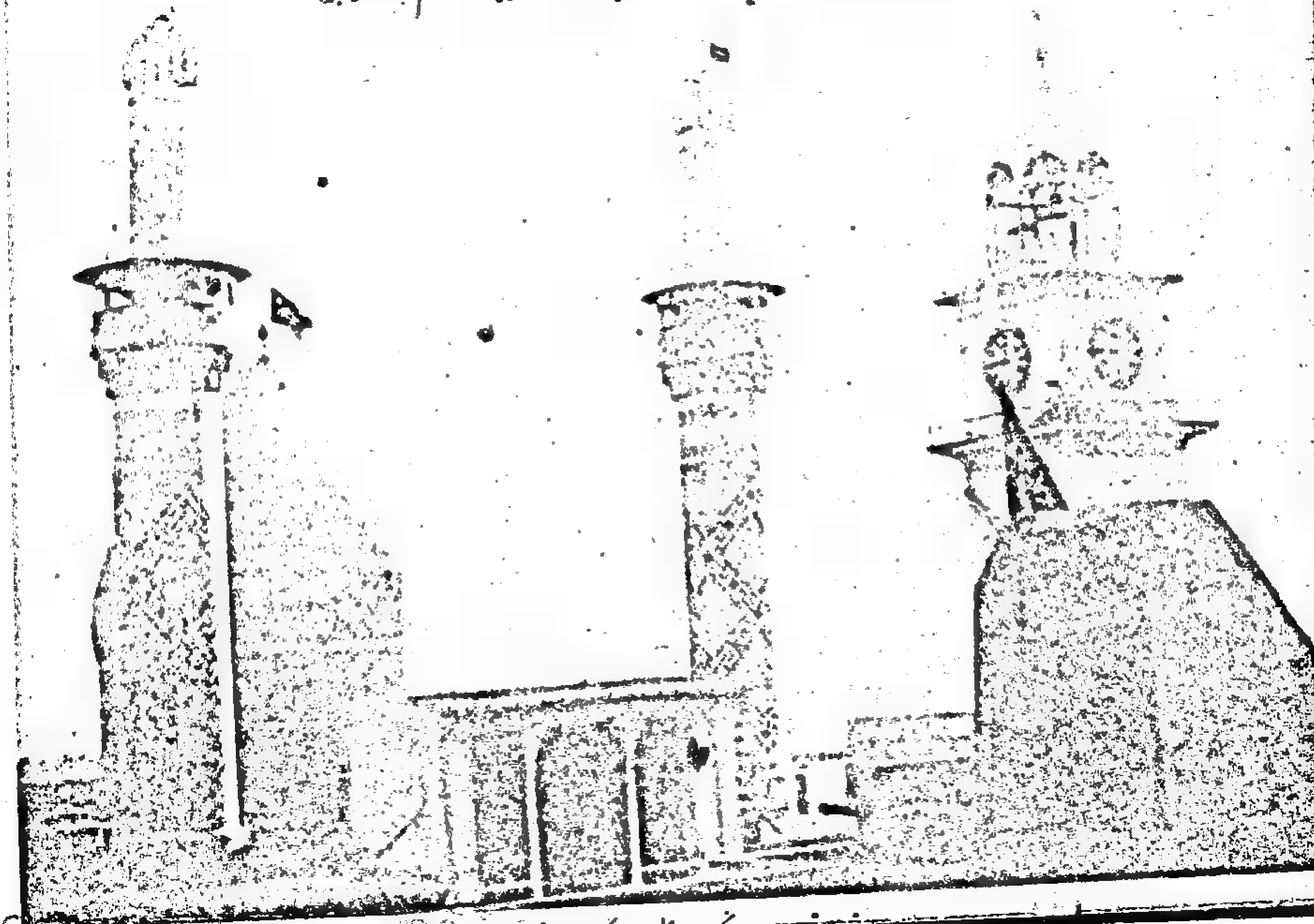
میری نگاہ جب اس علم ہدایت کے نورانی پھریرے پر پڑتی ہے تو دل کی آنکھوں سے اس پر یہ الفاظ نقش نظر آتے ہیں ـــــــ

"سید الشہداء کی قبر پر ایک ایسا علم نصب کیا جائے گا ـــــ کہ جو ہزارہا لیالی و ایام کے گزرنے کے بعد بھی سرنگوں نہ کیا جا سکے گا ـــــ اگرچہ ائمہ کفر و ضلالت اس علم و نشان کے مٹانے کی انتھک کوشش کریں گے۔ مگر ـــــ ان کی کوشش کے برخلاف یہ "حسینی پرچم" ہمیشہ سربلند ہی ہوتا جائے گا!!"

... سیّد الشہداء کی قبر پر ایک ایسا علم نصب کیا جائے گا جو مرورِ ایام و لیالی کے باوجود بھی سرنگوں نہ کیا جا سکے گا......



عباسؑ نامور کے لہو سے دُھلا ہوا اب تک حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

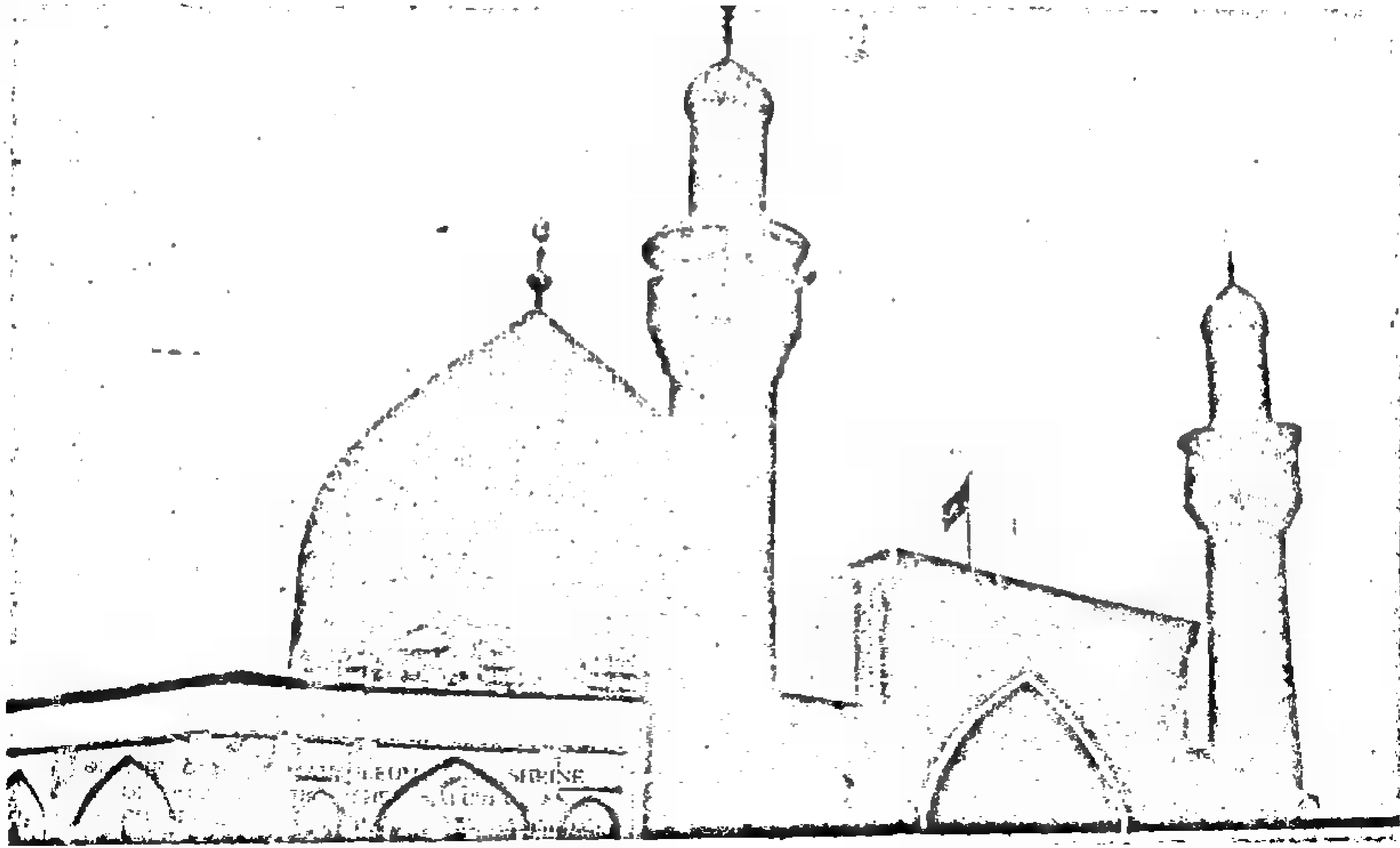


نجف اشرف

اسد اللہ الغالبؑ کی مقدس آرامگاہ

... بادلوں سے سرگوشی کرنے والا قبہ طلا ——— جس کے نیچے محمد عربی کے جانشین ——— اور خدا کے شیر
علی بن ابی طالب کی آرام گاہ ہے ..

بضعہ



زیرِ گنبدِ امیر المومنینؑ



علامہ حیدری کا ایک تاریخی فوٹو

فہرست

آیۃ اللہ سید محمود شاہرودی مدظلہ

آیۃ اللہ سید محمد جواد تبریزی مدظلہ

آیۃ اللہ شیخ عبدالکریم زنجانی مدظلہ

حجۃ الاسلام آقائے بزرگ طہرانی مدظلہ

حجۃ الاسلام علامہ شیخ عبدالحسین امینی تبریزی مدظلہ

نجف اشرف کے کتب خانے

نجف اشرف کے مدارس

نجف اشرف کی مساجد

نجف اشرف کے طلباء

نجف اشرف کے جزائری علمائے کرام

بابِ مدینۂ علم
کے آستانہ کی مختصر تاریخ

دریائے فرات سے چار میل مغرب کی جانب ہٹ کر، کوفہ کے قریب، ایک بلند خطۂ زمین پر، بادلوں سے سرگوشی کرنے والا قبۂ طلا ہے ——— جس کے نیچے محمد عربی کے بھائی ——— اور خدا کے شیر ——— علی ابن ابی طالب کی آرام گاہ ہے۔

اسی کو نجف اشرف کہتے ہیں ——— وہ نجف اشرف ——— یہاں کے آستانہ کی جبہ سائی کے لئے غلامان حیدر کرار عمر بھر تڑپتے رہتے ہیں۔

آیئے! تھوڑی دیر کے لئے اس رشک جنت سرزمین کی زیارت کریں۔

نجف کا ماضی :———

یہ معتدل ترین زمین ہے باعتبار ہوا کے اور صحت بخش ہے بہ لحاظ مزاج والا

کے، اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کے باشندے عقل سلیم، وزنی رائے، خوبصورت شکل
شمائل، ہر فن میں دستگاہی، موزونیت اعضا، تناسب اخلاط، معتدل گندم گوں رنگ
کے دارا ہوتے ہیں اور ——— یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو بطن مادر میں برابر کی گرمی
پہنچائی گئی ہے اور اسی لیئے وہ کالے، سفید یا چتکبلے نہیں ہوا کرتے۔"
یہ ہیں وہ الفاظ جن کے ذریعہ حموری نے اپنی مشہور کتاب "معجم البلدان" میں تعارف کرایا ہے
عراق کا ایک بہترین خطہ ہے "نجف اشرف" جو کوفہ کی پشت کی جانب ایک پہاڑی کی چوٹی
سے ہزاروں سال پیشتر سے آباد چلا آرہا ہے ——— اور جس کے دامن میں دنیا کو
زیر و زبر کر دینے والی ذات (علی ابن ابی طالب) محو آرام ہیں۔ نجف اب سے پیشتر
اپنے سر سبز و شاداب مرغزاروں، موتی جیسی جھیلوں کی بدولت "خدا العذراء" (رخسار دو شیزہ
خاتون) کے دلآویز نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کی بوقلمونیاں۔ گاہائے رنگا رنگ، ٹھنڈی
شفاف ہوائیں۔ مناذرہ و ساسانی و عباسی بادشاہوں کو دعوت گلگشت دیتی تھیں۔
اور وہ اس سمت آکر سکونت کرتے تھے جدھر سے "نجف" کی ہوا آتی تھی۔
مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ قد کان جماعة من خلفاء بنی
العباس کا السفاح والمنصور والرشید وغیرھم ینزلونھا ولیطلبون
المقام بھا لطیب ھوائھا وصفاء جوھا ——— واقرب
النجف منها۔ (ج ا ص ۲۰۶)
خلفائے بنی عباس حیرہ میں اس لئے قیام کرتے تھے کہ اس میں منجملہ اور خوبیوں
کے ایک خوبی یہ تھی کہ نجف وہاں سے قریب تھا۔ طبری میں ہے کہ جلس النعمان یوماً
فی مجلسه من الخورنق فاشرف منه علی النجف وما یلیه من البساتین والنخل

دالجنان والانھار (ج ۱ ص ۳۷) نعمان بن منذر (بادشاہ حیرہ) ایک روز اپنے دربار (خورنق) میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی نگاہ نجف اشرف کی جانب اٹھ گئی اس نے دیکھا کہ نجف کو گھنے باغات و نخلستان اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں۔ اس کے مغرب کی طرف نہریں جاری ہیں۔ مشرق کی طرف دریائے فرات بہہ رہا ہے۔ (فرات اس وقت نجف سے ہو کر گزرتا تھا) موسم بہار کا تھا لہذا یہ پھول و غنچے اور یہ نہریں اور یہ ہرا بھرا منظر اس کو بہت بھایا۔"

یہ تھا نجف اشرف کی طبعی حالت کا سرسبز و شاداب ماضی جو امام علیہ السلام کے دفن کے سینکڑوں برس بعد تک رہا۔ مگر ابھی تقریباً ایک قرن قبل کی بات ہے کہ صفحۂ نجف نے قدرت کی ایک ادنیٰ مگر پُر مصلحت جنبش پر جو پلٹا کھایا تو وہی نجف کہ جو کبھی ایک بحرِ عظیم کے کنارے اپنے دامن میں مہکتے ہوئے گلزاروں اور بہتی ہوئی نہروں کو لئے ہوئے تھا۔ ایک ریگستان کی صورت میں مبدل ہو گیا اور اس طرح اس کا دامن رنگین گلوں سے تو ضرور خالی ہو گیا مگر ان کے بدلے دُرہائے آبدار سے پُر ہو گیا۔ آج بھی وادی السلام میں جستجو کرنے والے کا دامن دُرہائے نجف سے بھر جاتا ہے۔ لیکن از دُودھ کی طرح سفید و شفاف دُروں سے نورانی تر اور بدرجہا اشرف وہ جواہر علمی ہیں جن کو نجف قرنوں سے عالم پر نچھاور کر رہا ہے۔ آج دنیا کے جس خطہ میں بھی علم حقیقی کی ضیا پاشیاں ہیں وہ صدقہ ہے ان لاتعداد ماہ و انجم کا جو دُور دراز کے علاقوں سے آتے اور اس چشمۂ نور سے اقتباس کر کے واپس جاتے اور دنیا کو اس سے اُجاگر کرتے تھے۔ اور یہ سلسلہ الحمد للہ آج بھی باقی ہے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت مستمر رہے گا۔ متعدد روایات مندرجہ کتب اخبار مثل علل الشرائع، مناقب و بحار الانوار

نجف اشرف کا جغرافیہ :

نجف اپنے طول البلد کے لحاظ سے ۴۴ درجہ مشرق، اور عرض کے اعتبار سے ۳۲ درجہ دو دقیقہ طرف شمال اور سطح بحر سے تقریباً ۷۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور زمین ریگستانی ہونے کی وجہ سے حرارت و برودت اتنی زائد قبول کرتی ہے کہ گرمی میں اس کا درجہ حرارت ۵۰ درجہ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے جبکہ سردیوں میں صفر سے بھی گر جاتا ہے۔ اور پانی منجمد ہو جاتا ہے۔

نجف کے نام :

نجف کے بہت سے اسماء ہیں جن میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کا ذکر صرف اخبار اہلبیت علیہم السلام میں ملتا ہے جیسے ـ طور ـ ظہر ـ جودی ـ ربوۃ ـ وادی السلام ـ بانقیا ـ اللسان اور بعض وہ ہیں کہ جو لسان آئمہ علیہم السلام اور دیگر افراد میں مشترک ہیں ـ جیسے نجف ـ غری ـ مشہد ـ ان تمام اسامی کی الگ الگ وجہ تسمیہ بھی ہے جس میں سے ہم اس وقت سب سے مشہور نام "نجف" کی وجہ تسمیہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

نجف کو نجف کیوں کہتے ہیں :

نجف کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت سے وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں سے ... من الحدیث تا شریکت کلمہ کہ لسان صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ ... ہم نقل کرتے ہیں:

عن ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام قال ان النجف کان جبلاً عظیماً وھو الذی قال ابن نوح ساوی الی جبل یعصمنی من الماء ولم یکن علی وجہ الارض جبل اعظم منہ فاوحی اللہ الیہ یا جبل ایعتصم بک منی فتقطع قطعاً الی بلاد الشام وصار دقیقاً وصار بعد ذلک بحراً عظیماً وکان یسمی ذلک البحر (نی) ثم جف بعد ذلک فقیل نی جف فسمی بنی جف ثم صار بعد ذلک یسمونہ نجف لانہ کان اخف علی السنتھم (ص۲۲ باب ۲۶)

حضرت نے فرمایا کہ نجف ایک عظیم الشان پہاڑ تھا اور یہ وہی پہاڑ تھا جس کو دیکھ کر فرزند نوحؑ نے کہا تھا کہ (ساوی الی جبل) میں پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ اس پر خداوند عالم نے اس سے خطاب کیا کہ کیا تجھ میں یہ طاقت ہے کہ میرے عذاب سے بچا لے یہ خطاب سنکر یہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور بہت باریک ریل کی صورت میں مبدل ہو کر بلاد شام میں منتشر ہو گیا اور پھر اس کی جگہ عظیم الشان سمندر موجیں مارنے لگا۔ کہ جس کا نام (نی) پڑ گیا تھوڑے عرصہ کے بعد یہ سمندر خشک ہو گیا تو کہا گیا "نی جف" (یعنی نی خشک ہو گیا) اس کے بعد نیجف کہنے لگے اور آخر میں سہولت کی وجہ سے نجف کہا جانے لگا۔

نجف کی فضیلت اور اہمیت لسان آئمہ میں :۔

نجف اشرف کی اہمیت اور اس بقعۂ مبارک کی فضیلت میں آئمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین سے بکثرت روایات صحیحہ کتب اخبار مثل علل الشرائع۔ مناقب وبحار الانوار

وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱) عن علی علیہ السلام انہ قال اول بقعۃ عبد اللہ علیہا ظھر الکوفۃ لما امر اللہ الملائکۃ ان یسجدوا لآدم فسجدوا علی ظھر الکوفۃ

"حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ بقعۂ زمین جس پر خدائے کریم کی سب سے پہلے عبادت کی گئی ہے ظہر الکوفہ (نجف) ہے جس وقت خداوند عالم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو انہوں نے کوفہ کے پیچھے جو زمین ہے اس پر سجدہ کیا۔"

(۲) وعن الصادق علیہ السلام ان الغری قطعۃ من طور سینا وان الجبل الذی کلم اللہ علیہ موسیٰ تکلیما وقدس عیسیٰ تقدیسا واتخذ ابراھیم خلیلا واتخذ محمد حبیبا وجعلہ للنبیین مسکنا

"صادق آل محمدؐ سے مروی ہے کہ غری طور سینا کا ایک ٹکڑا ہے اور یہی وہ جبل ہے کہ جس پر عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کی تقدیس کی اور اسی جگہ خدا نے ابراہیم کو درجۂ خلت پر فائز کیا اور محمدؐ کو اپنا حبیب بنایا اور اس کو انبیاء کا مسکن قرار دیا۔"

(۳) عن ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام قال اربع بقاع ضجت الی اللہ یوم الطوفان. البیت المعمور فرفعہ اللہ علیہ والغری والکربلا وطوس.

"آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ روز طوفان نوحؑ چار زمینوں

نے اللہ سے فریاد کی بیت معمور۔ غری۔ کربلا و طوس "۔

(۴) ان الغری بقعۃ من جنۃ عدن

" فرمایا کہ غری جنت عدن کا ایک ٹکڑا ہے "۔

(۵) وعنہم علیہم السلام انہ ما من مومن یموت فی شرق الارض وغربہا الا وقیل لروحہ الحقی بوادی السلام قیل لہ واین وادی السلوم قال ھو ظہر الکوفۃ کانی بھم حلق حلق کثیرۃ یتحدثون علی منابر من نور

" آئمہ معصومین سے روایت ہے کہ مغرب یا مشرق میں کوئی مومن نہیں مرتا ہے الا یہ کہ اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ وادی السلام چلی جا امام سے دریافت کیا گیا کہ وادی السلام کہاں ہے؟ فرمایا وہ کوفہ کی پشت پر واقع ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ گروہ در گروہ نور کے منبروں پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہیں "۔

(۶) عن الامام الرضاؑ انہ قال جوار امیر المومنین یوما خیر من عبادۃ سبعمائۃ عام

" امام رضاؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین کی ایک روز کی مجاورت سات سو سال کی عبادت سے بہتر ہے "۔

(۷) سئل الامام الصادقؑ عن مجاورۃ قبر امیر المومنین وعند قبر الحسین فقال ان المجاورۃ عند قبر علی لیلۃ افضل من عبادۃ سبعمائۃ عام وعند قبر الحسین افضل من

عبادۃ سبعین عاماً

"امام صادق علیہ السلام سے مجاورۃ قبر امیر المومنینؑ و مجاورۃ قبر امام حسینؑ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قبر علیؑ کی ایک رات کی مجاورت سات سو سال کی عبادت سے بہتر ہے اور امام حسینؑ کی مجاورت ۷۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

(۸) سئل الصّادق علیہ السلام عن الصلوٰۃ عند قبر امیر المومنین فقال الصّلوٰۃ عند قبر المومنینؑ بمأتی الف صلوٰۃ

"امام صادق علیہ السلام سے قبر امیر المومنین کے پاس نماز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قبر امیر المومنین کے پاس ایک نماز دو ہزار نمازوں کے حکم میں ہے۔"

(۹) عن الصّادقؑ ان المبیت عند علی لیلۃ یعدل عبادۃ سبعمأتہ عام

"امام صادقؑ سے مروی ہے کہ نجف میں ایک شب سو رہنا سات سو سال کی عبادت کے مساوی ہے۔"

ان روایات کے علاوہ دوسری روایات سے اس سرزمین کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نجف میں دفن ہونے والا محاسبۂ سوال منکر و نکیر و فشار قبر کی اذیت سے محفوظ ہے۔ اور منجملہ کثیر انبیاء کے حضرت آدمؑ و نوحؑ و ہودؑ علی نبینا و علیہم السلام مدفون ہیں اور یہ وہ زمین ہے جس کو پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اور بعد کو خود حضرت علی علیہ السلام نے خرید فرمایا ہے۔

فرحة الغری میں ہے۔

عن عقبة بن علقمة قال اشتری امیر المومنین ما بین الخورنق والحیرة الی الکوفة من الدهاقین باربعین الف درهم واشهد علی شرائه فقیل له امیر المومنین تشتری هذا ابهذا المال ولیس ینبت حظاً فقال سمعت من رسول الله یقول کوفان کوفان یرد اولها علی اخرها یحشر من ظهرها سبعون الفاً یدخلون الجنة بغیر حساب واشتهیت ان یحشروا فی ملکی۔

عقبہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے خورنق و حیرہ سے کوفہ تک کسانوں سے ساری زمین کو چالیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اس زمین کو خرید رہے ہیں دراں حالیکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کوفان! کوفان اس کا اول اس کے آخر سے مل جائیگا اور اس سے ستر ہزار افراد ایسے محشور ہوں گے۔ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے چاہا کہ وہ میری ملکیت سے محشور ہوں۔

سرزمین نجف اشرف کی تاریخ اور اس کی جلالت مقام کے بیان کر چکنے کے بعد اب ہم اس پاک ظرف کے نورانی مظروف یعنی قبر اطہر کا حال مختصر لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

مرقد علوی:

چشمۂ آفتاب سے نگاہیں لڑانے والا عظیم الشان سنہری قبہ ——— اور

اُونچے بادلوں سے سرگوشیاں کرنے والے خالص سونے کے مینار ان پر رات کے وقت دور سے چمکتی ہوئی دلفریب روشنیاں" یہ مزار ہے اس غالب کل غالب ذات کا کہ جس کا نام شجاعان عالم کی فہرست میں سب سے اوپر ہوتے ہوئے مظلوموں کی فہرست میں بھی سب سے پہلے نظر آتا ہے۔ حرم اقدس کی جھلملاتی محرابوں کے نیچے، اور ریشم سے زائد نرم ونازک بیش بہا قالینوں کے اوپر بہت سے چلنے والے زائروں کو اس وقت کا کیا اندازہ ہو کہ جب یہ پرشوکت بارگاہ ایک پُرحسرت قبر تھی۔ کہ جو شب دیجور کے پردہ میں لوگوں کی آبادی سے ہٹ کر دشمنوں کی نگاہوں سے چھپا کر بنائی گئی تھی اور جس کے جاننے والے صرف حسنؑ و حسینؑ و محمد حنفیہ میثم تمار صعصہ بن صوحان۔ قیس بن سعد و حجر بن عدی و عمرو بن الحمق و دیگر چند گنتی کے اقربا و احباب تھے اور ان کو بھی تاکید یہ تھی کہ وہ اس راز کو سینہ کا دفینہ کر دیں اور کسی پر مزار مقدس کو ظاہر نہ کریں۔

اخفائے قبر کا راز :————

قتال عرب علی بن ابیطالبؑ کے دوست اگر انگلیوں پر گن لینے کے لائق تھے تو اس کے برخلاف دشمن لاتعداد تھے۔ وہ بہ ظاہر تین طبقوں پر منقسم تھے۔

(۱) کفار و صنادید عرب کی وہ اولادیں جن کے اسلاف کو آپ نے اسلام کی حمایت میں تہ تیغ کیا تھا۔ اور وہ وقت پڑنے پر جنگ صفین و جمل اور پھر میدان کربلا میں مقابلہ پر صف آرا ہو گئے۔

(۲) وہ خوارج جن کی شقاوت کا مظاہرہ ۲۱ رمضان کو محراب کوفہ میں ہو چکا تھا

(۳) معاویہ اور اس کے زرخرید تابعین۔ ان تینوں گروہوں میں ہزاروں افراد تھے کہ جن میں سے ہر ایک کو اس گلدستہ کمالات ذات سے اتنا بیر تھا کہ وہ اس کے مزار کو بھی ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور شاید اسی لئے امام کی وصیت کے مطابق اولاد و اصحاب نے نہ صرف اصلی قبر کا اخفا کیا بلکہ اس کو مختلف مقامات پر ظاہر کیا تاکہ قبر کا راز معرض اختلاف میں آکر دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کسی نے کہا کہ آپ مسجد جامع کوفہ میں دفن کئے گئے ہیں

اور کسی نے کہا کہ اپنے گھر ہی میں دفن ہوئے۔ کسی نے کہا کہ "رحبہ" میں تو کسی نے کہا کہ "حیرہ" میں غرض جتنے منہ اتنی ہی باتیں حالانکہ حقیقی قبر کا پتہ سوائے ان اولاد و اصحاب کے کسی کو نہ تھا کہ جو لیلۃ الدفن خود اس کا مشاہدہ کر چکے تھے مگر وصیت امام کا قفل ان کے لبوں پر لگا ہوا تھا یہاں تک کہ جب زمانہ اخفاء قبر ختم ہوا اور وہ دور گزر گیا کہ جس میں علیؑ پر علی رؤس الاشہاد سب و شتم کیا جاتا تھا اور تشنگان زیارت کے لئے کوئی مانع باقی نہ رہا تو یکایک قبر مطہر سے کھلی نشانیاں اور روشن معجزے ظاہر ہونے لگے اور ان ظاہر ہونے والے لاتعداد معجزات نے دشمنوں کو بھی یہ یقین دلا دیا کہ معجز نما یہیں دفن ہے۔ دوسری طرف اہلبیت اطہار کی طرف سے بھی مکان قبر کا اعلان ہونے لگا اور لوگوں کو زیارت کی دعوت دی جانے لگی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں متعدد روایات صحیحہ وارد ہیں (جن میں سے بعض کا ذکر آگے آئیگا) اس خبر کے پاتے ہی مشتاقان زیارت پروانہ وار ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور اس طرح دیکھتے دیکھتے تاریکی شب میں دفن ہونے والے

مظلوم کی قبر مرکز ہر خاص و عام بن گئی۔

مؤرخین عامہ اور مزار علیؑ: ___________

جب تک قبر امیر المومنین دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ رہی اس وقت تک شمع امامت کے چند خاص پروانوں کے سوا کسی کو اس کا پتہ نہ چلا مگر جب یہ پردہ اٹھا دیا گیا اور اہلبیت طاہرین جو اس کے حامل تھے وہی اس کا اعلان کرنے لگے دوسری طرف معجزات نے ظاہر ہونا شروع کیا اور وہ بھی اس طرح کہ اپنے پرائے سب ہی مقر ہوئے حتیٰ کہ داؤد اور ہارون رشید جیسے افراد کو خود قبر اقدس پر عمارت بنانا پڑی کہ جس کا ذکر آگے آئیگا تو اب یہ امر ناقابل انکار حقیقت بن گیا اور عام مسلمانوں کو اس کے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہی چنانچہ ابو الفرج اصفہانی۔ ابن ابی حدید۔ طبری۔ ابن اثیر۔ ابو الفدا۔ ابن جوزی۔ ابو شحنہ وردی اور دوسرے مورخین کا اس پر اجماع ہو گیا کہ آپ کا مزار پاک نجف اشرف میں ہے اور کسی خاص و عام کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔

تاریخ فخری میں ہے۔ اما مدفن امیر المومنین فانہ دفن لیلا بالغری ثم عفی قبرہ الی ان ظہر حیث مشہدہ الآن (ص۷۵) محمد بن طلحہ شافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ دفن بالغری جوف اللیل (ص۱۳۵) اعثم کوفی نے کتاب فتوح میں لکھا ہے: دفن بموضع یقال الغری (صفحہ ۳۶۴ ترجمہ فارسی)

نجف و غری ایک ہی جگہ کے دو نام ہیں جیسا کہ نام کے بیان میں آئیگا۔ اسی طرح جملہ مورخین عامہ و علماء اہل سنت نے حضرت کی قبر اطہر کا اپنی اپنی کتابوں میں

صریحی ذکر کیا ہے کہ جس کی تفصیل میں پڑنے کے لئے الگ ایک باب کی بلکہ کتاب کی ضرورت ہے۔ اگر آئندہ اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت ہوئی تو اور تفصیلی ذکر کیا جائے گا۔

اس قدر شواہد و بینات اور اتنے مورخین کے اتفاق کے بعد تصور بھی نہ ہونا چاہیئے کہ کسی کو اس ناقابل انکار حقیقت سے انکار ہوگا۔ مگر اس عادت دیرینہ اور گمراہ کن کینہ کو کیا کہیئے کہ جس نے مذہب حق پر دلالت کرنے والے ہر آفتاب پر خاک اچھالنے کی ہمیشہ افسوسناک کوشش کی ہے۔ جب صاحب قبر کی خلافت برحق کا انکار بڑی ڈھٹائی سے کر دیا گیا تو قبر بیچاری کس شمار میں ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے (جو ایک شیعہ دشمن مورخ ہیں) اس مسلم اور بین الفریقین حقیقت کا بڑی آسانی سے انکار کر دیا ہے بلکہ بعض دوسرے نادانوں کی عقول نے جو لانی جو دکھائی تو کہہ دیا کہ حضرت علی کے جنازہ کو سرے سے کہیں دفن ہی نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کو ایک ناقہ کی پشت پر باندھ کر بیابان میں چھوڑ دیا گیا اور وہ اس روز سے تا روز قیامت چلتا رہے گا۔ (نہ زمین ختم ہوگی اور نہ اس کی عمر) دیکھا آپ نے اس مضحکہ خیزی کو۔ اب ان صاحب سے کون پوچھے کہ مرکوب امام کی عمر تا قیامت تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں البتہ اگر خود امام کی عمر بحکم خداوندی اپنے حدود سے متجاوز ہو جائے تو وہ قابل قبول نہیں شاید یہ حدیث گھڑتے وقت اس کا دھیان نہیں رہا تھا۔ ایسی من گھڑت فضول اور بے بنیاد روایتوں کی رد کے لئے جمہور عامہ کے متذکرہ بالا متواتر اقوال ہی کافی و وافی ہیں لیکن خطیب بغدادی اور ان کے دو ایک تابعین کی مزید فہمائش کے لئے اگر ابن بطوطہ کی زبانی خود ان کے نزدیک معتبر حالات بیان کر دیئے

جائیں تو شاید بے محل نہ ہو گا۔ اور اتفاق سے یہ "ابن بطوطہ" وہ بزرگ ہیں
کہ جو خطیب بغدادی کی طرح شیعوں کی دشمنی میں دو چار ہاتھ آگے ہی ہیں جیساکہ
ان کے "رحلہ" کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس کس طرح شیعوں کے عقائد کا
مضحکہ اڑایا ہے۔ خصوصاً جب حلّہ کے حالات پر آتے ہیں تو انہوں نے
اس دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے جیساکہ ارباب نظر جانتے ہیں۔ بہرحال
یہی بزرگ مکہ سے جس وقت نجف اشرف وارد ہوئے تو انہوں نے یہاں جو کچھ
دیکھا اس کو ان الفاظ میں "رحلہ" میں لکھتے ہیں:۔ "اس شہر کے تمام باشندے
رافضی ہیں اور روضہ کے کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ شب ۲۷ رجب کو
کہ نام اس شب کا ان لوگوں کے یہاں لیلۃ الاحیاء ہے عراقین و خراسان و بلادِ
فارس و روم سے ہر شل و مفلوج و زمین گیر کو یہاں لاتے ہیں۔ جن کی تعداد ۳۰،
۴۰ نفر تک پہنچ جاتی ہے اور بعد نماز عشاء ان مریضوں کو ضریح مقدس کے پاس لاتے
ہیں، لوگ جمع ہو کر ان کے اچھے ہونے کا انتظار کرتے ہیں اور یہ لوگ نماز و
دعا و تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ہیں بعض روضہ کی زیارت کرتے ہیں
یہاں تک کہ نصف شب یا دو ثلث شب گذر جاتی ہے اور اس وقت وہ زمین گیر
مریض یعنی جو حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے یک بیک صحیح و تندرست ہو کر اٹھ کھڑے
ہوتے ہیں در آنحالیکہ مرض کا نشان تک ان میں باقی نہیں رہتا۔

قبر اطہر کا پہلی بار ظہور:

جیساکہ سطور گزشتہ میں بیان کیا گیا کہ حضرت کی قبر شریف کو آپ کی

اولاد نے حکم امامؑ کے مطابق پردۂ شب میں چھپا کر بنایا بالکل اسی طرح جس طرح امیر علیہ السلام نے حضرت سیدہ عالم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر کو رات کی تاریکی میں لوگوں کی نگاہوں سے چھپا کر بنایا تھا۔ چنانچہ نجف کے غیر آباد حصہ میں رکون: بیض (تین سفید پہاڑیوں) کے وسط میں یہ قبر مبارک ایک عرصہ تک گنج مخفی بنی رہی جس کو سوائے امام علیہ السلام اور خواص شیعہ کے کوئی دُوسرا نہیں جانتا تھا۔ مزار کا راز یونہی پوشیدہ رہا یہاں تک کہ سلطنت امویہ بمع اپنے رسوائے اسلام کارناموں کے ختم ہوئی اور سلطنت عباسیہ کا دَور شروع ہوا۔

اہل نظر جانتے ہیں کہ سلطنت عباسیہ کا قیام محض اس جذبہ ہمدردی کی بنیاد پر عمل میں آیا ہے کہ جو آل رسولؐ کی طرف اموی سلاطین کے رُوح فرسا مظالم کی وجہ سے لوگوں کے قلوب میں پیدا ہو گیا تھا۔ اسی لئے یہ نئی حکومت اگرچہ اہلبیت اور ان کے ماننے والوں کو ایک لحظہ بھی روئے زمین پر دیکھنا پسند نہیں کرتی تھی مگر ظاہر بظاہر بربنائے سیاست اس کو اس طبقہ کی خاطر داری کرنا ہی پڑتی تھی اور اس لئے ان کو اموی دور گزرنے کے بعد سفاح کی حکومت قائم ہوتے ہی پہلی بار اطمینان و آزادی نصیب ہوئی اور یہی وہ زمانہ تھا جس کی مہلت سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے علم نبیؐ کے رُکے ہوئے دریا کا بند کھول دیا اور عالم میں رہتی دنیا تک علم دین و مذہب حق کے چشمے بہا دیئے۔

یہی وہ دور تھا جس میں وہ سربستہ راز جو مدتوں سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا

بتدریج ظاہر ہونے لگا اور آل اطہار کے شیدائی اس خبر کی بو پاتے ہی جوق درجوق زیارت کے لئے نجف اشرف آنے لگے۔ مگر ابھی تک یہ خبر زیادہ پایہ ثبوت کو نہ پہنچی تھی۔ اگر ایک اس چیز کا اثبات کرتا تو دوسرا نفی کر دیتا تھا کہ یکایک ایک طرف امامؑ کی بارگاہ سے قبر کی تعین کا اعلان اور دوسری جانب خود قبر مبارک سے معجزوں کا اظہار ہونے لگا اور اب لوگوں کو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا۔

قال الصادقؑ لصفوان الجمال وقد سئل عن قبر امیر المومنین قال اذا اتیت الغری ظهر الكوفة فاجعله خلف ظهرك توجه نحو النجف وتیامن قليلا فاذا اتیت الى الذكوات البيض والثنية امامه فذلك قبر امیر المومنین علیہ السلام

صفوان جمال نے جب امام صادق علیہ السلام سے قبر امیر المومنین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا جس وقت کوفہ کی پشت پر مقام غری میں پہنچنا تو کوفہ کو اپنی پشت پر رکھنا اب تمہارا منہ نجف کی طرف ہوگا تھوڑا سا داہنی طرف مڑتے ہوئے آگے بڑھنا یہاں تک کہ جب سفید ٹیلوں تک پہنچو اس وقت مقام "ثنیہ" سامنے ہوگا۔ بس یہی امیر المومنین علیہ السلام کی قبر اطہر ہے۔ (بحار الانوار)

تعمیر اول :-

قبر مبارک اسی طرح شب و روز لوگوں کی زیارت گاہ بنی رہی، ہر وقت صاحبان حاجت آتے اور گوہر مراد سے اپنے دامن کو پُر کرکے واپس

جاتے تھے۔ لیکن قبر مطہر کسی قسم کی تعمیر سے اب تک خالی تھی یہاں تک کہ داؤد بن علی عباسی[1] کوفی ۱۳۲ھ نے اس پر ایک صندوق بنوایا اور اس کا واقعہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے فرحۃ الغری میں یوں تحریر کیا ہے۔

"جب داؤد عباسی نے کہ جو اس وقت کوفہ کا حاکم تھا لوگوں کا ہجوم قبر مبارک پر دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ معمار لائے جائیں پھر ان معماروں کو اپنے ایک حبشی غلام کے ہمراہ جس کا نام "جمل" تھا اور جو قوت و بیداری میں بہت زائد تھا نجف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں جو قبر ہے جا کر کھودو اس کی تہہ میں سے جو کچھ برآمد ہو اس کو میرے پاس لے آؤ کیونکہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسماعیل بن عیسیٰ عباسی کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہو گیا یہاں تک کہ یہ لوگ مقام مذکور پر پہنچے تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنا کام شروع کرو چنانچہ مزدور کھدائی میں مصروف ہوئے اور وہ لوگ لاحول پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب پانچ ہاتھ کی گہرائی تک پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اب ہم ایک ایسی سخت چٹان تک پہنچے کہ جس کے کھودنے پر ہم قادر نہیں ہیں۔ پھر ان لوگوں نے اس گڑھے میں ایک طاقتور حبشی غلام کو اتارا اس نے کدال ہاتھ میں لے کر پوری قوت سے چٹان پر ماری کہ اس کی گونج تمام جنگل میں گونج اٹھی اس کے بعد اس نے دوسری چوٹ لگائی اور پہلی مرتبہ سے زائد آواز آئی پھر تیسری مرتبہ ضرب ماری اب کی دفعہ بڑی شدت کی آواز نکلی اور ساتھ ہی غلام نے ایک زوردار چیخ ماری یہ سن کر ہم لوگ اٹھے اور اس گڑھے میں جھانکنے لگے جیں نے

[1] یہ سفاح خلیفہ اول بنی عباس کا چچا، عبداللہ بن عباس عم رسولؐ کا پوتا تھا اور اس وقت کوفہ کا گورنر تھا۔ منہ

اس کے ساتھیوں سے کہا کہ پوچھو تو اس پر کیا گزر گئی ان لوگوں نے پوچھنا شروع کیا مگر اس میں جواب دینے کی طاقت نہ تھی وہ برابر چیخے جا رہا تھا اور فریاد کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ہم نے اس کو نکال کر ایک خچر پر لادا اور کوفہ کی طرف واپس چلے کہ اتنے میں غلام کا گوشت اس کے بازو سے اور داہنی جانب سے پھٹ پھٹ کر گرنے لگا اور تھوڑی دیر میں اس کے سارے جسم کی یہی حالت ہو گئی یہاں تک کہ ہم لوگ داؤد کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہم نے غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تو خود دیکھ لے اور پھر سارا ماجرا بیان کیا یہ سن کر اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے خدا کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کی اور مذہب حق کو قبول کر لیا اور اس کے بعد ایک رات کو داؤد علی بن مصعب بن جابر کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ قبر مبارک پر ایک صندوق بنا دے۔ لیکن اصل قصہ اس سے مخفی رکھا چنانچہ قبر پر اس کے حسب حکم صندوق بنایا گیا اور غلام اسی وقت مر چکا تھا۔

دوسری تعمیر ۱۵۵ھ:

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ

بنی عباس کے داعی اپنی تقریروں میں بنی فاطمہ و آل رسولؐ کے فضائل اور بنی امیہ کے ان پر شدید مظالم بیان کر کر کے لوگوں کو بنی ہاشم کی طرف مائل کرتے تھے اور اس حکمت عملی کے ماتحت آل رسولؐ کی ابتدائے امر خلافت میں پاسداری بھی بہت کی جاتی تھی لیکن جوں جوں خلافت کی جڑیں استوار ہوتی گئیں حکومت کی نظریں

بھی بنی فاطمہؑ کی طرف سے پھرتی گئیں اور بالآخر وہ وقت پھر آگیا جس میں ان پر دنیا پہلے سے بھی زیادہ تنگ ہو گئی اور وہی اولاد رسولؐ جن کے نام پر خلافت کی بھیک مانگی گئی تھی دیواروں میں چنی جانے لگی لہذا ایسی صورت حال کے ہوتے ہوئے بوجہ خوف ہر اس زوار قبر علیؑ کا وہ سلسلہ جو سفاح کے دور میں جاری ہوا تھا باقی نہ رہ سکا اور مزار اقدس پر دوبارہ حسرت برسنے لگی۔ رفتہ رفتہ وہ صندوق بھی خورد برد ہو گیا جو داؤد نے بنایا تھا۔ کیونکہ خلفاء جور کے ظلم سے اس کو بھی اس کی خبرگیری کی ہمت نہ ہوئی یہاں تک کہ ایک زمانہ وہ آیا جبکہ حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک پہلے کی طرح خاک کے اندر روپوش ہو گئی۔ اور اس کو اتنا عرصہ گزر گیا کہ ہارون رشید تخت خلافت پر بیٹھا اور ایک واقعہ کے ماتحت اس کو قبر کا حال معلوم ہوا اور پھر اس نے اس پر روضہ بنوایا۔ اس واقعہ کو عمدۃ المطالب وارشاد القلوب و دیگر کتب نے اس طرح تحریر کیا ہے:-

"ہارون رشید ایک روز پشت کوفہ پر شکار کی غرض سے نکلا تو اس کو کچھ چیز اور آہو نظر آئے اس لیے ان کے پیچھے اپنے شکاری کتے ڈال دیئے اور خود بھی ان کا پیچھا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ان جانوروں نے بھاگنا شروع کیا اور بالآخر ربوات بیض کے وسط میں آکر وہ رک گئے۔ ہارون نے خیال کیا کہ شاید ان ٹیلوں کے درمیان کوئی چیز ہے جس کو دیکھ کر یہ کتے رک گئے ہیں۔ پھر جب کتے اس مقام سے ہٹا لئے گئے تو ہرن باہر نکلے کتے پھر دوڑے اور ہرن نے پھر

وہیں پناہ لی اور کتے اس جگہ کے اندر نہ گئے ہارون کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور اس نے وہاں کے پیر مردوں کو بلا کر یہ واقعہ بیان کیا اور وجہ دریافت کی۔ ان میں سے ایک بڈھے نے کہا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو اس راز کو عرض کر دوں۔

ہارون نے کہا تو مامون ہے بیان کر!

اس نے کہا کہ ان ٹیلوں کے وسط میں آپ کے ابن عم حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے کہ جس کی زیارت سے تمام انبیاءؑ و اولیا مشرف ہوتے ہیں۔ رشید کو اس کی بات کا یقین آ گیا اور اس نے پیر مرد کو انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا پھر اس نے قبر مبارک پر ایک روضہ تعمیر کیا۔ اس پر سرخ رنگ کا ایک قبہ بنوایا اس میں ایک سبز رنگ کی خوبصورت قندیل آویزاں کی اور قبہ کے چار دروازے چار سمتوں پر بنوائے۔ ایک مدت دراز کے بعد جب تعمیر کی گئی تو یہ قندیل حضرت کے خزانہ میں دستیاب ہوئی۔ اس قبہ کے علاوہ ہارون رشید نے سفید پتھر کی ایک ضریح بھی قبر منور پر تعمیر کی ایک انتہائی خوشنما تصویر جو قلمی زدہ بلوری پلیٹ پر بنائی گئی ہے اب تک حضرت کے خزانہ میں موجود تھی جس میں آہو اور ہارون کے شکار کا منظر دکھایا گیا ہے۔ یہ تصویر فن مصوری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور ابھی حال میں میرے زمانہ قیام میں موجودہ شاہ ایران (محمد رضا شاہ) کی بنوائی آئینہ کاری کے موقعہ پر حضرت کے بالائے سر آئینوں

سے ملا کر جوڑ دی گئی ہے۔"

تیسری تعمیر ۲۷۹ھ :-

روضہ اقدس کی تیسری تعمیر محمد امتحاز یدالداعی نے کی اور اس نے قبر شریف پر قبہ چاردیواری اور ایک ستر طاق کا قلعہ تعمیر کیا اور یہ تعمیر حضرت امام جعفر صادق ؑ کے معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ نے اس تعمیر کے ہونے سے بہت پہلے اسکی خبر دے دی تھی۔ تحفتہ العالم میں مدینۃ المعاجز کے حوالہ سے ہے کہ حضرت نے فرمایا۔

لاتذهب الليالی والايام حتی يبعث الله ممتحنا فی نفسه فی القتل يبنی عليه حصنا فيه سبعون طاقا

چوتھی تعمیر ۳۶۰ھ :-

روضہ اقدس پر ہونے والی چوتھی تعمیر عضدالدولہ کی ہے۔ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمارت اپنے وقت کی بہترین عمارتوں میں سے تھی اور اس عہد میں انسانی قدرت کی جتنی دسترس تھی وہ اس پر صرف کر دی گئی تھی ارشاد القلوب دیلمی میں ہے کہ عضدالدولہ ان اطراف میں آکر تقریباً ایک سال کی طویل مدت تک اقامت گزیں رہا اور اس نے اطراف عالم سے بہترین صناع و استادان فن معماری کو طلب کیا اور پہلی عمارت کو خراب کر کے کافی دولت سے ایک بہترین روضہ تعمیر کیا جو آج سے قبل تک باقی تھا" اور اس کے لئے بہت سے اوقاف بھی قائم کئے اور شہر کو آباد کیا، بازار بنوائے۔ شہر پناہ کی دیوار کو مضبوط کیا۔

اس عمارت کا مشاہدہ مشہور سیاح اسلام ابن بطوطہ نے بھی کیا ہے۔ جبکہ وہ ۷۲۷ھ میں وارد نجف ہوئے ہیں چنانچہ وہ کیفیات حرم اقدس بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

پھر وہ لوگ (یعنی رافضی) چوکھٹ چومنے کو کہتے ہیں جو خالص چاندی کی ہے اور پہلو کا چوکھٹا بھی چاندی کا ہے اس کے بعد قبہ میں داخلہ ہوتا ہے جس کے اندر انواع واقسام کے ریشمی فرش بچھے ہیں اور طرح طرح کے سونے چاندی کی قندیلیں آویزاں ہیں قبہ کے وسط میں ایک ایوان ہے یہ اگرچہ لکڑی کا ہے مگر اس کے اوپر ہر طرف سے منقش سونے کے پتر چاندی کی کیلوں سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ لکڑی دکھائی نہیں دیتی اس کی بلندی قد آدم سے اور اس کے اوپر تین قبریں ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ حضرت آدم و نوح و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبریں ہیں ان قبروں کے درمیان سونے چاندی کے طشت رکھے ہیں۔ جن میں گلاب و مشک کا پانی و دیگر عطریات پڑے ہوئے ہیں اور زائر اس میں سے ایک چلو بھر کر اپنے منہ پر تبرکاً ملتا ہے۔ قبہ کی پشت پر ایک عقبی دروازہ ہے یہ بھی چاندی کا ہے جس پر رنگین ریشمی پردے پڑے ہوئے ہیں یہ دروازہ ایک مسجد میں کھلتا ہے جس میں حرم کی طرح ریشمی فرش بچھے ہیں اس کی دیواریں اور چھت بہترین خوشنما پردوں سے روپوش ہیں مسجد کے چار دروازے ہیں جن کی چوکھٹیں چاندی کی ہیں ان پر ریشمی پردے پڑے ہوئے ہیں الخ (رحلہ ج ا ص ۱۰۰) اس کے بعد بہت سے امراء و سلاطین شیعہ و غیر شیعہ مثل ناصر خلیفہ شاہ عباس خدا بندہ و چنگیز خان و ابن مہدی وزیر وغیرہ اس رو

کی تعمیر میں برابر حصہ لیتے رہے اور سونا چاندی چڑھاتے رہے اور دیواروں پر ساج کی لکڑی کے نقوش تو اس کثرت کے ساتھ لگائے کہ بالآخر اس میں (کسی دشمن کے ہاتھوں) آگ لگ گئی۔

پانچویں تعمیر ۷۶۰ھ:

یہ آگ ۷۵۵ھ میں لگی جس نے حرم اقدس کی تمام زینت کو برباد کر دیا لیکن اس کے بعد ہی ادیس بن حسن جلائری نے فوراً تعمیر کا ارادہ کیا اور چند ہی روز میں روضہ کو پہلے کی طرح شاندار بنا دیا اور اب کی اس نے بجائے ساج کے دیواروں پر رخام (ایک پتھر) سے زینت دی جس میں بہترین نقش و نگار کئے گئے تھے انہی ایام میں اتفاق سے بغداد میں گرانی پڑی جس کی وجہ سے لوگوں نے کتابیں فروخت کرنا شروع کیں جن کو اہل نجف نے غلہ کے مول کافی تعداد میں خرید لیا اور اس طرح لاتعداد بہترین کتب سے حضرت کا خزانہ مملو ہو گیا۔

چھٹی تعمیر ۹۱۴ھ:

اس سنہ میں شاہ اسماعیل نے ایک ضریح تعمیر کی کہ جو فولاد کی بنی ہوئی تھی اور اس کے اندر حضرت آدمؑ و حضرت نوحؑ و حضرت امیر علیہ السلام کے الگ الگ صندوق بنوائے روضہ اقدس کی رنگ برنگ قندیلوں سے تزئین کی۔

ساتویں تعمیر ۱۰۳۲ھ:

اس سال شاہ عباس نے تعمیر کی اور صحن کو کشادہ کیا اور قبہ کو مضبوط کیا

ضریح کی مرمّت کی فروش بنوائے اور ایک ضیافت خانہ بنوایا۔

آٹھویں تعمیر ۱۰۴۷ھ :۔

اس سال شاہ صفی صفوی شاہ عباس کے پوتے نے تعمیر میں حصّہ لیا اور قبر اطہر کو رخام کا بنایا اور قبہ کو دو میناروں کے بیچ میں پھر سے تعمیر کیا۔ رواق کی رو کار میں ایوان کی تعمیر کی صحن میں اوپر نیچے کمرے بنوائے۔ قبہ کو کاشی سے زینت بخشی اور حرم کے چھ دروازے بنائے دو بالائے سر دو پائین پا اور دو دو پہلوؤں میں رواق میں پانچ دروازے کھولے اور صحن میں بھی تین جہتوں میں تین دروازے لگائے گئے۔

نویں تعمیر ۱۱۵۵ھ :۔

اس سال نادر شاہ نے قبہ پر سونا چڑھوایا اور اس کے داخلی حصّہ کو کاشی سے آراستہ کیا اور صندوق ضریح کی مرمّت کی۔ صندوق کے آگے اپنا تاج رکھا جو راقم الحروف کے عہد تک موجود تھا۔ قبۂ ذھبیہ کی تاریخ ہے "نورٌ علیٰ نور حکم تجلیٰ" اس کے ایک سال کے بعد اس نے دونوں منارے بھی سونے کے بنوائے جس کی تاریخ کہی گئی "سعداً عظیما" یہ تاریخ بائیں منارے پر رقم ہوئی تھی۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ضریح بھی کسی صاحب خیر کی طرف سے چاندی کی کر دی گئی اور اسی شخص کی جانب سے صدر دروازے پر گھڑی لگائی گئی تھی۔

حرم علوی و ملّا طاہر سیف الدین :۔

موجودہ روضہ شاہ صفی صفوی کا بنوایا ہوا ہے جو فن تعمیر کا ایک عجوبہ ہے۔ استحکام۔ قواعد علم ہندسہ خوبصورتی اس کے رکن امتیازی ہیں۔ اس روضہ اقدس میں یوں تو آئے دن نئی نئی اصلاحیں ہوتی رہتی ہیں۔ میرے دیکھتے دیکھتے بائیں طرف کا منارہ سرے سے کھود کر دوبارہ بنایا گیا سال میں ہزاروں دینار اس کی مرمت وغیرہ میں صرف ہوتے رہتے ہیں مگر ماضی قریب میں جو خاص اصلاحیں ہوئی ہیں اس میں امیر البواہیر ملا طاہر سیف الدین کی پیش کردہ ضریح کو بڑا دخل ہے۔ یہ ضریح عظمت، مضبوطی، نزاکت جیسی عسیر الاجتماع خصوصیات کی حامل ہے۔ آپ ہی نے حرم کی دیواروں اور فرش میں ایک خاص قسم کا پتھر لگایا ہے جو اتنا شفاف ہے کہ اس میں صورت دکھائی دیتی ہے۔

حرم اقدس کی آئینہ کاری و موجودہ شاہ ایران :۔

گزشتہ شاہِ ایران رضا شاہ آنجہانی کے طرزِ عمل سے ایمان والوں کے قلوب میں جو زخم پڑ گئے تھے اُن کو موجودہ شاہ محمد رضا شاہ نے جو کہ متوفی شاہ کے فرزند ہیں اپنے طرزِ عمل سے ایک حد تک مندمل کر دیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں بہت سے عمل خیر کئے ہیں جن میں حرم اقدس کی موجودہ آئینہ کاری بھی ہے۔ یہ آئینہ کاری اپنی خوشنمائی اور بجلی کی فٹنگ کے لحاظ سے بڑی دیدہ زیب ہے جس کا اندازہ دیکھنے والوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ ضریح اقدس کے پائنتی شاہِ ایران کی یہ رُباعی کندہ ہے جس سے ان کی کمال عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ؎

گرد حرمت آئینہ کاری کردم — کاری نہ سزای شہریاری کردم
تا جلوۂ حق بہ بینم از طلعت تو — در پیش رُخت آئینہ کاری کردم

حرم اقدس اور سونے کا پھاٹک :

زمانہ جتنا جتنا آگے بڑھتا جارہا ہے دنیا سے یقین و عمل مفقود ہوتا جاتا ہے۔ اور یہی اخبار و حدیث سے بھی مستفاد ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے دور میں ایسی بہتر ذاتیں نایاب ہوتی جاتی ہیں جو عتبات مقدسہ و دیگر مذہبی امور کی خاطر کسی ایثار سے کام لے سکیں۔ بھلا کس میں ہمت ہے کہ وہ آجکل اتنا عظیم الشان روضہ نئے سرے سے پھر تعمیر کر سکے یا گنبد کا سونا بدلوا سکے اس لئے موجودہ زمانہ میں کسی کے تصور میں بھی نہ آتا تھا کہ حضرت کے ایوان کا دروازہ سونے کا بھی بن سکتا ہے کہ یکایک یہ خبر سننے میں آئی کہ کوئی بادشاہ نہیں بلکہ ایک غیر معروف ایرانی تاجر دس لاکھ تومان (تقریباً دس لاکھ روپیہ) صرف کر کے ایک باب الذہب بنوا رہا ہے۔ ابھی چند روز گزرے کہ یہ خبر، خبر کی حد سے نکل کر عالم فعلیت میں بھی آگئی جبکہ ایک شاندار خالص سونے کا دروازہ جو اپنے طول و عرض میں پہلے چاندی کے دروازے سے تقریباً دو گنا بڑا تھا بڑے تزک و احتشام کے ساتھ لا کر نصب کر دیا گیا[۱]۔ اس موقعہ پر اہل نجف نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ اطراف کے عرب اس سونے کے چمکتے ہوئے اور شیشہ کی طرح صاف پلاسٹک کی چادروں سے ڈھکے ہوئے، خوشنما در کو بڑی حیرت سے دیکھتے اور مختلف طریقوں سے اپنی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ اس بیش قیمت دروازہ نے حرم کی شان کو اور دو بالا کر دیا ہے۔ سونے کا پھاٹک، سونے کی دیواریں، سونے کے مینار اور ان کے بیچ میں سونے کا عظیم ہیکل قبہ دیکھنے سے پورا روضہ سونے کا ایک

۱؎ ان تاجر کا نام نامی آقائے شیخ محمد تقی اتفاقی ہے۔ آپ نے بعد میں دو سونے کے دروازے اور لگوائے۔ ۱۲

ڈلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس طلا کاری کی اُس بادشاہ دین و دنیا کے آگے کیا حقیقت جس کی ایک ٹھوکر پر سونے کے دریا ابل پڑتے تھے اور اتنے اقتدار کے باوجود جس کو خاک پر بیٹھ کر نانِ جویں توڑنے ہی میں مزا ملتا تھا ـــــ البتہ ان چیزوں سے عقیدتمندوں کو امام کی بارگاہ میں اپنی محبت کا مظاہرہ کرنے کا موقعہ مل گیا و نیز اس طلا کاری سے حضرت کے ایک ارشاد کی بھی تصدیق ہو گئی جس میں آپ نے دنیا کی کجر فتاری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا "من ساعاها فاتته و من قعد عنها أتته" (نہج البلاغۃ) یہ دنیا وہ ہے جو اس کو پانے کے لئے اس کے پیچھے دوڑتا ہے اس کے ہاتھ نہیں آتی اور جو اس سے روگردانی کر کے بیٹھ جاتا ہے اس کے پاس آموجود ہوتی ہے حضرت علی علیہ السلام نے چونکہ دنیا کو تین طلاقیں دیدی تھیں۔ اس لئے وہ آج بھی آپ کے پیروں سے لگی بیٹھی ہے۔

زمانہ سابق : ـــــ

اگر آپ اب سے ساٹھ ستر سال پہلے یہاں آتے تو آپ کو نجف اس شان سے ملتا ـــــ الجھی ہوئی ڈور کی طرح پیچیدہ گلیاں، پتھر کے بنے مختصر مکانات نیچے دروازے، پانی دودھ سے زیادہ مہنگا، اگر کوئی نجف سے باہر چلا گیا تو راہ کی دشواری کے باعث آنا مشکل، اور اگر آ گیا تو پھر نکلنا مشکل، گرمی پڑی تو نجف کا طبق ایک دہکتا ہوا انگارہ، سردی آئی تو رگوں کے اندر خون سلاخ بن گیا ـــــ یہی وہ صبر آزما حالات تھے جن کی بنا پر اس تارک الدنیا کی زیارت یا مجاورت کی وہی ہمت کرتا تھا۔ کہ جو علیؑ کا ایک شیدائی اور سچا دوست ہو۔ اس زمانہ میں نجف

کی آبادی بیشک قلیل تھی مگر ان قلیل افراد میں شیخ طوسیؒ۔ شیخ مرتضیٰؒ انصاری، بحر العلوم آخوند ملا کاظمؒ وسید کاظمؒ یزدی جیسی جلیل القدر ہستیاں پائی جاتی تھیں۔

اب آج :

نجف کا نقشہ بدلا ہوا ہے تنگ گلیوں کی جگہ بڑی بڑی شاہراہوں نے لے لی ہے جن کے دو طرفہ عالیشان بلڈنگیں زیر تعمیر ہیں، کوفہ کا واٹر ورکس دن رات دریائے فرات کا پانی نجف اشرف کی طرف دھکیلنے میں مصروف ہے اسلئے جہاں کہیں ہری ترکاری بھی نایاب تھی اب وہاں سبزہ لہلہا رہا ہے۔ موٹروں کی وہ کثرت ہے کہ ہر گھنٹہ اطراف و جوانب کی طرف لاریاں چھوٹتی رہتی ہیں۔ نلوں کے ذریعہ بہائے ہوئے کثیر پانی۔ بلند عمارتوں کے سایہ، پھیلے ہوئے سبزے کی وجہ سے اب گرمی میں بھی وہ جلد سوز تپش بھی باقی نہیں رہی۔ خلاصہ یہ کہ ——— سو برس ادھر کا انسان آج اگر قبر سے اٹھ کر ادھر آنکلے تو اس کو اونچے مکانات، بجلی کی کثرت، سجے ہوئے ہوٹل، ریڈیو سے نکلتی ہوئی خارق عادت آوازیں بھونچکا کر دیں گی ——— اور یہی وہ حالات تھے جن کو نجف کے ایک بوڑھے عالم کی دوربین آنکھیں پہلے سے تشویش کے ساتھ دیکھ رہی تھیں ——— جب ان کو یہ خوشخبری سنائی گئی کہ "سرکار! اب نجف میں پانی کی قلت نہیں رہی شہر میں آب شیریں کا نل آگیا ہے" تو یہ خبر سن کر بجائے خوش ہونے کے فرط الم سے انہوں نے ایک آہ سرد کھینچی۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا "اس نل کو غیر ضروری افراد کے داخلہ کا پیش خیمہ سمجھو، اب تک نجف صرف مخلص مومنین کا مسکن وماویٰ تھا

لیکن ——— اب آج سے ہر کہ در مجلس پڑے گا"۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق ثابت ہوئی اور نجف ترقی نو کے شادیانوں سے گونج اٹھا مگر میں نے وہاں کے باشندوں کو اب بھی یہی کہتے سنا کہ "وہ زمانہ نجف کا بہت اچھا تھا جب یہاں نان شعیر، ماء بئیر[1] اور زیارت حضرت امیر کے سوا کچھ نہ تھا"۔

تازہ کوائف :———

زندہ باد! اے ایمان کی جولانگاہ ——— ایران! جس نے حرم اقدس میں ایسی صناعی کی ہے جس کی لاگت کا اندازہ مشکل ہے۔ حضرت اسد اللہ الغالب کی پُرنور ضریح دیکھ کر ہم سمجھے تھے کہ اب اس کا جواب نہیں ہو سکتا مگر واقعہ یہ ہے کہ ——— فارس کے رہنے والوں نے اس خیال کی اپنے عمل سے تکذیب کر دی۔ در و دیوار پر وہ بلوریں نقش و نگار بنائے جن کی تصویر کاغذ پر بنانا مشکل ہے ہر آئینہ کی تراش نگاہ مردم کو خیرہ کر رہی ہے۔ شیشہ کو کاٹ کر گل بوٹے بنانا ایرانی ہی سلیقہ پر موقوف ہے اور اس نقاشی پر چار چاند لگا دئے ہیں اس شکل کی برقی نے جو پوشیدہ طور پر بلوریں پھولوں کے اندر ہی اندر چوطرفہ بچھا دی گئی ہے جب یہ برقی قمقمے بلوریں پھولوں کے اندر روشن ہو جاتے ہیں اور مخفی گوشوں میں چھپے ہوئے رنگ برنگی ٹیوب یک بیک بھڑک اٹھتے ہیں تو حرم اقدس کی غرق آئینہ دیواروں پر عجب کیف طاری ہوتا ہے۔ کہیں آبی شعاعیں کروٹیں لے رہی ہیں تو کہیں سبز نور کا دریا موجزن ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں "خاک زمرد" اڑا دی ہے۔ حرم مطہر کا ہر ہر گوشہ ان روپہلی سنہری کرنوں سے تمام شب نمونہ رہتا ہے

---

[1] یعنی جو کی روٹی اور کنوئیں کا پانی ۔۱۲ منہ

اور یہ بجلی اس افراط سے ہے کہ اب حرم میں آویزاں جھاڑ و فانوسوں کی بھی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی، ایوان طلا اور منارہ طلا کا سونا خراب ہوگیا تھا۔ اس کو اتار کر دوبارہ نیا سونا چڑھایا گیا ہے۔ حکومت نے بھی اصلاحوں میں کافی روپیہ صرف کیا ہے۔ چنانچہ کربلا کی طرح یہاں بھی بارگاہ کے گرداگرد ایک سڑک بنادی گئی ہے۔ ایک سڑک "باب طوسی" سے کربلا کے رخ وادی السلام تک بنائی گئی ہے گویا اب ——— ابوالشہدا و حضرت سید الشہدا کے روضے آمنے سامنے ہوگئے علاوہ ازیں اور بھی نئی سڑکوں اور اصلاحوں کے تجاویز زیر غور ہیں۔

نجف اشرف کی روحانی مرکزیت :———

جو اشخاص نجف اشرف کے گنبد و بارگاہ کو دیکھ کر واپس آجاتے ہیں ان کی مثال اس گلگشت کرنے والے کی سی ہے جو باغ میں تو جائے لیکن اس کے پھولوں سے اپنے مشام کو معطر کئے بغیر پھر آئے، نجف کی اصل بہار وہ گلستان علم و عمل ہے جو صدیوں سے باب مدینۃ العلم کے آستانہ پر قائم و دائم ہے۔ نجف جانے کے بعد جس نے اس گلستان کے پھولوں سے اپنی روح کو نہیں بسایا اس نے چشمہ پر پہنچ کر خود کو تشنہ واپس کیا۔ نجف ہی میں شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی، مجدد شریعت علامہ حلی، مقدس اردبیلی، محمد مہدی بحر العلوم، شیخ جعفر کاشف الغطاء، محمد حسن صاحب جواہر، شیخ مرتضیٰ انصاری، شیخ عباس قمی رحمہم اللہ اجمعین جیسے بلند پایہ علماء و مجتہدین کی قبور طیبہ ہیں۔ اگران سب کا ذکر کیا جائے تو اس کے لئے کافی صفحات کی ضرورت ہے اس لئے یہاں پر صرف ان بعض علماء کے مختصر ذکر پر اکتفا کی جاتی ہے۔ جن

کی زیارت یا تلمذ سے میں مشرف ہوا ہوں۔

علمائے نجف اشرف :۔۔۔۔۔

نجف اشرف کا علمی ماحول دو حصوں پر منقسم ہے ایک وہ طبقہ جو تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہے۔ دوسرے علماء جو مدرس و مراجع تقلید ہیں گویا اس طرح یہ داخلہ و خارجہ کی عملی تقسیم ہو گئی ہے۔ البتہ ان میں بعض ایسے جامع افراد بھی ہیں جو دونوں شعبوں میں مشترکانہ حیثیت کے مالک ہیں جیسا کہ آگے معلوم ہو گا۔

آیتہ اللہ شیخ محمد حسینؒ کاشف الغطاء :۔۔۔۔۔

آپ کے جد اعلیٰ شیخ جعفر رحہ مولف "کشف الغطا" تھے۔ اسی وجہ سے ان کی اولاد میں سب کو کاشف الغطاء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپکو آیتہ اللہ سید کاظمؒ یزدی و میرزا حسینؒ نوری و آقا رضا ہمدانی وغیرہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ آپ نے متعدد سفر کئے جن میں پاکستان و فلسطین خاص طور سے قابل ذکر ہیں جہاں آپ کو مؤتمر اسلامی کی شرکت کے لئے دعوت دی گئی تھی اور وہاں آپ کی اقتداء میں بلا استثنا تمام فرق اسلامیہ نے نماز جماعت ادا کی۔ میں نے جس وقت آپ کو دیکھا ہے تو اسی کے حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ جھکی کمر بتا رہی تھی کہ ملت کی تعمیر میں خم ہوئی ہے۔ اسی برس کے انسان کا مرجھایا ہوا چہرہ ہی کیا۔ لیکن حال یہ تھا کہ شیر کے چہرے کی طرف دیکھنا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے سے آسان تھا۔ میں نے اس سن و سال کا منحنی انسان جو ایک مشت استخوان ہو اتنا پر ہیبت نہیں

دیکھا جیسے "کاشف الغطا" تھے۔

کاشف الغطا کی جرأت سے حکومت بھی خائف رہتی تھی کسی مسئلہ پر حکومت سے ردو قدح ہوئی تو یہ جملہ تحریر کرکے بھیجا تھا "لو شئت لقلبت دجلة علی الفرات والفرات علی دجلة" اگر چاہوں تو دجلہ کو فرات پر اور فرات کو دجلہ پر الٹ سکتا ہوں (دجلہ و فرات سے ان دونوں دریاؤں کے کنارہ پر بسنے والے عرب قبائل و عشائر مراد ہیں جو کاشف الغطا کے خاندانی فرمانبردار تھے)

میرے ایک عرب[۱] ہم درس حجۃ الاسلام سید جواد تبریزی کے درس میں تھے انہوں نے ایک کتاب لکھی جو حکومت وقت کے مصالح کے خلاف تھی، عراق کی سابقہ حکومت اپنے تشدد میں مشہور ہے چنانچہ حکومت کے ایک متعصب طبقہ کے ایما پر ان کو پھانسی کا حکم دیدیا گیا کتنی ہی اپیلیں اور سفارشیں بروئے کار لائی گئیں مگر بےسود ثابت ہوئیں بالآخر کاشف الغطا کا ایک پرزہ موثر ثابت ہوا اور حکومت مولف مذکور کا بال بیکا نہ کر سکی۔ اس پرزہ کی عبارت تھی (...... اما الکتاب فیحرق واما المؤلف فیطلق[۲])

فلسطین کے عربوں کے ہاتھ سے نکلنے کے کچھ دنوں بعد امریکی سفیر شیخ کاشف الغطا کو ملنے آیا تو اس کو دیکھتے ہی انہوں نے کہا۔ ان قلوبنا دامیة معاشر الامریکیین لانکم طعنتمونا بالصمیم طعنة نجلاء لا یمکن السکوت عنها ولا الصبر علیها ان القلوب کلها ضد کم وتقطر دما من فضاعة ضربتکم التی قصمتم بها ظهر العرب

امریکہ والو! تمہاری طرف سے ہمارے قلوب زخمی ہیں کیونکہ تم نے ایسا گہرا وار کیا ہے جس نے ہم سے سکون و صبر چھین لیا ہے ہمارے دل تمہارے

---

[۱] آقائے سید کاظم کفائی ۱۰۱ صفحہ۔ [۲] کتاب جلادی جائے اس کے مؤلف کو چھوڑ دیا جائے۔

خلاف ہیں اور تمہاری اس ضربت کی وجہ سے جس سے تم نے عربوں کی کمر توڑ دی ہے ہمارے دلوں سے خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں۔

آپ کے قلمی آثار :۔

جہاں تک علم ہے علاوہ درس و تدریس و دیگر قومی مسائل کے تیس (۳۰) کے قریب کتابیں تالیف کیں جن میں مراجعات ریحانیہ (۲ جلد) آیات بینات، تحریر المجلہ (۵ جلد) الدین والاسلام، نبذۃ من السیاستہ الحسینیہ، توضیح فی الانجیل والمسیح (۲ جلد) المثل العلیا اور اصل الشیعہ واصولہا خاص طور سے قابل ذکر ہیں اس میں بعض کتابیں نجف اشرف کے علاوہ بیروت، صیدا اور جنتائن میں کئی دفعہ شائع ہو چکی ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب "اصل الشیعہ واصولہا" ۸ دفعہ طبع ہو چکی ہے اور عمدۃ الافاضل مولانا سید ابن حسن صاحب نجفی نے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے اس کتاب کی مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ روسی و جرمنی علماء تک نے اس کو سراہا ہے۔ مسٹر ہنڈرسن سفیر امریکہ متعینہ عراق اس کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"میں نے کتاب "اصل الشیعہ واصولہا" کا مترجم کے ذریعہ مفید مطالعہ کیا اور میرا اور میرے دوسرے امریکی احباب کا خیال ہے کہ اس کو واشنگٹن بھیجدیا جائے تاکہ ہمارے وہ ادبا جو عربی میں مہارت رکھتے ہیں اس کا انگریزی میں ترجمہ کریں جس کی وجہ سے انگریزی نمودار طبقہ بہ شمولیت ولایات متحدہ امریکہ مذہب شیعہ سے واقف ہو سکے"

وفات :۔ آخری مرتبہ ۱۹۵۴ء میں میں نے کاظمین کی ایک بازار

سے ان کو گزرتے دیکھا ان کے ایک عزیز سے میں نے پوچھا کہ "کہاں جا رہے ہیں؟"
انہوں نے جواب دیا کہ اسپتال جا رہے ہیں تا کہ حکومت کی نگرانی میں معالجہ کیا جائے"
یہ جواب سن کر میں نے ایک ٹھنڈی سانس بھرتی دل نے کہا کہ یہ کہیں آخری دیدار نہ ہو۔
وہی ہوا کہ جب نجف واپس پہنچا تو تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کے انتقال کی خبر آ گئی۔ اور اس طرح حکومت کی "نگرانی" میں ملتِ شیعہ کا یہ شعلہ فروزاں خاموش ہو گیا۔ اسی طرح نہ معلوم کتنے چراغ پر اسرار حالات میں خاموش ہوتے رہے ہیں۔ مگر ان کی مظلومی کی انتہا یہ ہے کہ دنیا کو ان کے ماجرا کی خبر تک نہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے حقیقی بھتیجے حجۃ الاسلام آقائے شیخ علی کاشف آپ کے جانشین ہوئے۔

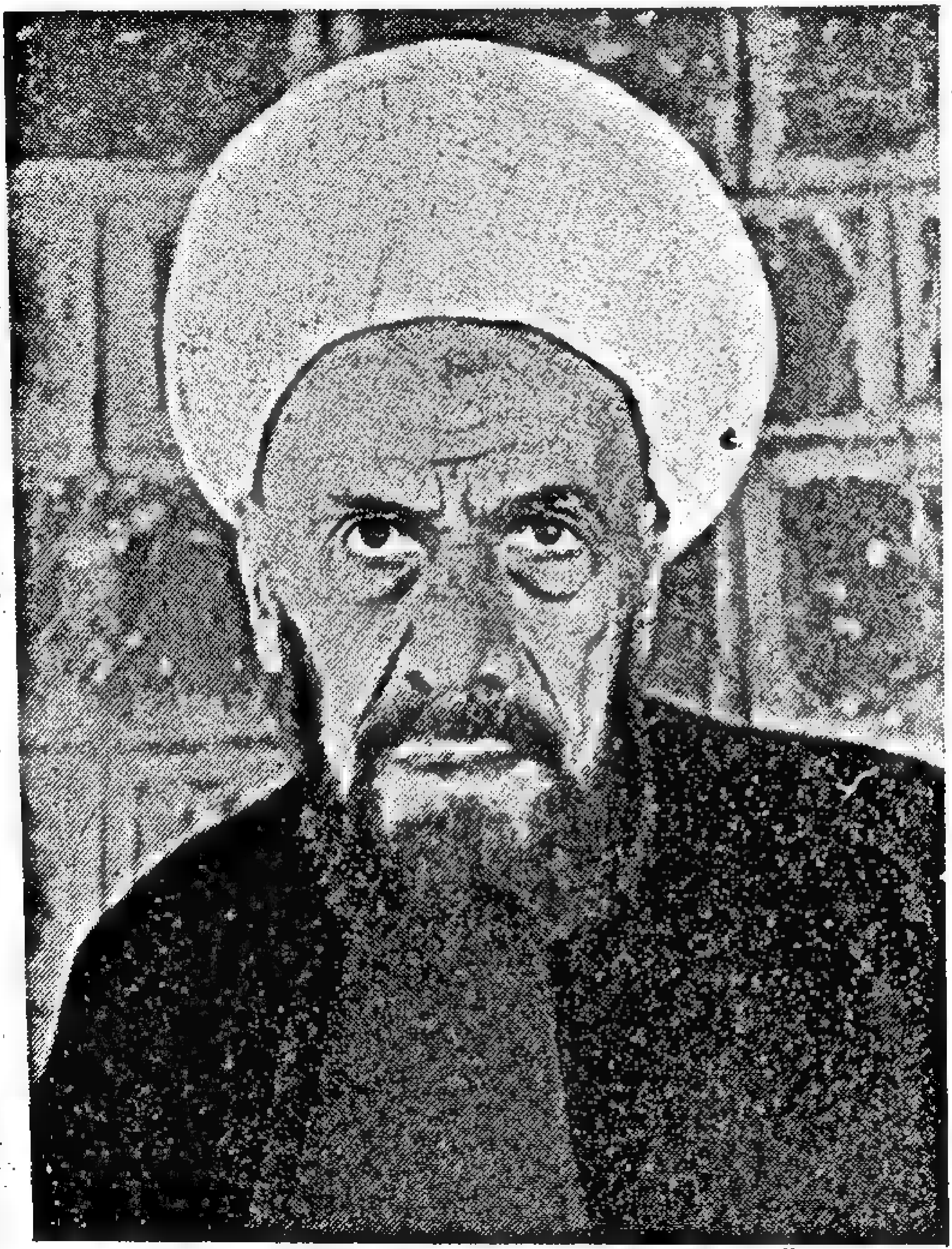
آیۃ اللہ سید محسن حکیم طباطبائی مد ظلہ:

نجف اشرف کے مرجع اعظم ہیں میرزائے نائینی علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں سے ہیں باوجود پیرانہ سالی و نقاہت، سخت محنت کے عادی ہیں آیۃ اللہ سید کاظم یزدی کی عروۃ الوثقیٰ پر ایک گرانقدر شرح تحریر کی ہے جو "مستمسک العروۃ" کے نام سے ۷، ۸ جلدوں میں چھپ چکی ہے مستمسک کے علاوہ حقائق الاصول فی شرح کفایۃ الاصول، نہج الفقاہتہ وغیرہ بھی آپ کے تالیفات میں ہیں، میرے زمانہ میں صرف فقہ کا درس خارج دیتے تھے۔

عراق و بحرین قطیف و حجاز کے عربوں میں آپ کو بڑی اہمیت حاصل ہے لیکن سیاسیات میں بالکل دخل انداز نہیں ہوتے عرب ممالک کے علاوہ افغانستان ایران، پاکستان و ہندوستان میں بھی آپ کے مقلدین پائے جاتے ہیں۔ نجف اشرف میں سینکڑوں عرب و ایرانی افغانی و ہندی طلبہ کی پرورش فرماتے ہیں۔



مرجع الشریعت آیۃ اللہ السید محسن حکیم مدظلہ العالی

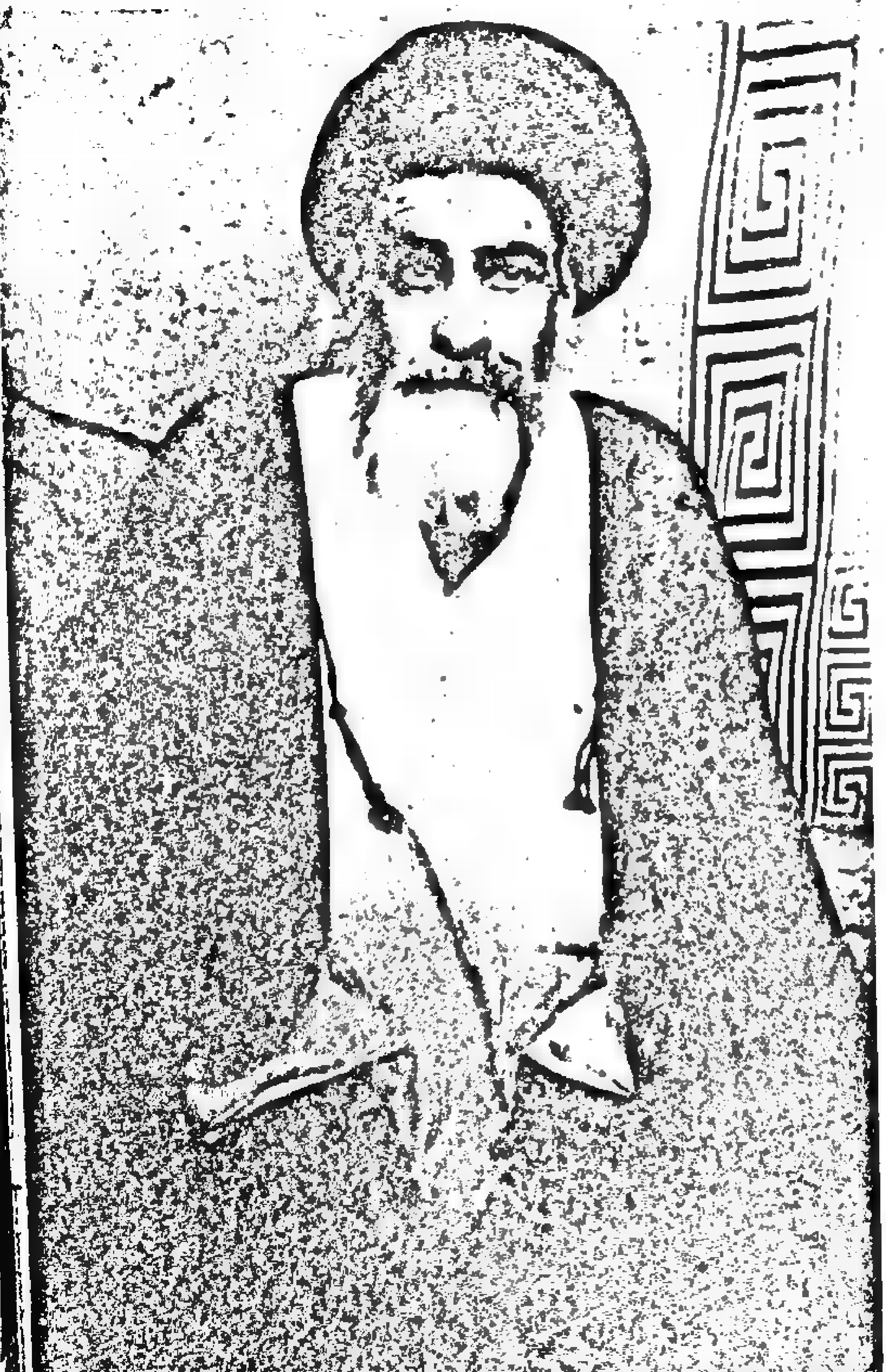


آیۃ اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطا طاب ثراہ



انقلاب عراق کے بانی عبدالکریم
قاسم وزیر اعظم جمہوریہ عراقیہ آیۃ اللہ
سید محسن حکیم طباطبائی کی عیادت کر
رہے ہیں۔

(فوٹو خاص برائے کتاب ہذا)



آیة الله العظمی آقای میرزا عبدالهادی شیرازی دام ظله

حقیر کو آپ سے شرف تلمذ و اجازہ حاصل ہے۔ متعنا اللہ بطول بقائہ الشریف

آیۃ اللہ میرزا عبدالہادی شیرازی مدظلہ :-

نجف کے بلند پایہ مرجع بلکہ ایک طبقہ میں اعلم سمجھے جاتے ہیں آپ کے درس میں علاوہ طلبہ محصلین کے اساتذہ بھی شریک ہوتے ہیں۔ آپ کے مقلدین عراق و ایران میں پائے جاتے ہیں۔ حقیر کو آپ سے بھی شرف تلمذ و اجازہ حاصل ہے۔ میری کتاب "لمعہ ساطعہ" پر ایک گراں بہا تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے جو کتاب کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔ ادام اللہ ظلہ الشریف۔

آیۃ اللہ سید ابوالقاسم خوئی مدظلہ :-

"خو" ایران کا سرحدی ترکی علاقہ ہے، آپ بھی میرزائے نائینی کے شاگردوں میں ہیں اور حوزہ نجف اشرف میں اصول فقہ کے استاد اول مانے جاتے ہیں۔ ہر شام کو مسجد خضرا میں درس اصول دیتے ہیں جس میں میرے زمانہ میں تین چار سو ممیز طلبہ کا اجتماع ہوتا تھا صبح کو درس فقہ دیتے ہیں صاحب بیان ہونے کے علاوہ صاحب قلم بھی ہیں۔ آپ کے قلمی آثار میں سے تقریرات نائینی و مقدمہ تفسیر قرآن وغیرہ طبع ہو چکے ہیں۔ حقیر کو شرف تلمذ و اجازہ حاصل ہے۔ میری کتاب پر تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے۔ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ۔

آیۃ اللہ سید محمود شاہرودی مدظلہ :-

میرزائے نائینی رہ کے شاگردوں میں سے ہیں، مرجع تقلید ہیں آپکا

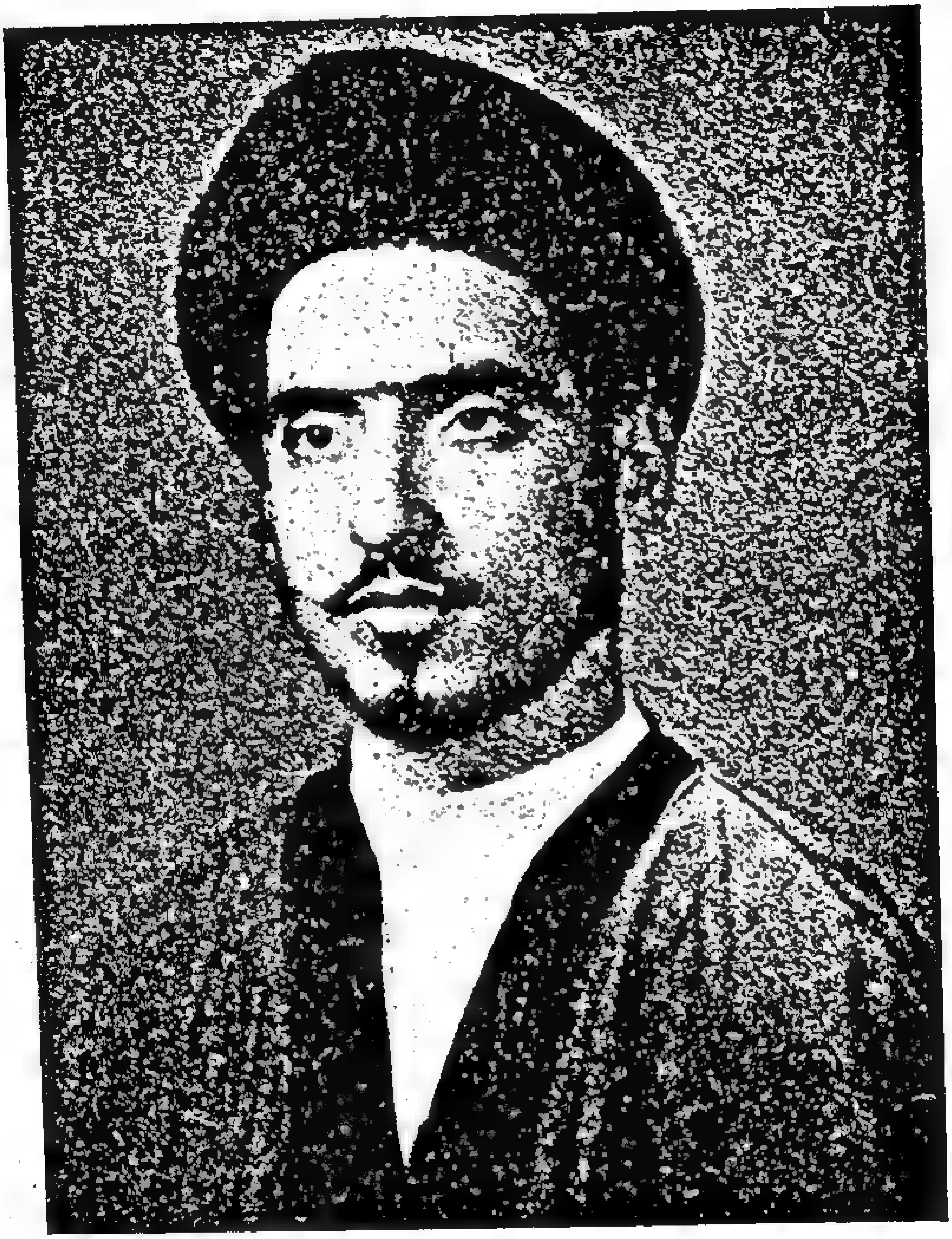
درس فقہ و اصول معیاری ہوتا ہے دن کو فقہ رات کو اصول بیان فرماتے ہیں۔ آپ کے درس میں بھی اساتذہ شرکت کرتے ہیں۔ ان کے درس میں میرے ساتھ میرے ایک جلیل القدر استاد بھی شریک ہوتے تھے۔ متعنا اللہ بوجودہ الشریف۔

آیۃ اللہ سید محمد جواد تبریزی مدظلہ :

مغرب کے وقت حرم حضرت امیر سے برآمد ہوتے ہی ایوان طلا میں ایک نورانی بزرگ نماز پڑھاتے دکھائی دیں گے۔ جن کو دیکھ کر بے ساختہ قدم رُک جائیں گے ——— یہی آقائے سید جواد تبریزی ہیں میر زائے نائینی رہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ نجف اشرف کے جامع مجتہدین میں آپ کا شمار ہے خصوصاً معقولات میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ میرے زمانہ میں صرف فقہ و اصول کا درس دیتے تھے۔ جس میں پابندی سے شرکت ہوتی تھی۔ آپ کے مقلدین عراق و ایران و ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ بھی سرحد ایران کے ترکی علاقہ "تبریز" کے رہنے والے ہیں جہاں کے باشندے جذبۂ ایمانی اور حسن و جمال میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اس لئے اسّی کے حدود میں داخل ہونے کے باوجود چہرہ پر دلوں کو موہ لینے والی تابش موجود ہے۔ اصلاً ترک ہونے کی وجہ سے اور ترک مخدرات (چائے، تمباکو وغیرہ) کی وجہ سے اس پیرانہ سالی میں بھی ماشاء اللہ صحت کا یہ عالم ہے کہ نجف کی کڑاکے کی سردی میں اوّل صبح جب میں درس کے لئے جاتا تھا۔ تو کمرہ کا کھلا دروازہ طلبہ کو شاق گزرتا تھا مگر وہ اس کو بند کرنے



آیۃ اللہ العظمیٰ آقای سید جواد تبریزی طباطبائی مدظلہ العالی جنہوں
نے علامہ جزائری کراں کی جلیل القدر عربی تالیف لمعہ ساطعہ
پر اجازۂ اجتہاد عطا فرمایا۔



فرزند ارجمند آیة الله تبریزی.
ثقة الاسلام آقای سید محمد تقی تبریزی
شاگرد رشید علامه جزائری مدظله

سے احتراز کرتے تھے۔ حضرت علیؑ کی سیرت پر جاڑے میں گرمی کا لباس زیب بدن کرتے تھے
صرف ایک گرم صدری پر اکتفا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ "اس کی بھی کیا
ضرورت ہے"۔

فرمایا۔

"نزلہ کے خوف سے پہنی ہے"

میں نے ایک دفعہ تمباکو نوشی پر فقہی نقطۂ نظر سے بحث کے اثنا میں اس کی مضرتوں
کے متعلق سوال کیا تو فرمایا "تمباکو نوشی میں تین خوبیاں ہیں"۔

میں نے کہا۔ "وہ کیا؟"

فرمایا — "ایک تو یہ کہ تمباکو پینے والے کو کبھی کتا نہیں کاٹتا۔ دوسرے
اس کے گھر میں چور نہیں آتا تیسرے وہ کبھی بڑھا نہیں ہوتا"

میں نے جب تعجب کا اظہار کیا تو اس کی پر لطف تعلیل اس طرح فرمائی۔
"گھر میں چور اس لئے نہیں آتا کہ تمباکو نوشی کے ساتھ کھانسی ضروری ہے رات کو
جب بھی چور گھر میں آنا چاہے گا کھانسی کی آواز اس کو متنبہ کر دے گی کہ گھر والے
جاگ رہے ہیں اس لئے اندر آنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ کتا اس لئے نہیں
کاٹے گا کہ اس عادت سے کمزوری و نقاہت آجاتی ہے اور مجبوراً راستہ میں
عصا کی ضرورت محسوس ہوگی ہاتھ میں عصا دیکھ کر کبھی کتا پاس نہیں آئیگا۔
بڑھاپے سے اس طرح محفوظ رہے گا کہ تمباکو پینے والا امراض مہلکہ کا شکار ہو کر
جوانی ہی میں چل بستا ہے اس لئے پیری کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔" کتنے لطیف
تلمیحات ہیں۔ سرکار موصوف سے حقیر کو شرف تلمذ کے علا[redacted] اجازہ اجتہاد

حاصل ہے۔ متعنا اللہ بطول بقاء الشریف۔

آیۃ اللہ شیخ عبدالکریم زنجانی مدظلہ :۔

نجف اشرف کے سن رسیدہ علماء میں شمار ہے۔ آخوند خراسانیؒ و سید کاظم یزدی کے شاگرد ہیں۔ آپ بھی ترک نژاد ہیں زنجان سرحد ایران و ترکیہ پر ایک مقام ہے اس پیرانہ سالی کے باوجود اپنے جاذب نظر وجیہہ چہرے مہرے اور اپنی پند آموز و قند آمیز گفتگو کی وجہ سے امتیاز خاص رکھتے ہیں۔ عبدالکریم زنجانی ہی وہ ہیں جنہوں نے جامع ازہر مصر میں ملت شیعہ کا نام اونچا کیا اور یونیورسٹی کے وسیع حال میں وہ یادگار لکچر دیا جس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی اس لکچر کا حال میں نے سامعین کے علاوہ خود موصوف کی زبان سے بھی سنا ہے۔ آپ بھی مثل کاشف الغطا کے دیار ہند کا دورہ کر چکے ہیں۔ عراق کے موجودہ انقلابی دور میں آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی تھی مگر جب میں زیارت نجف اشرف سے مشرف ہوا تو آپ نے مجھ سے گلے مل کر اور میرے ساتھ چائے پی کر اس خبر کی عملی تکذیب کر دی اطال اللہ بقاہ۔

حجۃ الاسلام آقائے بزرگ طہرانی مدظلہ :۔

اگر آپ کو ملت شیعہ کا موجودہ شیخ المحدثین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا شیخ کاشف الغطا و شیخ عباس قمی و آقا بزرگ طہرانی یہ سب میرزا حسین نوری رح صاحب کتاب لؤلؤ و مرجان کی یادگار رہیں۔

نجف اشرف میں مشرف ہونے کے بعد جو شخص وہاں کے علمی گوشوں کو ڈھونڈھنا شروع کرے تو وہ بہت آسانی سے ایک چھوٹے سے دروازے پر پہنچ جائے گا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر ایک سالخوردہ بڈھا نمودار ہوگا جو آپ کی اطلاع اندر کرے گا اور اجازت ملنے پر آپ کو کتابوں سے اٹے ہوئے ایک مختصر کمرہ میں پہنچا دیگا جہاں فوراً ہی آپ کی نگاہ ایک زمین دوز پیر مرد پر پڑیگی جو حبیب بن مظاہر اسدی کی شان سے سیف قلم ہاتھ میں لئے اپنے جہاد کے زاویوں کو مات کر رہا ہے۔ ملت جعفری پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے علمی خدمات انجام نہیں دیں تصنیف و تالیف کا سہرا اسلام میں سواد اعظم کے سر ہے اس اعتراض کے جواب میں آقا بزرگ طہرانی نے "ذریعہ الی تصانیف الشیعہ" کے نام سے جو قلم اٹھایا ہے تو میرے زمانہ تک دس جلدیں طبع ہو چکی تھیں اور ابھی صرف حرف (د) دال تک نوبت پہنچی ہے۔ وثقہ اللہ لاتمامہ حقیر کو آپ سے بھی اجازہ حاصل ہے۔

حجۃ السلام علامہ شیخ عبدالحسین امینی تبریزی :۔

دنیائے اسلام کے علمی طبقہ میں کون ہے جو عصر حاضر کی مایۂ ناز تصنیف "غدیر" کے نام سے واقف نہ ہو یہی وہ کتاب ہے جس پر شاہ عراق مصر، شاہ اردن، و یمن نے گرانقدر تقریظیں تحریر کی ہیں اور اس کتاب کے متعلق اپنے اشتیاق کا اظہار کیا ہے۔ لطف یہ کہ کتاب مناظرانہ ہے جس میں ملت شیعہ پر ہونے والے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اب تک

گیارہ" جلدیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں باقی زیرِ قلم ہیں۔ زبدۃ الکاملین علامہ محمد مصطفےٰ صاحب قبلہ جوہر مدظلہ اس کا اردو ترجمہ بھی لکھ رہے ہیں وفقہم اللہ لذلک۔ آقائے امینی ابھی پچاس کے حدود میں ہیں ترک نژاد ہونے کے باعث اس سے بھی کم عمر معلوم ہوتے ہیں چہرہ پر نشان علم ہے کہ "لو اطلعت علیہ لملئت منہ رعبا" غدیر کے علاوہ آپ کے علمی آثار میں سے شہداء الفضیلۃ، ریاض الانس، ادب الزائر، عترت طاہرہ بھی ہیں۔ آپ کا دوسرا کارنامہ وہ عظیم الشان کتب خانہ ہے جس کا ذکر کتاب خانوں کے بیان میں آئے گا۔ ان حضرات کے علاوہ وادیٔ نجف علمی میدان کے شہسواروں سے بھری پڑی ہے جو اپنے قلمی جہاد میں شب و روز مصروف ہیں اور ان میں حجۃ الاسلام سید محمد جعفر مروج، حجۃ الاسلام شیخ محمد علی اوردبادی[لہ]، شیخ محمد رضا مظفر، سید عبدالرزاق مقرم، آقائے محمد رضا طبسی، آقائے سید احمد مستنبط۔ آقائے سید نصر اللہ مستنبط کے نام نامی فخر کے ساتھ لیے جاسکتے ہیں۔

اس نورانی ماحول کی برکت تھی کہ حسب فرمائش استاد العلماء عمِّ محترم مفتی سید احمد علی صاحب قبلہ (مجتہد اعظم پاک و ہند) صلوٰۃ جمعہ کے متعلق میں نے نجف اشرف میں علمی تحقیق کی جس کے نتیجہ میں ایک مفید کتاب تالیف ہو گئی الحمدللہ کہ کتاب نماز جمعہ تقیہ۔ کتاب جعفریات و دیگر فقہی و کلامی مسائل پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نہ صرف وہاں کے علماء نے اس کو اپنے جلیل القدر تقاریظ سے نوازا بلکہ حجۃ الاسلام آقائے سید جواد تبریزی و عمِّ محترم مدظلہما نے اس کتاب کی بناپر اجازہ اجتہاد سے شرف بخشا۔

لہ وفات پا گئے — ۱۱ اللقیہ ۱۲



عم محترم علامہ جزائری مدظلہ

حوزہ علمیہ نجف اشرف سے عطا ہونے والے اجازہ اجتہاد کا ایک فوٹو (ترجمہ دوسری طرف ملاحظہ فرمائیں)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم مسبغ العطاء جزيل الحباء مكمل نوع الانسان ومفضل
صنف العلماء على جميع البرية والصلوة والسلام على اشرف خلقه الذي بعثه من لدنه ولطفه لنا
وسراجا منيرا وارسله شاهدا ومبشرا ونذيرا وعلى ابن عمه ووصيه بالحق علي بن ابي طالب وعلى آله
المعصومين مصابيح الهدى وكنوز العلم وقادة الامم (وبعد) فلما كان من حكمة الله سبحانه لطفه
بعباده ان كلفهم بالاحكام ومنعهم الضلال من الحرام ارشادا لتحصيل السعادة الابدية والفلاح ونيل
المرام وبهادي الملكات فبعث الانبياء والمرسلين وعززهم بالخلفاء الراشدين المهديين
لتبليغ معالم الدين وايضاح الحجة لكافة المكلفين ثم جعل بجانبه ونقل بسياسة ذلك المقام المنيع وتوابع
ذلك المنصب الرفيع بعد غيبة ثاني عشرهم المحجوب عن الابصار المخصوص بالانتظار ارواحنا له الفداء
فقهاء الشيعة عمد الدين وحملة شرع رسول رب العالمين وحفظة آثار الائمة المهديين صلوات الله
عليهم اجمعين الذين جعلهم ورثة الانبياء وفضل مدادهم على دماء الشهداء ، وان من اولئك
العلماء الاعلام العالم العامل والفاضل الكامل ذا القريحة السليمة والطريقة المستقيمة صاحب الملكة
العلمية والعملية سيادة السيد طيب آغا الموسوي اللكهنوي الجزائري بن المغفور له حضرة
حجة الاسلام اية الله في الانام المفتي السيد محمد علي نور الله تعالى مرقده وبرد مضجعه فانه حفظه الله
وصانه وبهاه وكثر في الفرقة الناجية من امثاله قد بذل شطرا من عمره الشريف حين مقامه في النجف
الاشرف في كسب الكمالات النفسية ومزاولة العلوم الشرعية وحضر ابحاثنا حضور تحقيق وتدقيق
فبلغ مرتبة الاجتهاد ما ينبغي ويليق فله العمل بما يستنبطه من الاحكام فالمرجو على كافة اخواننا
المؤمنين الاقتباس من انواره والاقتفاء بآثاره واني قد اجزت له ان يروي عني جميع ما صحت
روايته من كتب اصحابنا باسانيدي المتصلة الى مشايخنا العظام والمنتهية منهم الى اهل بيت العصمة
عليهم السلام وانا اوصيه بتقوى الله وان يجعل الموت نصب عينيه ويحذر من ان تغره الدنيا فما هو كائن
من الدنيا عما قريب كان لم يكن وما هو كائن من الآخرة عما قليل كان لم يزل عصمنا الله جميعا من ان نكون
ممن غرته الدنيا فاخلد الى الارض واتبع هواه وكان امره فرطا ووفقنا لصالح الاعمال بمحمد وآله
حرر في يوم مبعث النبي الاعظم سنة ١٣٧[illegible]

الاحقر محمد جواد الطباطبائي التبريزي

محمد جواد الطباطبائي

نجف اشرف کے کتب خانے :

نجف جس طرح علماء دین کا مرکز رہا ہے اسی طرح کتابوں کا بھی بڑا مرکز ہے سب سے بڑا اور نایاب کتبخانہ "کتب خانہ شوستری" ہے۔ جس میں ہر قسم و ہر فن کی ہزاروں کتابیں ذخیرہ ہیں جن سے علماء و طلبا ہمیشہ استفادہ کرتے رہتے ہیں

دوسرا کتب خانہ :

"مکتبہ کاشف الغطا" ہے۔ جو مدرسہ کاشف الغطا میں واقع ہے۔

تیسرا کتب خانہ :

"مکتبہ آل عنوش" ہے جو ایک تاجر کی حسب وصیت اس کے مقبرے پر بنایا گیا ہے اور اپنی صفائی و ترتیب کے لحاظ سے خاص امتیاز کا حامل ہے۔

کتب خانہ سید کاظم یزدی رح :

یہ کتب خانہ آیۃ اللہ سید کاظم یزدی علیہ الرحمہ نے قائم کیا ہے جو نادر کتب پر مشتمل ہے اور مورد استفادہ ہر خاص و عام ہے۔

مکتبۃ النجف :

باب الولایہ میں واقع ہے یہ حکومت کی طرف سے ہے اور اس میں کتب قدیمہ و جدیدہ کا اچھا ذخیرہ ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ میرے زمانہ میں اس کتب خانہ کی ساری کی ساری فہرست دیوار پر چھپیاں تھی اور چل پھر کر پڑھی جاتی تھی یہ طریقہ بظاہر آسان ہے تجربہ شرط ہے۔

❊ ❊ ❊ ❊

مکتبہ بروجردی :۔

آقائے بروجردی طاب ثراہ کے حکم سے انہی کے مدرسہ میں یہ کتب خانہ قائم کیا گیا ہے اور ہر قسم کی کتب سے آراستہ ہے۔ آقائے کی زحمت و کوشش کا نتیجہ ہے۔

مکتبہ حکیم :۔

مسجد ہندی میں آیتہ اللہ سید محسن حکیم نے قائم کیا ہے اور ابتدائی مراحل میں ہونے کے باوجود مورد استفادہ ہے۔ یہ آقائے محمد تقی حکیم کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

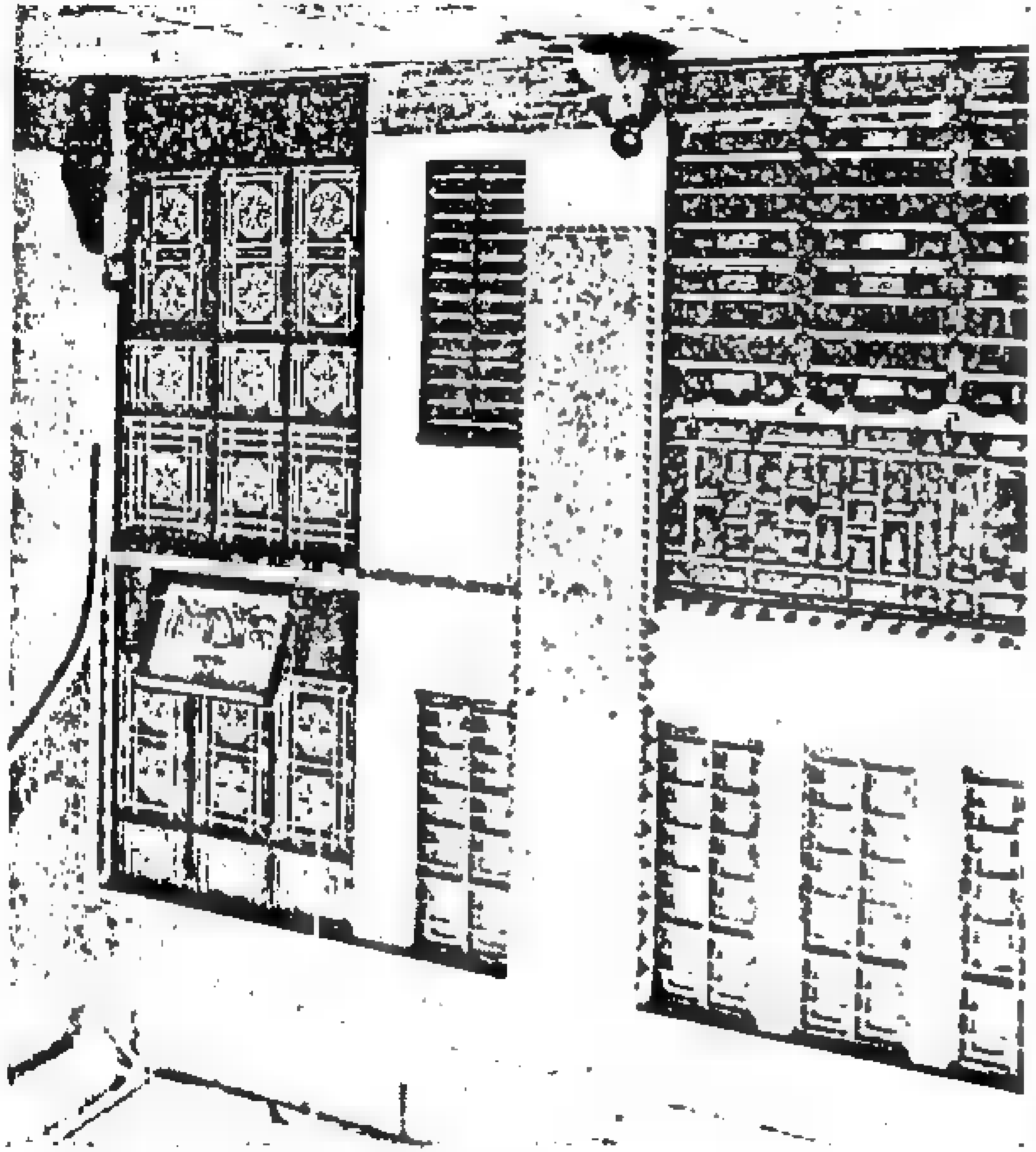
مکتبہ امیر المومنین :۔

یہ عالیشان کتب خانہ آقائے شیخ عبدالحسین امینی مؤلف "غدیر" نے تاسیس کیا ہے۔ جس میں ۱۳۷۷ھ تک نو ہزار قیمتی کتابیں جمع ہو چکی تھیں۔ یہ مدرسہ سید کاظم یزدی کے قریب دو سو ساٹھ میٹر کے رقبہ میں واقع ہے مکتبہ کی عمارت کنکریٹ و آہن و سیمنٹ کے ذریعہ بڑی شاندار بنائی گئی ہے۔

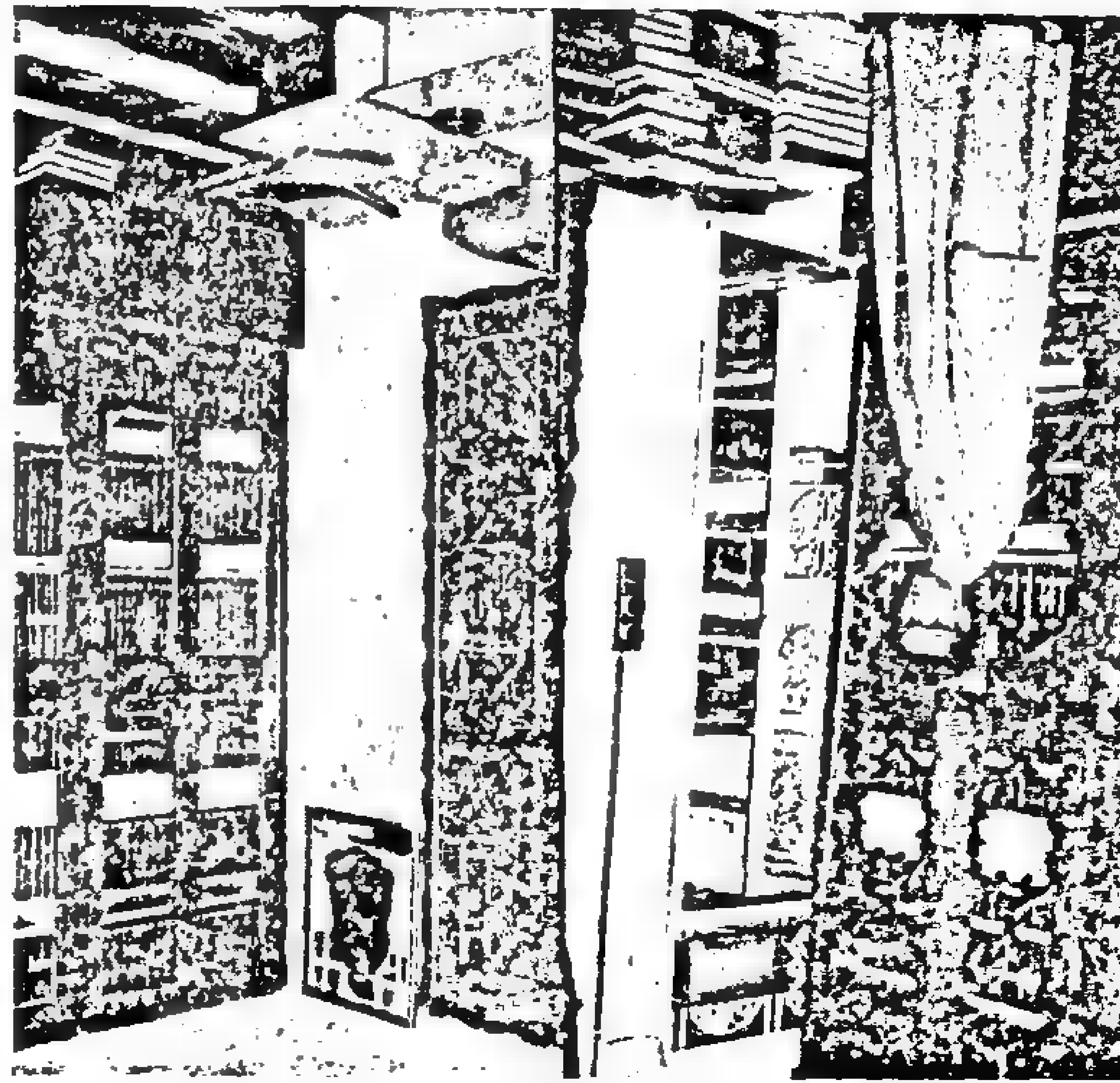
ان تمام کتب خانوں کے علاوہ نجف میں بکثرت شخصی کتب خانے بھی ہیں جن میں سب سے قیمتی کتب خانہ خود روضہ منورہ کا ہے۔ جس کا نام "مکتبۃ الغدیر" ہے۔ مگر شاذونادر کھولا جاتا ہے۔

کتب خانہ شیخ علی کاشف الغطاء :۔

موصوف مرحوم شیخ کاشف الغطا کے بھتیجے، داماد، اور جانشین ہیں ان کا

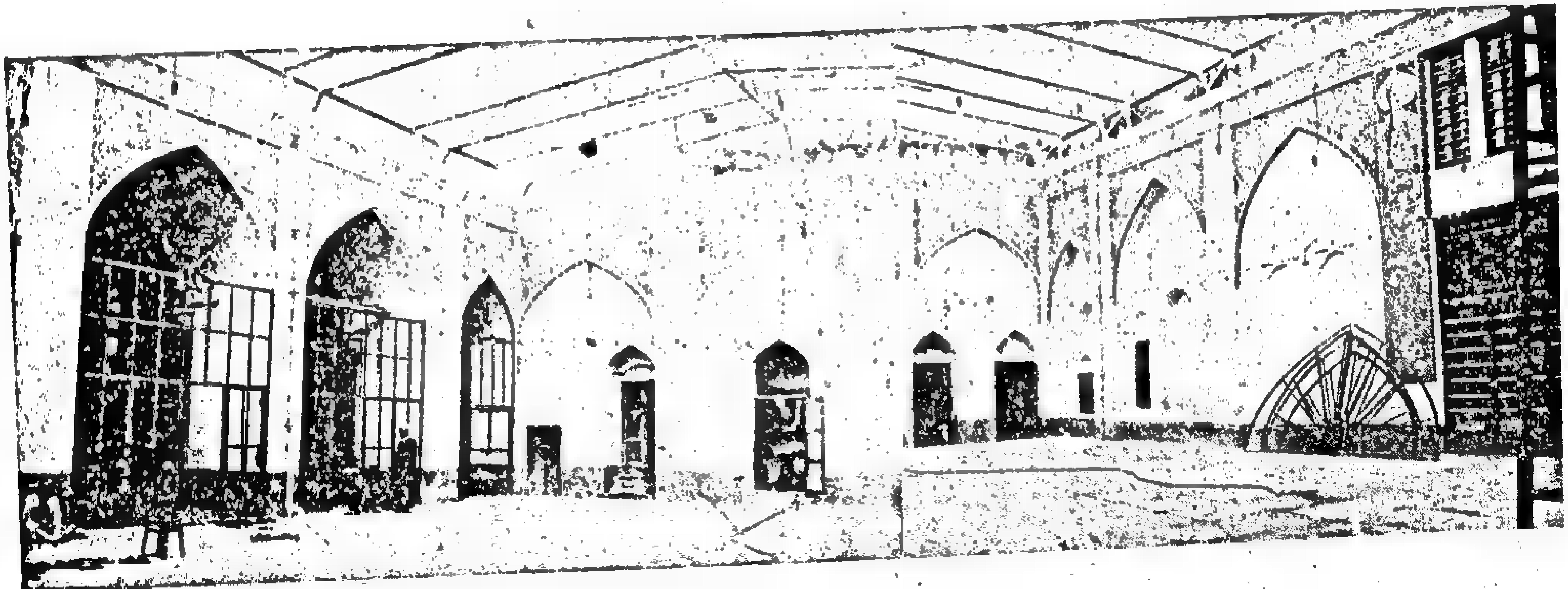


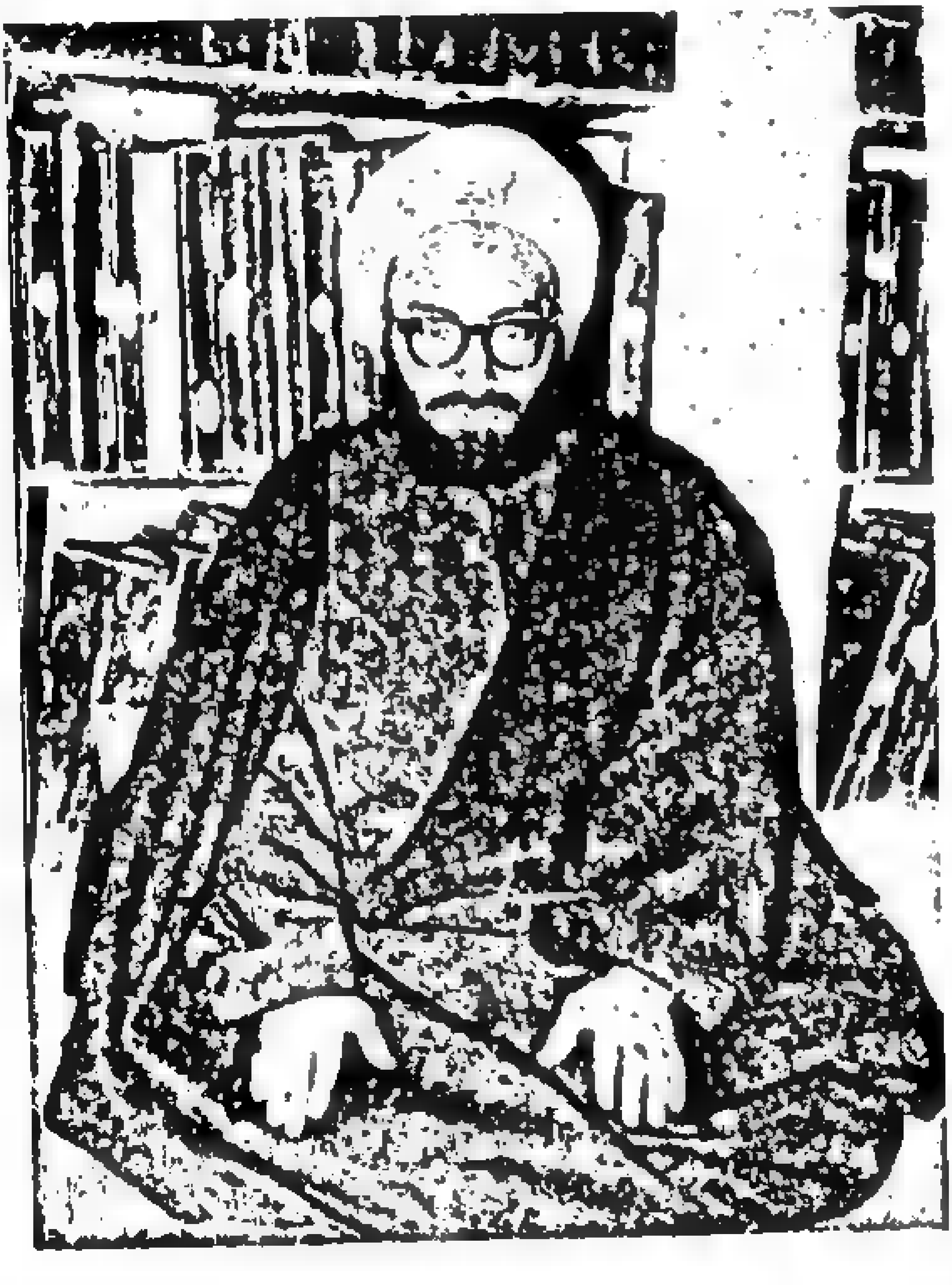
[illegible]



[illegible]

مسجد بندی کے ایک حصّہ کا منظر





حجۃ الاسلام آقای شیخ علی کاشف الغطا اپنے شریعت کدہ پر)



حجۃ الاسلام آقائی شیخ علی کاشف الغطا علامہ جزائری مدظلہ کے شریعت کدہ پر (نجف اشرف)

کتب خانہ بھی خصوصیات کا حامل ہے۔

کتب خانہ سید محمد حسن گیلانی :-

موصوف حجۃ الاسلام سید جواد تبریزی مدظلہ کے داماد اور عراق کے نامی گرامی اہل منبر ہیں ان کا کتب خانہ بھی کافی وسیع ہے۔

کتب خانہ آقائے سید آغا جزائری :-

علامہ سید نعمت اللہ جزائری کی اولاد سے ہیں اور میرے ابن عم ہیں ان کو کتابوں کی جمع آوری کا جو عشق ہے اس کی نظیر کم ملتی ہے بہت سی کتابیں جن کو یہ حاصل نہیں کر سکے ان کو اپنے قلم سے لکھ کر جمع کیا ہے جن میں سید جزائری علیہ الرحمہ کی شرح تہذیب (۱۳ جلدوں میں) شرح استبصار (۲ جلدوں میں) بھی شامل ہیں۔ شرح استبصار کی ایک جلد موصوف کے نسخہ سے میں بھی استنساخ کر کے اپنے ہمراہ لے آیا ہوں۔ یہ وہ قیمتی کتابیں ہیں جو زمانہ کی کجرفتاری کے باعث زیور طبع سے مزین نہیں ہوئیں اسی لئے شیخ انصاری رح نے اپنی کتاب رسائل میں شرح تہذیب کی عبارت کو عملی کے لفظ کے سہارے نقل فرمایا ہے۔ مذکورہ کتب خانوں کے علاوہ بکثرت شخصی کتب خانے ہیں جو نجف اشرف کے علماء و محصلین کے اعداد و شمار کے مطابق ہیں لہذا ان کا احاطہ کرنا یا ان کتب خانوں کے تفاصیل میں پڑنا بہت وقت چاہتا ہے۔

☆ ——— ☆ ——— ☆

نجف اشرف کے مدارس :۔

لفظ مدرسہ کے متعلق دو اصطلاحیں ہیں ایک عام، دوسرے خاص، عمومی اصطلاح میں مدرسہ درسگاہ کو کہتے ہیں لہذا اس معنی سے نجف کے مدارس وہاں کی مسجدیں ہیں کیونکہ وہاں دروس عموماً مساجد ہی میں ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر مساجد کے بیان میں آئیگا۔ دوسری اصطلاح مدرسہ، بورڈنگ یا دارالاقامہ کے ہم معنی ہے یہ مدارس ہر قوم و طائفے نے اپنی استعداد کے موافق بنوا دیئے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں :۔

مدرسہ سید کاظم یزدی رح :۔

مدرسہ آیۃ اللہ سید کاظم یزدی نے بنوایا ہے اور قدیم فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ رنگ برنگ کی کاشی اینٹوں سے بنے ہوئے اس مدرسہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جتنا زمین سے اوپر ہے اس کا دو تہائی زمین کے اندر روپوش ہے کیونکہ نجف میں گرمی قیامت کی پڑتی ہے لہذا طلبہ کو راحت و آرام پہنچانے کے لئے ہر مدرسہ میں سرداب (تہ خانہ) بنوانا پڑے۔ اس مدرسہ کا سب سے آخری سرداب انتہائی شدید گرمیوں میں اتنا ٹھنڈا ہوتا ہے کہ بغیر لحاف کے اس میں گزارا مشکل ہے۔

مدرسہ بروجردی رح :۔

یہ مدرسہ آقائے شیخ نصراللہ خلخالی دام ظلہ وکیل عام آقائے بروجردی

طالب ثراہ نے اپنی کدو کاوش سے تیار کیا ہے جس کا محل وقوع حرم اقدس کے بالکل روبرو ہے اپنے محل وقوع کے لحاظ سے اور استحکام و خوبصورتی کے اعتبار سے نجف کے بقیہ مدرسوں پر ممتاز ہے، بجلی کی روشنی، سردابوں میں سقفی پنکھے، ٹیلیفون، پانی کے نل، فوارہ، کشادہ صحن، اعلیٰ درجہ کا کتب خانہ غرضیکہ طلبہ کے آرام و آسائش کی سب ہی چیزیں مہیا ہیں۔

مدرسہ کلنتر:

نجف اشرف کی نئی آبادی میں کوفہ و نجف کے درمیان گزشتہ حکومت کے دور میں ایک انوکھا فوارہ نصب کیا گیا ہے جو برقی قوت سے ہفت رنگ پانی فضا میں اچھال کر قوس۔قزح کا منظر پیش کیا کرتا ہے۔ اس مصنوعی قوس قزح کے نزدیک ہمارے ایک صمیمی دوست آقائے سید محمد کلنتر شوشتری نے ایرانی[1] تاجر کی مدد سے ایک عالیشان مدرسے کی بنیاد ڈالی ہے۔ آقائے کلنتر ہی وہ باہمت و جواں سال عالم ہیں جنہوں نے اپنی کم عمری کے باوجود تین کارنمایاں کئے ہیں ایک نایاب و قیمتی کتابوں کی دوبارہ طباعت چنانچہ جامع السعادات، تذکرہ علامہ وغیرہ بہترین طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ مدرسے حضرت امیر علیہ السلام کے حرم میں سونے کے تین پھاٹک آپ ہی کی سعی و اہتمام سے نصب ہوئے ہیں۔ تیسرے مذکورہ شاندار مدرسہ جب میں عراق میں تھا تو یہ مدرسہ تیزی سے تعمیری مدارج طے کر رہا تھا اور اب تک طلبہ دین کی کثیر تعداد کو اپنی آغوش میں لے چکا ہو گا۔ للّٰہ درّہ

---

[1] آقائے محمد تقی اتفاق تہرانی۔

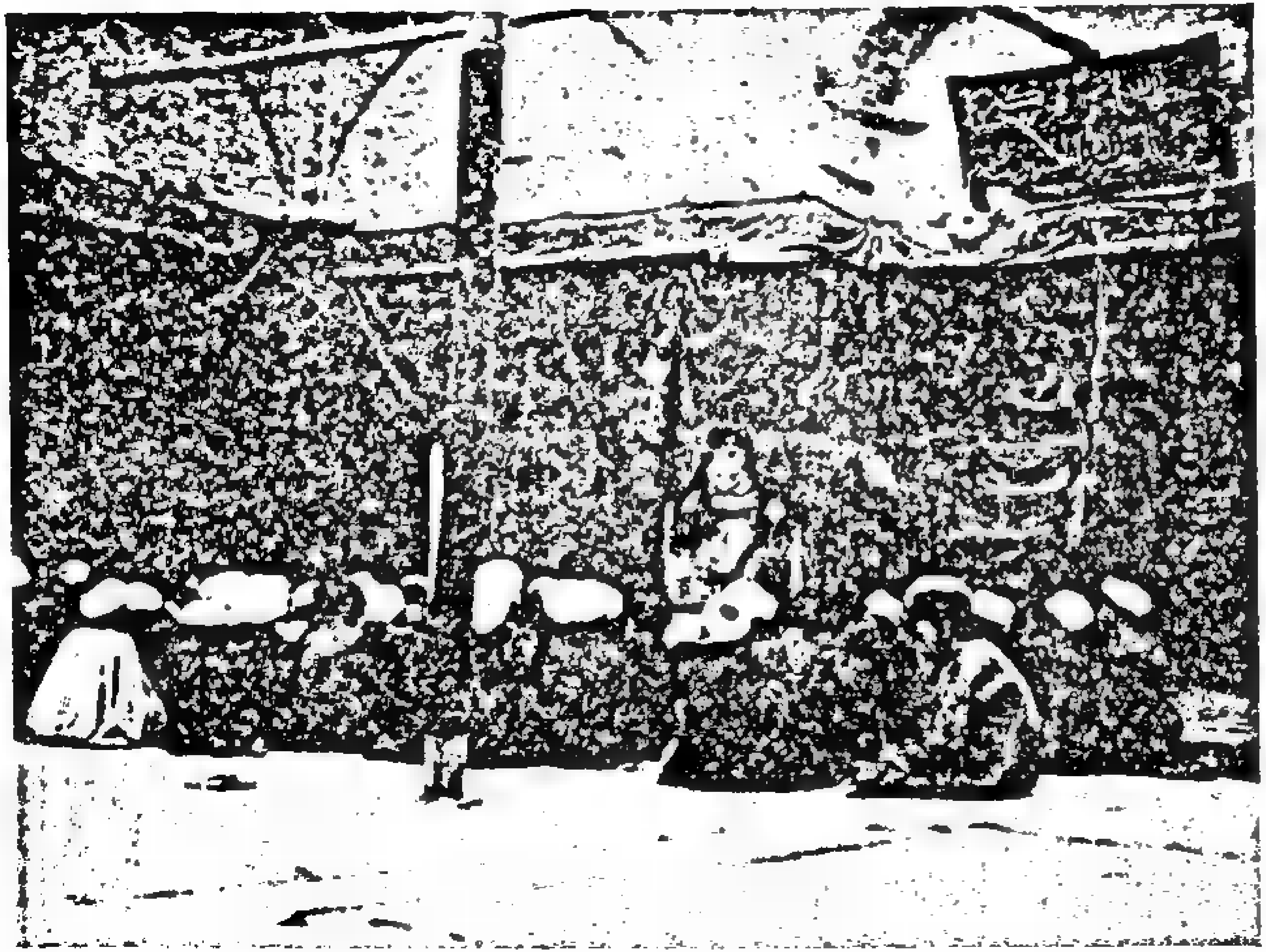
بائیہا و باریہا۔

مدرسہ ہندی :۔

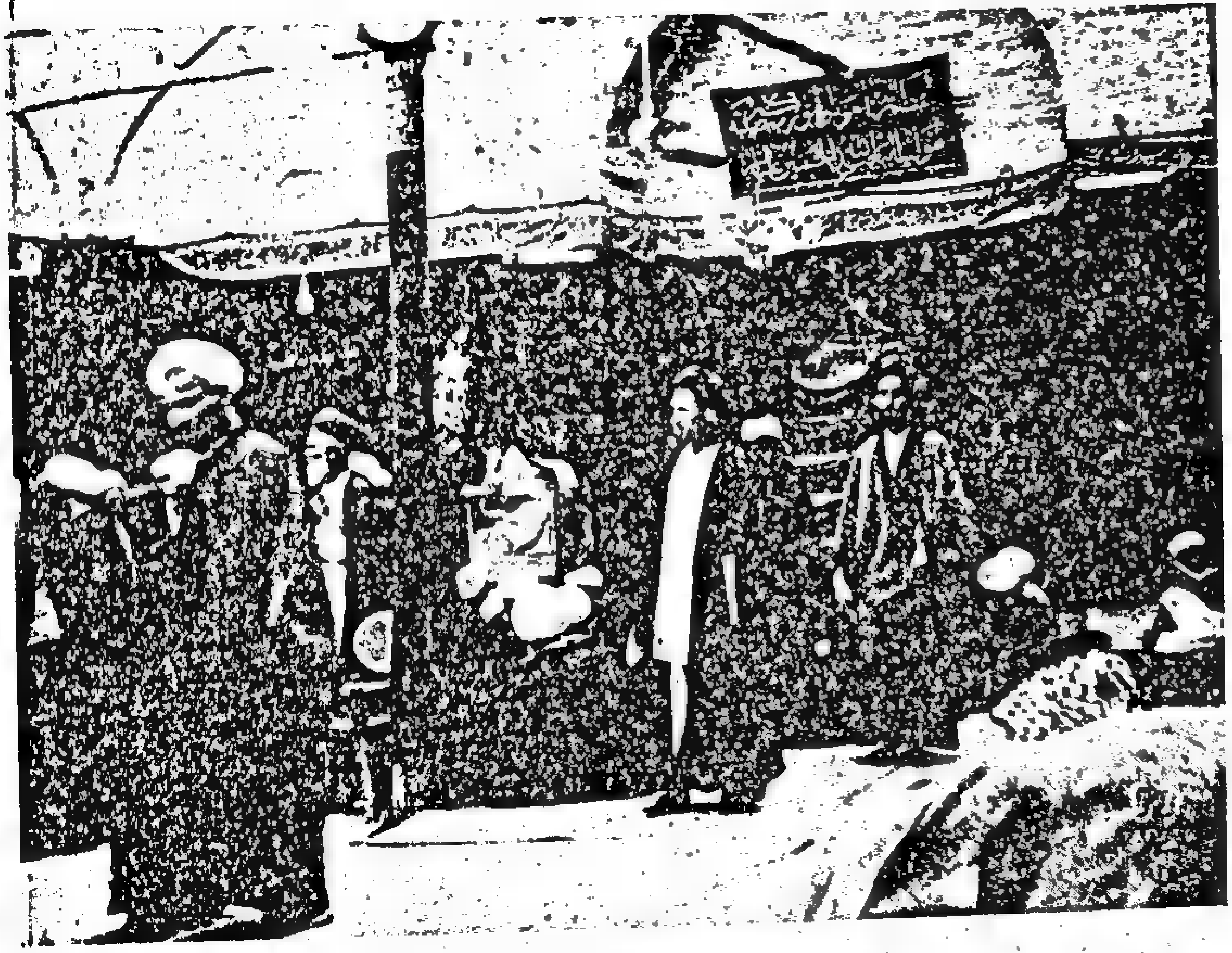
یہ مدرسہ نواب فتح علی خان صاحب مرحوم قزلباش کا بنوایا ہوا ہے۔ اور نجف اشرف میں مدرسہ ہندی و مدرسہ نواب کے نام سے مشہور ہے سُنا جاتا ہے کہ اس مدرسہ کے اوقاف بھی ہیں مگر یہاں کے رہنے والے طلبہ کو پانی و بجلی کا کرایہ خود ہی ادا کرنا پڑتا ہے میرے زمانے قیام میں جب بھی پانی کا ٹیکس چڑھ جاتا تھا تو نل کے ساتھ بجلی بھی کاٹ دی جاتی تھی اور ہفتوں شمع جلا کر کام چلتا تھا۔ ہندیوں کا لے دے کر یہی ایک مدرسہ ہے، دوسرے مدارس میں ہمیشہ طلبا کا ہجوم رہتا ہے کل ۳۰، ۴۰ مدرسے ہیں جو ۳، ۴ ہزار طلبہ کے لیئے ناکافی ہیں۔ ہندی طلبہ کے لیئے ایک اور مدرسہ کی ضرورت تھی مگر ایں خیال است و محال است ......

نجف اشرف کے مساجد :۔

نجف اشرف میں قدم قدم پر مسجدیں ہیں جن میں درس و بحث کی گرما گرمی رہا کرتی ہے ان مساجد میں تین مسجدیں تاریخی شان کی حامل ہیں ایک " مسجد طوسی " اس مسجد میں شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ کی قبر مطہر ہے یہ پہلے کافی وسیع تھی مگر اب اس کا کچھ حصّہ سڑک میں آگیا ہے۔ یہ مسجد حرم امیرالمومنین کے بالکل نزدیک ہے آیۃ اللہ سید کاظم یزدی اسی



درس خارج "نجف اشرف" کے دو یادگار منظر....
مسجد ہندی میں آیۃ اللہ آقای سید حسین حمامی
اعلی اللہ مقامہ (بالائے منبر) مدرسہ اجتہاد کے
افاضل کو درس دے رہے ہیں...... اس درس
میں "علامہ جزائری" بھی شریک ہیں (دائیں طرف
سے چوتھے)



درس برخاست ہونے کے بعد کا منظر
"علامہ جزائری" داہنی طرف سے پہلے

مسجد میں درس خارج فرمایا کرتے تھے۔ دوسرے "مسجد ترک" جیسا کہ اس کے کتبہ سے ظاہر ہے اس کی تاسیس شیخ مرتضیٰ انصاری رہ نے کی ہے، حرم سے تھوڑے فاصلہ پر محلہ حویش میں واقع ہے آجکل اس میں آیۃ اللہ عبد الہادی شیرازی و آیۃ اللہ سید محمود شاہرودی درس دیتے ہیں۔ تیسرے "مسجد ہندی" نجف کی تاریخ میں اس مسجد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس ہندی تاجر نے اس کو تعمیر کیا ہے وہ ہانگ کانگ میں تجارت کرتے تھے مسجد کی تاسیس کے وقت انہوں نے کہا کہ میں نے نذر کی ہے کہ اس کی نیو ایسے متبرک شخص کے ہاتھوں پڑے گی جس کی نماز شب کبھی قضا نہ ہوئی ہو یہ وہ معیار تھا جس پر بڑے بڑے مقدسین وقت پورے نہ اتر سکے بالآخر خود انہوں نے اس کی خشت اوّل رکھی یہی وجہ ہے کہ نجف اشرف کی اس درسگاہ کو وہ شرف حاصل ہوا جو دوسری درسگاہوں کو نہیں ملا۔ لاتعداد مجتہدین عظام اس مسجد کی برکت سے دولت علم سے مالا مال ہو کر دنیا میں پھیل گئے۔ شب و روز میں شاید ہی کوئی ایسا وقت ہو جس میں اس مسجد میں عبادت نہ بجا لائی جاتی ہو۔ آقائے ابوالحسن اصفہانی اعلی اللہ مقامہٗ بھی اسی مسجد میں درس خارج دیا کرتے تھے پہلے یہ مسجد اپنی وسعت کے لحاظ سے ناکافی تھی اب آقائے سید محسن حکیم مدظلہ نے اس کی مزید توسیع کی ہے اور اس کے ایک گوشہ میں ایک مکتبہ بھی بنایا ہے۔ موصوف اس میں نماز بھی پڑھاتے ہیں۔

نجف اشرف کے طلباء

سہ پہر کو اگر صحن امیر المومنین میں جائیے تو صحن کی گنجائش سیاہ و سفید عماموں

والے نوعمر و سن رسیدہ طلبا سے پڑھے گی کوئی عربی میں بول رہا ہے تو کوئی فارسی میں بات کر رہا ہے کہیں ترکی ہے تو کہیں ہندی سب سے زائد تعداد عرب و عجم طلبا کی ہے اس کے بعد اہل تبت و افغانستان، اور شاید ہمارے لئے لائق افسوس ہو یہ امر کہ سب سے کم انگلیوں پر گننے کے قابل ہندیوں کی تعداد ہے۔ یہ لق و دق برعظیم ہند و پاکستان اور اس میں یہ دس بیس نفوس یہ بھی نہ معلوم کیوں فاقے کرنے کے لئے اس وادی غربت میں آنکلے ہیں وہ ایران ہے جو اپنے ہزاروں طالبان علم دین کی کفالت کر رہا ہے ہر طالب علم اپنی جگہ پر خوش و خرم ہے اور یہ ہم ہیں کہ جو ان چند نفوس کی بھی خبر نہیں لیتے۔ جن میں سے اگر ایک بھی کام کا نکل آئے تو اس کے مقابلہ میں لاکھوں کی دولت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ مشاعروں کے لئے روپیہ ہے، ناچ رنگ کی محفلوں کے لئے پیسہ ہے تفریحی کلب سیر و سیاحت سینما، دعوتوں اور دیگر بیہودہ رسوم کے لئے بڑے بڑے اہتمام سے عالیشان تیاریاں ہیں مگر —— اصلاحی امور کی طرف سے غضب کی چشم پوشی ہے۔ آج خوجوں کی جماعت کتنی منظم ہے، بوہرے کتنے با اصول ہیں دنیا کی ہر قوم و ملت ایک حساب سے زندگی کی راہ طے کر رہی ہے لیکن —— ایک ہم ہیں جن کی کوئی کل سیدھی نہیں بے قاعدگی و بے سر و سامانی ہمارا حسن امتیازی بن کر رہ گئی ہے۔ نہ کوئی اما مباڑہ گت کا ہے نہ کوئی مدرسہ ہر قومی ادارہ قوم کی بے اتفاقیوں کا رونا رو رہا ہے۔ اگر کوئی دل جلا یہ کہہ بیٹھے، تو حق بجانب ہوگا کہ تم جب اپنے داخلی امور ٹھیک نہ کر سکے جب وہاں خاک اڑ رہی ہے تو بیرونی ممالک عراق و ایران وغیرہ میں اپنی حیثیت کیا درست کرو گے؟ اگر کربلا میں ہر قوم کی رہائش کے لئے

عالیشان مسافر خانے موجود ہوں اور تمہارے لئے ایک شب کو قدم ٹکانے کی جگہ نہ ملے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ــــــ اگر نجف میں ہر قوم و ملت کے نمائندے "فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ منھم لیتفقھوا فی الدین" ــــــ ہر قوم سے ایک گروہ علم دین حاصل کرنے کے لئے کیوں نہیں نکلتا ــــــ پر عمل کرتے ہوئے جوق در جوق آئیں اور علم و عرفان کے اس ابلتے چشمہ سے فیضیاب ہو کر ابر کرم کی طرح اپنی اپنی قوموں پر جا کر برسیں ــــــ اور تمہارے یہاں یونہی خاک اڑتی رہے اسی طرح قحط نمایاں ہو، بے دینی و دہریت کی مسموم ہوائیں چل کر نونہالان ملت کے قلب ایمان کو جھلسا کر خاک سیاہ کر دیں تو ــــــ کوئی عجب کی جا نہیں ہے لہذا ــــــ تمہارے طلاب کو اس مرکز علم میں سب سے کم اور پریشان حال ہونا ہی چاہیے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اوّل تو تم کو ان نورانی بارگاہوں سے ہی کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے نہ معلوم کتنے حسینؑ و علیؑ کا نام لینے والے امکان کے باوجود انھیں حسینؑ و علیؑ کے مقدس آستانوں پر آتے کسمساتے ہیں، گھر کے انتظامات سے فرصت نہیں ملتی، مقدمات کی پیروی کرتے کرتے عمر صرف ہو جاتی ہے۔ نوکری و تجارت کی مشغولیت حارج ہوتی ہے ــــــ اور اگر اتفاق سے بھولے بھٹکے کہیں آ بھی نکلے تو اس طرح کہ مغربیت میں رنگے ہوئے، اصالت کو بھولے ہوئے۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے کہیں صحن میں کھڑے ہو کر، کہیں رواق میں گردش کر کے تفریحی نظر سے عمارت کے نقش و نگار کو دیکھا اور اس کے بعد اپنے ہم صفت لوگوں کو کچھ دے دلا کر چلے گئے۔ کم ہوتے ہیں ایسے پر خلوص زوار جو روح زیارت کو

پیش نظر رکھتے ہوئے زیارت کرتے ہیں - ورنہ عام طور سے ہم جو نجف زیارت کرنے جاتے ہیں تو "السلام علیک یا امیرالمومنین" پر اکتفا کر لیتے ہیں لیکن اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ یہاں ہماری قوم کے کتنے افراد پریشان حال ہیں - نہ اس کی پرواہ کہ اس دیار غیر میں ہماری کتنی بیوائیں شوق مجاورت کی وجہ سے فقر و فاقہ کی شکار ہو رہی ہیں - ان طلباء و علماء میں کوئی ہمارا بھی ہے یا نہیں - اگر ہے تو پریشان حال ہے یا خوش حال، زندہ ہے کہ مردہ ..... سچ بتلاؤ کہ ...... شاہ یتیماں —— امیر فقرا —— حضرت علی بن ابی طالب تمہاری اس زیارت سے خوش ہوں گے —— ؟

خدارا صبح قیامت نکلنے سے پہلے از خود چونک جاؤ! نقصان مایہ کی خاطر نہ سہی شماتت ہمسایہ ہی کے خیال سے اٹھ بیٹھو، یہی خیال کرو کہ دوسری قومیں تم پر خندہ زن ہیں ——

وا بکن از خواب نوشیں چشم کی　　　خفتہ بسیار سے نشیں اندکی

اس وقت کربلائے معلی میں غریب زوار و مجاورین کے لیے ایک عظیم الشان رہائش گاہ* کی فوری و شدید ضرورت ہے۔ اسی طرح نجف اشرف میں بقائے مذہب و تحفظ ملت کی خاطر تحصیل علم کرنے والوں کے لیے انتظام قیام و طعام کی شدید اور جلد ضرورت ہے۔ مجھ کو معلوم ہے کہ تم میری اس آواز پر کان تک نہ دھرو گے۔ لیکن —— اتنا یاد رکھو کہ جاں شکن شدائد، فاقے اور سردی کے حملے ان بیچاروں کو رفتہ رفتہ اس دنیا سے گزا ہی دینگے۔ کہ جس کے بدلہ میں ان کو نعیم خلد میں بہترین جگہ ملے گی۔ مگر وہ ان شدائد کا بار تمہاری گردنوں پر چھوڑ جائیں گے جیسے —— تم نے ان کو ہلاک کیا ہو۔

* سنا ہے کہ راجہ صاحب محمود آباد کی کوشش سے کربلا میں ایک مسافر خانہ بنایا جا رہا ہے۔

نجف اشرف کے جزائری علمائے کرام

ہماری اس کتاب میں بڑی کمی رہ جائے گی اگر نجف و کربلا کے حالات کے ضمن میں یہاں کے مجاور علمائے جزائری کا ذکر نہ کیا جائے۔ جو جد امجد محدث سید نعمت اللہ جزائری شوشتریؒ کی اولاد ہیں۔

سید نعمت اللہ جزائری (١٠٥٠ھ-١١١٢ھ) جزائر (عراق عرب) میں پیدا ہوئے۔ بصرہ و سوق الشیوخ کے پاس عراقی سرحد کا وہ علاقہ جہاں دجلہ و فرات نے ڈیلٹا بنایا ہے "جزائر" کہلاتا ہے۔ سید نعمت اللہؒ اسی جزائر سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بچپن ہی میں علامہ مجلسیؒ کے زمانہ میں "جزائر" سے ایران (شیراز) آگئے۔ اور وہیں مدارج علم طے کئے۔ اور بڑھتے بڑھتے اس اوج کمال پر پہنچے کہ ملا محمد باقر مجلسیؒ نے اپنی بے مثل و بے نظیر کتاب "بحار الانوار" کی تالیف میں آپ سے کافی مدد لی۔ چنانچہ امل الآمل، مستدرک الوسائل، کنیٰ والالقاب، ذریعہ وغیرہ میں ہے کہ:-

قد استعان به المجلسی علی تالیف	علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے اپنی عظیم کتاب
موسوعته الکبریٰ (بحار الانوار)	(بحار الانوار) کی تالیف میں نعمت اللہ
وکان المجلسی یخصه بمزید العنایۃ	جزائری سے مدد لی اور وہ ان کو خاص
والعطف والتکریم ویرفع منزلته	لطف و عنایت و احترام کی نظر سے
لااقرانه ومعاشریه رمقدمۃ	دیکھتے تھے۔ اور ان کے اقران پر

زہرالربیع ۔ نجف)   فوقیت دیتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ علامہ مجلسیؒ کی وفات کے بعد سید نعمت اللہؒ آفتاب بن کر چمکنے لگے۔ اور متفقہ طور سے ان کے جانشین مان لیے گئے کچھ عرصہ کے بعد شوشتر ایران کا پایۂ تخت بنا دیا گیا۔ جہاں آپ آخر وقت تک مقیم رہے۔ اپنے بعد آپ نے دو یادگاریں چھوڑیں ایک آپ کے کثیر تالیفات جن میں قصص الانبیاء، انوار نعمانیہ، شرح صحیفۂ سجادیہ، شرح تہذیب (۱۲ جلد) شرح استبصار، کو خاص مقام حاصل ہے۔ دوسرے آپ کی اولاد جن میں اکثر آسمان علم وکمال کے درخشاں ستارے ہیں۔ صرف نجف اشرف میں دو سو کے قریب سادات جزائری موجود ہیں جو اپنے زہد و اتقا، صحیح شجرۂ نسب اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے انتہائی قربت کی وجہ سے احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض اسامی حسب ذیل ہیں:۔

حجۃ الاسلام آقائے سید محمد جعفر مروج جزائری، حجۃ الاسلام آقائے سید آغا جزائری، حجۃ الاسلام آقائی سید محمد حسین جزائری ناشر الاسلام حجۃ الاسلام آقائی سید مصطفےٰ امام جزائری، حجۃ الاسلام آقائے سید نورالدین جزائری، کربلا (صاحب خصائص زینبیہ) علامہ اوحد مولینا سید محمد جزائری۔ مقیم حال اہواز (ایران)



نجف اشرف کے علماء وسادات جزائری (بائیں طرف سے) ۱- علامہ جزائری
۲- آقای سید جعفر آل طیب ۳- آقای سید محمد حسین آل طیب ۴- آقای سید محمد جعفر
مروج ۵- آقای نجفی ۶- آقای سید محمد جزائری۔



"مرکزِ ایمان" شوشتر" کے علمائے جزائری کے ایک اجتماع کا منظر۔ درمیان میں
علامہ جزائری و حجۃ الاسلام سیّد محمد حسن آل طیب کھڑے ہیں

باب زیارات

فہرست

فضائلِ زیارت حضرت سید الشہداء علیہ السّلام

امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض اللہ کے لیے جو عدیم النظیر قربانی دی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ آپ کی زیارت بے نظیر ثواب اور لاجواب اجرِ اخروی کا سبب بنے۔ یہی وجہ ہے کہ خبر معتبر میں وارد ہوا ہے کہ خداوند کریم نے حضرت سید الشہدا کو آپ کی شہادتِ عظمٰی کے بدلہ میں دُنیا میں تین ۳ چیزیں کرامت فرمائی ہیں۔ (۱) آپؑ کے تحت قبہ اجابت دُعا۔ (۲) آپؑ کی تربت میں شفا۔ (۳) آپؑ کی ذریت میں امامت۔ اب ہم ذیل میں تبرکاً چند احادیث درج کرتے ہیں جن سے زیارت امام مظلومؑ کی بےنظیر رفعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ سب کا احاطہ کہاں ممکن ہے۔

(۱) امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر تم میں سے کوئی شخص تمام عمر حج بجا لائے اور حسینؑ کی زیارت کو نہ جائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق میں سے ایک ایسے حق کا تارک ہوگا جو اللہ کی طرف سے ہر مسلمان پر فریضہ واجبہ ہے۔

(۲) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں کو زیارتِ قبرِ حسینؑ کا حکم دو کیونکہ اُن کی زیارت ہر اس شخص پر فرض ہے جو امام حسینؑ کو منجانب اللہ امام مانتا ہے۔

(۳) امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ غنی کا یہ حق ہے کہ وہ آپؑ کی زیارت سال میں دو دفعہ کرے۔ اور فقیر سال میں ایک دفعہ۔ اور جو لوگ قرب و جوار کے رہنے والے

ہیں، وُہ ہر ماہ زیارت کریں۔ جن کا گھر بہت دُور ہے، وہ ہر تیسرے سال آیا کریں
چار سال سے زائد زیارت کا ترک کرنا سزاوار نہیں ہے۔

(۴) امام رضا علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جو شخص آپؑ کے شوق میں زیارت بجا لائے تو اس کا شمار عباد مکرمین میں ہو گا۔ اور قیامت کے روز امام حسینؑ کے لواء (علم) کے پھریرے کے سایہ میں ہو گا (سبحان اللہ) اور جو محض اللہ کے لیے آپؑ کی زیارت کرے، تو اللہ اس کو گناہوں سے یوں نکال لے گا جیسے اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہو۔ اور ملائکہ سفر میں اس کی مشایعت کریں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جبرائیل و میکائیل و اسرافیل ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آئے۔

(۵) صادق آلِ محمدؐ فرماتے ہیں جب قیامت کا روز ہو گا تو ایک منادی ندا کرے گا "این زوار الحسینؑ" حسینؑ کے زوّار کہاں ہیں؟ یہ آواز سُن کر اژدحام کثیر آ کھڑا ہو گا جن کی تعداد کا احصا صرف اللہ کر سکے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم نے حسینؑ کی زیارت کس لیے کی تھی؟ وُہ کہیں گے کہ صرف محمد و علی و فاطمہ (علیہم الصّلوٰۃ والسلام) کی محبّت میں۔ آواز آئے گی ھذا محمد و علی و فاطمہ والحسن والحسین فالحقوا بہم فانتم معہم فی درجتہم۔ (یہ ہیں) محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین۔ ان سے ملحق ہو جاؤ کیونکہ تم کو انہی کے درجہ میں رہنا ہے۔ لہذا تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لواء کے نیچے چلے جاؤ، پس وُہ لوگ سب کے سب اس کے سایہ میں چلے جائیں گے۔ یہ لواء حضرت علیؑ اٹھائے ہوئے جنت کی طرف چلیں گے۔ زوّار قبر حسینؑ ان کے آگے، داہنے

ذریت پیچھے پیچھے جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔

(۶) امام صادق علیہ السلام نے عبداللہ بن نجار سے فرمایا کہ تم لوگ زیارتِ حسینؑ کے لیے جہاز پر سوار ہوتے ہو؟ عبداللہ کہتے ہیں میں نے عرض کی جی ہاں! فرمایا جب تم سوار ہوتے ہو تو ایک منادی ندا کرتا ہے طبتم وطابت لکم الجنتہ۔ تم پاک ہو گئے جنّت تم کو مبارک ہو، شائد اسی مفہوم کو ذہن میں رکھ کر شاعر نے کہا ہے ؎

زائرانِ روضہ ات را بر در خلد برین
می دہند آواز طبتم فادخلوھا خالدین

(۷) حدیث میں ہے کہ زوّارِ قبرِ حسین علیہ السّلام سے روزِ قیامت کہا جائے گا کہ اپنے دوستوں کا ہاتھ پکڑ کر جنّت میں لے جاؤ۔ پس زائر اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں گے۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ اس کو پکاریں گے کہ اے فلاں تم مجھ کو نہیں پہچانتے۔ میں نے فلاں روز تمہارا فلاں کام کیا تھا تو وہ اس کو بھی جنت میں لے جائے گا۔ اور کوئی اُسے منع نہ کرے گا۔

(۸) معصومؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام حسین علیہ السّلام کی پیادہ زیارت کرے۔ اس کو ہر قدم پر اولاد حضرت اسماعیلؑ میں سے ایک بندہ آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۹) امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اگر میں زمین کربلا اور اس کی زیارت کی فضیلت کو پورے طور سے بیان کر دوں، تو تم لوگ حج کو چھوڑ دو گے۔ بس اتنا جان لو کہ اللہ نے کربلا کو مکہ سے بھی پہلے حرمِ امن و جائے مبارک بنایا ہے۔

(۱۰) امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السّلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں کھیل رہے تھے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا کہ آپ اس بچہ کو بہت چاہتے ہیں! آنحضرتؐ نے فرمایا کیف لا احبہ ولا اعجب بہ وھو ثمرۃ فوادی وقرۃ عینی۔ (کیونکر نہ چاہوں یہ تو میرے دل کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) لیکن اس کے باوجود میری اُمت اس کو عنقریب قتل کرے گی۔ اور جو شخص اس کی زیارت کرے گا اس کے نامۂ اعمال میں میری حجوں میں سے ایک حج لکھ دی جائے گی۔ یہ سُنکر بی بی عائشہ نے تعجّب کا اظہار کیا اور کہا، آپؐ کی حجوں میں سے ایک حج! فرمایا، ہاں! دو حجیں عائشہ نے کہا دو حجیں! فرمایا ہاں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ تعجّب کرتی چلی گئیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑھاتے گئے یہاں تک کہ نوّے (۹۰) حجوّں تک نوبت پہنچ گئی۔ حجیں بھی وُہ جو رسولؐ اللہ کے ساتھ مع ان کے عمروں کے بجالائی گئی ہوں۔ (یہاں پر حج سے مُراد مستحبّی حج ہے)

(۱۱) معاویہ بن وہب سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام جعفر صادق علیہ السّلام کے درِ دولت پر حاضر ہؤا اور اذنِ دخول طلب کیا۔ اجازت ملنے پر اندر داخل ہؤا دیکھا کہ حضرت اپنے مصلّے پر بیٹھے ہیں۔ مَیں بھی بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ آپؑ نماز سے فارغ ہوئے اور یُوں بارگاہِ احدیت میں مُناجات کرنے لگے ــــــ "پالنے والے! مجھ کو اور میرے برادرانِ ایمانی کو بخش دے۔ اور زوّارِ قبرِ حسینؑ کی مغفرت فرما جنہوں نے اس راہ میں اپنے اموال کو صرف کیا ہے اور اپنے ابدان کو تھکایا ہے.....

اِن کی دن ورات حفاظت فرما۔ اور ان کی اولاد و متعلقین کی نگرانی کر۔ اور ان کو ہر ظالم و جابر سے محفوظ رکھ۔ اور ان کی شیاطین جن وانس سے حفاظت فرما۔ اور ان کی بہترین تمنّاؤں مرادوں کو برلا ـــ بارالہا! جب وُہ زیارت کو چلے تو ہمارے دُشمنوں نے ان کا مذاق اڑایا۔ لیکن وہ اس عزمِ زیارت سے باز نہ آئے۔ لہٰذا رحمت نازل کر اُن چہروں پر جن کو راستہ کی دھوپ نے کملادیا ہے رحمت نازل کر اُن رُخساروں پر جو قبرِ ابو عبداللہ الحسینؑ پر اُلٹ پلٹ ہوتے ہیں۔ رحمت نازل کر اُن آنکھوں پر جن سے ہماری محبت میں آنسو نکلتے ہیں۔ رحمت نازل کر اُن دلوں پر جو ہمارے غم میں تپاں ہیں۔ رحمت نازل کر اُن آوازوں پر جو ہمارے لیے گریہ وُزاری میں بلند ہوتی ہیں" ـــ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ "پالنے والے! مَیں ان کی جانوں اور جسموں کو تیرے سپرد کرتا ہوں یہاں تک کہ تو ان کو حوضِ کوثر پر سیراب کرے۔ اس روز جس روز سب سے زیادہ پیاس کا غلبہ ہوگا"۔۔۔ معاویہ کہتے ہیں حضرت بحالتِ سجدہ عرصہ تک یہی دُعا کرتے رہے۔ جب آپ نے سجدہ سے سَر اُٹھایا مَیں نے عرض کی مولا! آپ کی یہ دُعا سُنکر تو وُہ شخص بھی آتشِ جہنّم سے مطمئن ہو جائے گا جس کو اللہ کی معرفت نہیں ہے۔ اب تو مَیں یہ تمنّا کرتا ہوں کہ کاش کہ میں نے حج کے بدلہ زیارت کی ہوتی[1]۔ امامؑ نے فرمایا! اے معاویہ تمہیں کیا معلوم، زوارِ قبرِ حسینؑ کے لیے آسمان پر دُعا کرنے والے زمین پر دُعا کرنیوالوں سے زیادہ ہیں۔

۱؎ یہاں پر حج سے مراد مستحبی ہے۔ ورنہ فریضۂ حج زیارت کر لینے سے ساقط نہیں ہو سکتا ۱۲ (جناب کی عفی عنہ)

(۱۲) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام یمین عرش سے اپنے لشکر کی جگہ کو اور اپنے زوّار کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان کے اور ان کے باپوں کے ناموں کو جانتے ہیں۔ اور ان کے درجات سے واقف ہیں۔ آپؑ ان کے لیے طلبِ مغفرت فرماتے ہیں۔ اور اپنے والدؑ و ناناؐ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی ان کے لیے طلب مغفرت کریں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر زائرِ قبرِ حسینؑ کو معلوم ہو جائے کہ اس کا اجر کتنا ہے تو وُہ اپنے غم کو بھول جائے۔

(۱۳) و نیز آپؑ سے روایت ہے کہ روزِ عاشورہ چار ہزار فرشتے امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے نازل ہوئے، مگر آپؑ نے ان کو اجازت نہ دی۔ پھر وُہ اُس وقت آئے جب آپؑ کی شہادت ہو گئی۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک وُہ سب کے سب آپؑ کی قبر پر مُو پریشان خاک بسر سوگوار ہیں۔ اور ان کا کام یہ ہے کہ جو زائر آتے ہیں یہ ان کا استقبال کرتے ہیں جب وُہ واپس جاتے ہیں تو ان کو پہنچانے جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی مریض ہو جائے، تو اس کی عیادت کرتے ہیں۔ اگر مر جاتا ہے تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (وسائل شیعہ نفس المہموم وغیرہ)

یہ چند حدیثیں فضیلت زیارت حضرت سیدالشہداء علیہ آلاف التحیّۃ والثناء میں تیمناً و تبرکاً حوالہ قلم کر دیں ——— ورنہ

سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے

احادیث کے بعد بعض رُوح پرور و عرفان آور واقعات بھی درج کیے

جاتے ہیں تاکہ چشمِ بصیرت کے لیے توتیائے معرفت ثابت ہوں۔

مرقدِ انور سے صبح کے وقت سیب کی خوشبو کا راز

روضۃ الشہداء وغیرہ میں ہے کہ ـــــ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اصحاب میں ایک خوش رو خوش خو نوجوان صحابی تھے جن کا نام تھا "دحیہ کلبی"۔ حضرت کو بھی ان سے بہت انس تھا۔ یہ اکثر سفرِ تجارت پر رہا کرتے تھے۔ وہاں سے جب بھی واپس آتے اپنے ساتھ سوغات ضرور لاتے جو بالعموم میووں کی شکل میں ہوا کرتی تھی۔ یہ میوے رسول اللہؐ کی خدمت میں پہنچ کر حسنین علیہما السّلام کی نذر کر دیتے تھے۔

حسنینؑ بھی ان سے بہت ہل گئے تھے۔ وہ جب بھی ان کو دیکھتے آ کر گود میں بیٹھ جاتے۔ جیب آستین میں ہاتھ ڈال کر میووں کو تلاش کرتے تھے۔

جبرائیل امین کو نہ معلوم دحیہ کلبی کی کیا ادا بھائی تھی کہ وہ جب بھی ظاہری شکل وصورت میں نبیؐ کے پاس آتے، تو انہی کی صورت میں آتے تھے۔

ایک دفعہ جبرائیل امینؑ حسب عادت دحیہ کلبی کی شکل میں پیغمبرِ خداؐ کے ساتھ مسجد کے دروازہ پر تشریف فرما تھے کہ حسن و حسینؑ تشریف لائے اور دحیہ (جو فی الحقیقت جبرئیل امینؑ تھے) کی گود میں بیٹھ گئے۔ اور ان کی جیب و آستین میں ہاتھ ڈال دیا۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ بچوں کو الگ کر دیں، جبرائیل امینؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ رہنے دیجئے۔

کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ میں ان کے گھر گیا تو دیکھا کہ فاطمہ زہراؑ نماز

تہجد پڑھ کر سو گئی ہیں اور یہ گہوارہ میں رو رہے ہیں تو میں ان کی گہوارہ جنبانی کرتا ہوں اور یہ لوری پڑھتا ہوں ؎

ان فی الجنۃ نہرا من لبن — لعلیؑ وحسینؑ وحسنؑ

کل من کان محبا لھم — ید خل الجنۃ من غیر فتن!

کبھی ایسا ہوا کہ فاطمہؑ چکی پیستے پیستے تھک کر سو گئیں، تو وہ چکی میں چلانے لگا۔ لہذا اگر یہ بچے اپنا جھولا جھلانے والے اور چکی پیسنے والے کے پاس آکر بے تکلف ہو جائیں، تو جائے تعجب نہیں ہے۔ مگر میں اس پر متعجب ہو رہا ہوں کہ یہ میری جیب و آستین میں کیا تلاش کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ دحیہ کلبی جن کی تم صورت میں ہو، ان کے لیے میوے لایا کرتے تھے۔ جبرائیلؑ نے یہ سُنکر اپنا ہاتھ آسمان کی جانب دراز کیا اور اس میں میوہ ہائے جنت آگئے۔ یہ ایک دانہ انار، ایک بہی، ایک سیب تھا۔ جبرئیلؑ نے یہ پھل بچوں کو دے دیئے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا، اسے گھر لے جاؤ اور مل کر کھاؤ۔ مگر ہر ایک میں سے کچھ کھانا، کچھ باقی رہنے دینا۔ چنانچہ حسنین و علی و زہرا علیہم السلام نے آدھے آدھے پھل کھائے۔ دوسرے روز باقی کو دیکھا کہ پھر ہر ایک مکمل پھل ہو گیا ہے یہاں تک کہ جب حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو انار غائب ہو گیا۔ جب حضرت امیرؑ کی شہادت ہوئی، تو بہی بھی چلی گئی۔ سیب امام حسین علیہ السلام کے پاس رہا یہاں تک کہ واقعہ کربلا ہوا — — — — — — — تب وہ سیب بھی غائب ہو گیا۔ لیکن اس کی خوشبو آج تک باقی ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ جو شخص ایامِ مخصوصہ میں میرے پدر حسینؑ کی زیارت (فجر کے وقت) کرے، تو وہ اس سیب کی خوشبو سونگھ سکتا ہے جو مشک و عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے۔ (روضۃ الشہداء)

شبِ جمعہ زیارتِ حسینؑ کرنیکی فضیلت

بحار الانوار وغیرہ میں سلیمان اعمش سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ شہرِ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا۔ ایک شب جمعہ کو مَیں نے اس سے پوچھا۔ کہ زیارتِ حسینؑ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کہنے لگا بدعت و ضلالت ہے اور ہر بدعت کا کرنے والا جہنمی ہے۔ اعمش کہتے ہیں یہ سُنکر مجھ کو غصّہ آ گیا اور اس کے پاس سے اُٹھ کر اپنی جگہ پر چلا آیا رات کو مَیں نے سوچا کہ کل دوبارہ اس کے پاس جا کر فضائلِ علیؑ بیان کروں گا تاکہ اس کا دل جلے چنانچہ صبح کے وقت میں پھر اس کے گھر آیا، اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ معلوم ہوا کہ وہ گھر پر نہیں ہے۔ پوچھا کہاں گیا ہے؟ جواب ملا کہ وہ تو کربلا گیا ہے۔ یہ سُنکر مجھ کو بڑا اچھنبا ہوا اور میں بھی فوراً کربلا روانہ ہو گیا۔ جب حرم میں پہنچا، تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص رکوع و سجود میں مشغول ہے، اور کسی طرح سَر نہیں اٹھاتا۔ مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ ابھی کل تم ہی تو تھے جو کہتے تھے کہ زیارتِ حسینؑ بدعت و ضلالت ہے اور ہر بدعت کرنے والا آتشِ جہنم میں جائے گا۔ اور اب خود یہاں دکھلائی دے رہے ہو! اس نے

جواب دیا، اے سلیمان! مجھ پر ملامت نہ کرو۔ کیونکہ گزشتہ رات سے پہلے میں اہلبیت کی امامت کا قائل نہ تھا لیکن شب گزشتہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا جس کی وجہ سے تم میری یہ حالت دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہا مجھ سے بھی وہ خواب بیان کرو۔ اُس نے کہا میں نے خواب میں ایک ایسے انسان کو دیکھا جو نہ تو بہت بلند تھا، نہ پستہ قد تھا۔ اتنا خوبصورت و وجیہ تھا، کہ مَیں اس کی وصف پر قادر نہیں ہوں۔ اُس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ جدھر وُہ جاتا تھا، لوگ اس کے ساتھ جاتے۔ اس کے آگے آگے ایک شہسوار تھا جس کے سر پر ایک تاج تھا، جس کے چار گوشے تھے۔ ہر گوشے میں ایک درخشاں جو ہر آویزاں تھا جس کی روشنی میلوں تک پہنچ رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ پہلے شخص کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر مَیں نے پُوچھا کہ یہ دُوسرا کون ہے؟ کسی نے کہا یہ اُن کے وصی حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک ناقہ ہے جس پر نُور کی عماری کسی ہوئی ہے۔ مَیں نے پُوچھا اس میں کون ہے؟ جواب ملا یہ جناب خدیجۃؑ الکبریٰ و فاطمہ زہراؑ ہیں۔ مَیں نے پُوچھا یہ صاحبزادہ کون ہے؟ معلوم ہؤا کہ یہ حضرت حسنؑ مجتبیٰ ہیں۔ میں نے پُوچھا یہ سب کے سب کہاں جا رہے ہیں؟ کسی نے کہا آج شبِ جمعہ ہے یہ سب مقتول و مظلوم شہیدِ کربلا امام حسینؑ کی زیارت کے لیے کربلا جا رہے ہیں۔ پھر اس ہودج کے نزدیک گیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے کچھ رقعے نچھاور

ہو رہے ہیں۔ جن پر لکھا ہوا ہے کہ "یہ اُن لوگوں کے لیے آتشِ جہنّم سے برات نامہ ہے، جن کو شبِ جمعہ زیارت حسینؑ نصیب ہوئی ہے"۔ اس کے بعد ایک آواز آئی کہ "آگاہ ہو کہ ہم اور ہمارے شیعہ جنّت میں سب سے بلند درجے پر فائز ہوں گے"۔

اتنا بیان کر کے وہ شخص کہنے لگا کہ اے سلیمان! قسم بخدا میں اب اس مبارک سرزمین کو جیتے جی نہیں چھوڑوں گا۔ (نفس المہموم)

اس سلسلہ میں دوسرا واقعہ یہ ہے جو میرے اُستاد محترم علم التقی جناب مولانا سید محمد مرتضٰی صاحب قبلہ استاد جامعہ ناظمیہ لکھنؤ نے مجھ سے بیان فرمایا اور جو حرف بحرف مجھ کو اس وقت تک یاد ہے۔ اگر اس کو شخص ثقہ نے نہ بیان کیا ہوتا، تو میں اس کتاب میں درج نہ کرتا۔ وھو ھذا:۔

راہِ زیارتِ حسین علیہ السلام میں مرنے کی فضیلت

مولانا موصوف بیان کرتے ہیں کہ نصیر الدین حیدر بادشاہ اَودھ کے زمانہ میں ایک بزرگ حاجی محمد علی نامی تھے، جن کا صدق وصفا میں نظیر نہ تھا۔ یُوں تو ان کے تمام صفات پسندیدہ تھے، لیکن سب سے زیادہ حیرت خیز جو صفت ان میں تھی وُہ یہ تھی، کہ وُہ ہمیشہ زیارتِ حسینؑ میں رہا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں دخانی جہاز ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ بادی کشتیوں میں

بمبئی سے سوار ہو کر بغداد پہنچا جاتا تھا۔ جس میں چھ مہینہ کبھی سال کی مدت صرف ہو جاتی تھی۔ اور بعض اوقات تو یہ سفر اتنا خطرناک ہوتا کہ سفرِ آخرت سے ملحق ہو جاتا تھا۔ اس لیے جو بھی بغرض زیارت کربلا جاتا اپنا کفن ساتھ لے جاتا۔ متعلقین سے ضروری وصیت کر جاتا تھا۔

حاجی محمد علی مذکور کا قاعدہ یہ تھا کہ اپنا بستر نہیں کھولتے تھے ہمیشہ سفرِ زیارت ہی میں رہتے تھے۔ صرف تین۳ روز کربلا میں، تین۳ روز لکھنؤ میں قیام کرتے۔ جہاں چوتھا روز شروع ہؤا، کمر ہمت باندھ کر پھر روانہ ہو جاتے۔ یہ خبر اڑتے اڑتے بادشاہ کے کانوں تک پہنچی، تو بادشاہ نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور حکم دیا کہ اب کی بار جو واپس آئیں، تو ہم کو اطلاع دی جائے۔ حکم شاہی کی تعمیل کی گئی۔ اور بوقتِ ورود بادشاہ کو اُن کے آنے سے مطلع کیا گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اُن سے جا کر کہو کہ شاہ نے آپ کی دعوت کی ہے۔ چوبدار شاہی ان بزرگ کی خدمت میں آیا۔ اور حکمِ شاہی سُنایا۔ ان بیچارے نے ابھی بستر نہیں کھولا تھا، اور عازمِ سفرِ زیارت تھے۔ پیامِ شاہی سے مجبور ہوئے۔ اور دعوتِ شاہ کو منظور کیا۔ بعد مغربین حاضر دولت سرائے شاہی ہوئے۔ بادشاہ نے اِن کی نہائت درجہ تعظیم و تکریم کی اور نہایت خلق سے پیش آئے۔ یہاں تک کہ دستر خوان بچھایا گیا۔ جس پر طرح طرح کی لذیذ غذائیں موجود تھیں۔ بعد فراغت بادشاہ نے ان کا پلنگ اپنی مسہری کے پاس لگوایا۔ بوجہ پاسِ ادب کے یہ لیٹتے نہیں تھے۔ بادشاہ نے لیٹنے کا حکم

دیا۔ جب یہ لیٹ چکے تو بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ "حاجی صاحب! میں نے
آپ کے متعلق ایک عجیب و غریب بات سُنی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ برابر
سفرِ زیارت کیا کرتے ہیں لیکن نہ کربلا میں آپ کا قیام ہوتا ہے نہ وطن میں
اس کا کیا سبب ہے؟ حاجی صاحب موصُوف نے جواب دیا کہ حکمِ شاہی
سے مجبور ہوں ورنہ یہ رازِ سربستہ کا دفینہ بن کر قبر ہی میں جاتا"۔ اس کے بعد
حاجی صاحب گویا ہوئے "حضور واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک قافلہ کے ہمراہ
حجاز سے عراق کا سفر کیا اور سواری اُونٹ پر تھی۔ ایک منزل پر قافلہ نے
قیام کیا۔ شب بسر کی۔ اتفاقاً نہانے کی ضرورت درپیش ہو گئی۔ نمازِ صبح ادا
کرنے کے لیے میں نے طہارت کرنا چاہی اور اس میں مشغول ہو گیا۔ بعد فراغتِ
طہارت و نماز جو دیکھتا ہوں تو قافلہ روانہ ہو گیا تھا۔ گردِ قافلہ بھی نہیں معلوم
ہوئی۔ اب میرے لیے سوائے اس کے کیا باقی رہ گیا تھا کہ اسی سمت چلتا
رہوں جدھر قافلہ گیا تھا۔ چلتے چلتے میرے پَیر دُکھ گئے ہونٹ سُوکھ گئے
آخر میں یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ میں اس پہناورِ دشت میں راستہ بھول
گیا ہوں جہاں دُور دُور تک آب و گیاہ کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ میں نے
پھر بھی ہمت نہیں ہاری۔ اور ایک سمت کو چلتا رہا۔ اب حالت یہ تھی کہ آفتاب
سر پر آ گیا تھا، اور ریت تنور کی طرح دہک رہی تھی۔ پیاس کی شدت سے
زبان تالو سے چمٹ گئی تھی۔ بالآخر میں مرنے کی نیت کر کے ——————
—————— دراز ہو گیا۔ لیٹتے ہی مجھ کو خبر نہیں کہ مجھ پر کیا گذری۔
آنکھ جو کھلی، چاروں طرف نظر ڈالی تو اس میدان کے کنارہ پر غیر معمولی

روشنی نظر آئی جس کی ضیا سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ کیونکہ یہ یقیناً سورج نہ تھا کیونکہ سورج اس کے بالمقابل چمک رہا تھا اور یہ چمکنے والی عظیم الشان شئے اس کی کرنوں سے جگمگا رہی تھی۔ شوقِ جستجو میں باوجود طاقت نہ ہونے کے میں اُس کی طرف روانہ ہو گیا جب نزدیک پہنچا تو جو کچھ میں نے دیکھا، اس سے مجھ پر بڑی حیرت طاری ہوئی۔ میرے سامنے لق و دق جھلملاتی چار دیواری تھی جس کی ایک اینٹ سونے کی دوسری چاندی کی تھی۔ اس کے اوپر سورج کی روشنی منعکس ہو رہی تھی، اور اس کی جگمگاہٹ سے آنکھ نہیں ٹھہرتی تھی۔ میں نے بار بار آنکھوں کو ملا کہ شاید خواب دیکھ رہا ہوں۔ مگر نہیں یہ خواب نہ تھا، بلکہ حقیقت تھی۔ پھر میں نے اس دیوار کے سہارے چلنا شروع کیا۔ اتنے میں ایک عظیم الشان جواہرات کا دروازہ نظر آیا۔ شوقِ جستجو میں اندر داخل ہوا، تو بے ساختہ زبان پر "صَلِّ عَلٰی" جاری ہو گیا۔

ایسا عظیم الشان باغ میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ ہر طرف طائر چہچہا رہے تھے۔ ڈالیاں جھوم رہی تھیں۔ بے فصل کے میوے درختوں میں آویزاں تھے۔ جا بجا صاف شفاف دودھ جیسی نہریں ترنم خیز آواز کے ساتھ بہہ رہی تھیں۔ غرض عجب سماں تھا۔ بھوکا تو تھا ہی۔ بے ساختہ ان میووں پر ٹوٹ پڑا۔ اور خوب شکم سیر کیا۔ چشمے سے پانی پیا اور نڈھال ہو کر ایک طرف گر پڑا۔ نہ معلوم کب تک پڑا رہا۔ جب ہوش آیا تو جی میں آیا کہ اس باغ کی گلگشت کرنا چاہیے۔ اور کسی سے

پُوچھنا چاہیے کہ یہ کس خوش قسمت کی املاک ہے۔ مگر جدھر نظر دوڑائی، سناٹا اور تنہائی کا عالم تھا۔ ایک متنفّس نظر نہ آیا جس سے دریافت حال کرتا۔ جب اَور گردپیش پھرا تو معلوم ہُوا کہ باغ کے چاروں طرف دُور دُور بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک حجرہ میں گیا۔ دیکھا اس میں ایک مسہری بچھی ہے۔ اور کوئی سبز شال اوڑھے سو رہا ہے۔ میں نے اس کو پکارا مگر وُہ بیدار نہ ہُوا۔ ہلایا، تب بھی نہ بولا۔ مَیں نے کہا یہ کیسی نیند ہے۔ اس کے بعد دوسرے حُجرے میں آیا۔ وہاں بھی یہی کرشمہ نظر آیا۔ پھر باقی حجروں میں پھرا، ہر ایک میں ایک جوان سوتا ملا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ مَیں نے ہرچند آوازوں پر آوازیں دیں، مگر صدائے بر نخاست۔ ناچار ہو کر باہر نکل آیا اور سوچنے لگا الٰہی یہ کیا طلسم ہے؟

ایک طرف نظر اُٹھائی، تو ایک سونے جواہرات کی بارہ دری نظر آئی۔ اس کو دیکھ کر مَیں اُس کی طرف بڑھنے لگا۔ سیڑھیاں طے کر کے اُوپر گیا۔ سُبحان اللہ! کیا نقش و نگار، کیا زینت و آرائش۔ ہر طرف جواہرات جڑے ہوئے چمک رہے تھے۔ اندر کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز آئی۔ اندر گیا دیکھا صدر مقام پر ایک بہت بڑا تخت بچھا ہے جس پر بہترین فرش کسا ہُوا ہے اور اُس کے اُوپر ایک شخص رحل پر قرآن رکھے خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کر رہا ہے۔ مَیں خوش ہو گیا کہ چلو ایک شخص تو یہاں مُنہ سے بولتا ہُوا ملا جس سے اس اسرار

کے متعلق پُوچھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں آگے بڑھا اور سلام کیا مگر میری جرأت کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس شخص نے بھی میرے سلام کا کوئی جواب نہ دیا —— میں نے خیال کیا کہ شائد نہ سُنا ہو، دوبارہ سلام کیا پھر بھی کوئی جواب ملا۔ پھر میں نے پُوچھا کہ یہ کس کا باغ ہے، آپ کون ہیں، یہ لوگ کون ہیں جو سو رہے ہیں؟ وُہ شخص اسی طرح تلاوت میں مشغول رہا جیسے نہ میں ہوں نہ وُہ ہے نہ میں نے کوئی سوال اس سے کیا ہے۔ پھر اس شخص کی ہیبت کچھ ایسی میرے دل پر طاری ہوئی، کہ مزید سوال کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور اس بارہ دری سے واپس چلا آیا۔ پھر باغ کی سیر، پھل کھانے میں مشغول ہو گیا۔ اور شکرِ خدا ادا کیا کہ ایسی بہترین جگہ میں آگیا جس کے اسرار اگرچہ میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ مگر اس کی نعمتیں دُنیا کے رنج و غم کو بھلا دینے کے لیے کافی ہیں جس سے جیتے جی باہر نہیں جاؤں گا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد شام ہو گئی اور بارہ دری سے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ بظاہر وہی شخص اذان کہہ رہا تھا جس کو قرآن پڑھتا چھوڑ آیا تھا۔ اذان کی آواز کے بلند ہوتے ہی ایک اور واقعہ رُونما ہوا یعنی ایک مرتبہ تمام حجروں کے دروازے کھلنا شروع ہوئے اور ہر ایک حجرے سے وُہ سونے والے خوبصورت و خوش رو جوان برآمد ہونا شروع ہوئے۔ جن کی تعداد سے صرف خدا ہی بہتر واقف ہے۔ سب نے نہروں سے وضو کیئے اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔

میں نے بھی وضو کیا اور ان میں سے ایک شخص کے پہلو میں نماز ادا کی۔ دل میں کہا کہ نماز کے بعد اس جوان سے دریافتِ حال کروں گا جب نماز ختم ہو گئی، تو وہ شخص اُٹھ کر ایک طرف کو چلا۔ میں نے ہر چند آوازیں دیں بھائی صاحب ذرا میری بھی سنئے ۔ ایک بات بتاتے جائیے! مگر تو یہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے، نہ میری سُنتا ہے باقی جوانوں کے ساتھ بھی یہی گزری۔ ایک ایک کو آوازیں دیتا تھا لیکن کوئی نہ سُنتا تھا۔ بالآخر تھک کر مایوس ہو گیا۔ کرتا کیا! میں بھی گل گشت کرنے اور پھل کھانے میں مصروف ہو گیا۔ ان لوگوں کی حالت دیکھتا اور ان پر غبطہ کرتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ جونہی صبح کی اذان ہو گئی، سب نے نمازیں پڑھیں، اور جا جا کر اپنے حجروں میں سو گئے۔ دن کو میں تھا اور وہ رنگین باغ یا تنہائی۔

دوسری رات آئی اور اذانِ مغرب ہوتے ہی پھر سب جوان باہر نکل کر گل گلزار پر بکھر گئے۔ ہنسی و مذاق کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہونے لگیں پھر وہی چہل پہل ہو گئی۔ پھر میں اس بھری [illegible] میں اکیلا تھا یہاں تک کہ رات گزری اور پو پھٹتے ہی دیکھتے دیکھتے باغ خالی ہو گیا۔ اور سارے جوان اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے۔

جب تیسرا دن ہوا تو میرا حوصلہ جاتا رہا اور میں اس طرف آیا جدھر ایک شخص کو تلاوتِ قرآن کرتے دیکھا تھا۔ آج بھی اس کو اسی طرح قرآن پڑھتے دیکھا۔ شاید نہ اس کو کھانے کی ضرورت تھی نہ پینے کی۔ میں نے سلام کیا۔

کوئی جواب نہ ملا۔ اب تو مجھ سے نہ رہا گیا میں نے کہا اے شخص! تجھ کو اُس ذات کی قسم جو تیرا مالک ہے کہ اب بتلادے کہ تُو کون ہے، یہ کون لوگ ہیں یہ باغ کیا ہے، مَیں کیا ہوں ——؟ ورنہ قریب ہے کہ میرا کام تمام ہو جائے میری یہ بات سُنکر آج اُس نے خلاف معمول اپنا رُخ میری طرف کر کے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تم اس وقت اپنی خوش قسمتی سے جیتے جی جنتِ ارضی کی سَیر کر رہے ہو۔ اَور مَیں اللہ کا ایک ناچیز بندہ ہوں جو اس باغ کی حفاظت پر مؤکل ہُوں۔ میں نے کہا کہ "اور یہ لوگ کون ہیں"؟

جواب دیا یہ سب زوّارِ قبرِ حسینؑ ہیں جن کو راہِ زیارت میں موت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ باغ ان کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ جہاں تا بہ قیامت یہ نعمات الٰہی سے بہرہ ور رہیں گے۔

مَیں نے دریافت کیا کہ آپ نے اب تک میری بات کا جواب کیوں نہ دیا؟

کہا۔ "اس وقت سے پہلے تم سے گفتگو کرنے کی اجازت نہ تھی"۔

مَیں نے کہا کہ "یہ لوگ کیوں نہیں بولتے"؟

اُس نے کہا کہ تمہارے اور ان کے درمیان اس فانی زندگی کی دیوار حائل ہے جو تمہاری آواز ان تک نہیں پہنچنے دیتی۔ جب تم اسی طرح پر مروگے جس طرح ان کو مَوت آئی ہے، تو پھر ان سے ملحق ہو جاؤ گے۔ پھر تم ان کی سُنو گے، یہ تمہاری سُنیں گے۔

مَیں نے پُوچھا کہ ان لوگوں کے لیے مَوت ہے؟

اس نے جواب دیا، جو بھی اس چار دیواری میں آجائے وہ تابہ قیامت زندہ ہے۔ ملک الموت کا یہاں گزر نہیں۔

میں نے کہا تو پھر ان سے کیونکر ملحق ہو سکتا ہوں؟ کہا یہاں سے نکل کر اس طرح مرو جس طرح میں نے بتایا ہے۔ تب یہاں آکر ان سے مل سکتے ہو۔

"میں تو یہاں سے باہر جاؤں گا نہیں۔ بھلا اس باغ و بہار کو چھوڑ کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" میں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

وہ بولا، نہیں ——— تم کو جانا ہے۔ اور ابھی جانا ہے! نہ اپنی خوشی سے آئے ہو نہ اپنی خوشی سے جاؤ گے۔ جو لایا تھا، وہی لیے جاتا ہے۔

اس گفتگو کے بعد مجھ کو خبر نہیں کہ پھر مجھ پر کیا گزری۔ کیونکہ اب جو میں نے اپنی آنکھیں کھولیں، تو ریگستان پر پڑا ہوا تھا اور سامنے ——— گنبدِ امام حسین ضو دے رہا تھا۔ اس باغِ فردوس میں میں نے جو کچھ کھایا پیا تھا اس کی تر و تازگی اب تک باقی تھی۔ ہاتھ پیروں میں توانائی تھی۔ ایک مرتبہ بے ساختہ دوڑتا ہوا روضۂ اطہر میں داخل ہو گیا۔ اور ضریح سے لپٹ کر بے انتہا رو دیا۔ ہوش آنے پر یہی دعا کی کہ ——— پالنے والے وہ منظر ایک دفعہ دیکھا ہے، دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے۔ مجھ کو اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم نہ رکھ۔

چنانچہ وہ گھڑی اور آج تک اور انشاء اللہ جب تک یہ زندگی باقی ہے۔ سفرِ زیارتِ حسینؑ ہے اور میں ہوں۔ دیکھئے کب مر کر اس باغِ جنّت

میں پہنچتا ہوں۔ جس کی رنگینیوں کا حال زبان بیان کرنے سے عاجز ہے
جو کچھ میں نے بیان کیا، وہ اس کا عشر عشیر نہیں جو کچھ میں نے ان آنکھوں
سے دیکھا ہے

فضائل زیارت امیرالمومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام

(۱) شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔۔۔ خداوندِ عالم نے کوئی مخلوق ملائکہ سے زیادہ خلق نہیں فرمائی۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ آنحضرتؐ پر سلام کرنے کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کی قبر مبارک پر آتے ہیں اور سلام کرتے ہیں۔ اس کے بعد جناب امام حسین علیہ السّلام کی قبر مبارک پر سلام کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد آسمان کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ہر روز قیامت تک چل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو شخص امیرالمومنینؑ کی زیارت ان کے منصب حقیقی امامت کو جانتے ہوئے کرے یعنی آپؑ کو اللہ کی طرف سے خلیفۂ بلا فصل جناب رسُول خدا کا سمجھے اور بہ لحاظ تکبر وشان آرائی زیارت کو نہ آیا ہو تو خداوند کریم اس کے لیے ایک لاکھ شہدا کا ثواب لکھے گا۔ اور اس کے گناہانِ گزشتہ کو بخش دے گا، اور بروز قیامت قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کا حساب کتاب آسانی سے ہوگا۔ ملائکہ اس کا استقبال کریں گے۔ اور جب زیارت کر کے لوٹے گا، تو فرشتے اُس کو گھر تک چھوڑنے

کے لیے آئیں گے۔ اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کریں گے۔ اگر مر جائے تو اُس کے جنازہ کی تشییع کریں گے۔ اور قبر تک دُعائے مغفرت کرتے ہوئے اس کے ساتھ جائیں گے۔

(۲) فرحۃ الغری میں جناب ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کی زیارت کے لیے پیدل جائے تو خداوندِ عالم اس کو ہر قدم پر جو اس راہ میں اٹھائے گا ایک حج و عمرہ کا ثواب عنایت فرمائے گا۔ اور اگر پیدل ہی گھر واپس لوٹے تو اس کے لیے ہر قدم پر دو حج اور دو عمروں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۳) نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ آپ نے ابن مارد سے فرمایا کہ اے مارد کے فرزند! جو شخص میرے جدّ بزرگوار امیر المومنین علیہ السّلام کی زیارت آپ کے حق کا عارف ہوتے ہوئے کرے، تو خداوندِ عالم اس کے لیے ہر قدم پر حج مقبول اور عمرہ مقبولہ لکھے گا۔ اے ابن مارد! بخدا ان قدموں کو جن پر خاک راہِ زیارت پڑی ہو، آتشِ جہنم نہ جلائے گی۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ ابن مارد! اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لے۔

(۴) امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، پُشتِ کُوفہ پر ایک قبر ہے جس کی شان یہ ہے کہ کوئی درد رسیدہ اس سے پناہ نہیں لے گا۔ الایہ۔ کہ خداوندِ عالم اس کے درد کو دُور فرمائے گا۔

ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے محمد بن علی شیبانی سے روایت کی ہے، کہ مَیں اور میرے والد و چچا ۲۶۰ھ میں چھُپ کر رات کے وقت زیارتِ قبرِ

امیرالمومنین علیہ السلام کے لیے گئے۔ میں اُس وقت کم عمر تھا۔ جب ہم پہنچے تو دیکھا کہ آپؑ کی قبر کے اردگرد سیاہ پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ ابھی اس پر کوئی قبہ وغیرہ نہ بنا تھا۔ ہم اس کے نزدیک گئے۔ ہم میں سے بعض قرآن پڑھنے لگے اور بعض نماز و دعا میں مصروف ہوگئے۔ ہم اسی حالت میں تھے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک شیر ہماری جانب آرہا ہے۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر قبر سے تھوڑی دُور ہٹ گئے۔ وُہ شیر قبر مبارک پر گیا اور اپنے ہاتھ کو لوحِ قبر پر ملنے لگا۔ ہم میں سے ایک آدمی اس شیر کے نزدیک گیا اور اس کی حالت کا مشاہدہ کیا لیکن اس شیر نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا۔ یہ دیکھ کر ہم سب کے دلوں سے شیر کا خوف جاتا رہا۔ اب تو ہم سب ہی ذرا نزدیک پہنچ گئے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے ہاتھ زخمی ہیں اور وہ اِن کو قبر پر مل رہا ہے۔ ایک ساعت بھر وُہ شیر وہاں رہا اس کے بعد چلا گیا۔

سچ ہے ــــ جس کا صرف نام پاک ہی دردرسیدوں کے لیے مشکل کشائی کرتا ہے، تو اس کی قبر مطہر بدرجۂ اولیٰ مأمن وملجا، قرار پائے گی۔

اذمت فلادفنی الی جنب حیدؑ ابی شبر اکرم بہ و شبیر

فلست اخاف النار عند جوارہ ولا اتقی من منکر و نکیر

یا علی مدد ـــــ!

دُنیا اور اُس کی تاریخ ـــــ کائنات اور اس کے واقعات شاہد ہیں کہ اولیاء الٰہی پر جب بھی کوئی مصیبت پڑی، انہوں نے حلّالِ مشکلات علی ابن ابیطالب

کے دیدِ
ـ ذ اپنی مدد کے لیے پُکارا کسی نے "علی" کہہ کر پُکارا، تو کسی نے ایلی کہا، تو کسی نے "ایلیا" کہہ کر پکارا مگر پکارا سب نے ۔ یہاں تک کہ جو علیؑ سے بہتر و افضل تھے یعنی سرورِ انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان تک کو حکم ہوُا ـــــــ

نادِ علیاً مظہر العجائب
تجدہ عوناً لک فی النوائب

حال میں حکیم سیّد محمود علی صاحب گیلانی (سابق اہلِ حدیث) نے ایک رسالہ "ایلیاؔ[1]" لکھا ہے جو حجم میں کم افادیت میں بہت زیادہ ہے۔ اس میں موصوف نے بڑے مدلّل طریقے سے ثابت کیا ہے کہ حضرت نوحؑ، حضرت داؤدؑ، گوتم بُدھ، کرشن جی سب نے اپنی مدد کے لیے حضرت علیؑ کو پکارا اور سب کی آپؑ نے مدد کی۔ اس سلسلہ میں صرف ایک واقعہ مَیں بھی بحار الانوار سے ھدیۂ ناظرین کرتا ہوں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ "حلالِ مشکلات" کن نازک مواقع پر دادرسی فرماتے ہیں، اور کیوں کر اپنے زائرین پر آپؑ کی نظرِ توجہ رہتی ہے۔

زید نساج بیان کرتے ہیں کہ ایک معمر شخص میرے مکان کے پاس رہتا تھا جو اکثر و بیشتر عزّت گزینی میں اپنے اوقات گزارتا تھا۔ صرف جمعہ کے روز باہر نکلتا تھا۔ زید بیان کرتے ہیں ایک دن جمعہ کو میں امام زین العابدین علیہ السّلام کے روضۂ منورہ کی زیارت کو حاضر ہوُا۔ وہاں جو کنوُاں تھا، اس پر میں نے دیکھا کہ وہی میرا مقدّس گو زاھد ہمسایہ بوُڑھا آدمی غسلِ جمعہ کرنے

[1] معارف اسلام لاہور نے اس کو شایع کیا ہے ۔ ص ۱۲

آیا ہے۔ جب اُس نے اپنے کپڑے اُتارے تو میں نے اس کی پُشت پر بالشت بھر کا گھاؤ دیکھا۔ جس میں خون وپیپ رس رہا تھا۔ اور اس کے دیکھنے سے جی کو ہَول لاحق ہوتا تھا۔ بوڑھے نے جب دیکھا کہ میری نگاہ اس کے زخم پر ہے تو اس کے چہرے سے آثارِ ندامت ظاہر ہوئے۔ وُہ بولا "کیا تم ہی زید نساج ہو؟" میں نے کہا جی ہاں! کہا بیٹا ذرا نہانے میں میری مدد تو کرنا! میں نے کہا نہیں قسم بخدا! میں تمہاری کوئی مدد نہ کروں گا جب تک اپنے زخم کا ماجرا نہ سناؤ گے، کس نے یہ زخم لگایا اور اس کا قصّہ کیا ہے؟ اوُہ شخص بولا "صرف اس شرط پر سُنائے دیتا ہوں کہ میری زندگی میں اس کو کسی سے ہرگز بیان نہ کرنا"۔ میں نے کہا منظور ہے۔ اس نے کہا "اچھا اب مجھ کو نہلا تو دو۔ جب نہا کر کپڑے پہنوں گا بیان کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے نہانے میں اس کی مدد کی۔ فارغ ہو کر اس نے کپڑے پہنے۔ سردی کے دن تھے اس لیے نہا کر دُھوپ میں آکر بیٹھ گیا۔ میں بھی اس کے پاس آن بیٹھا اور بولا، اب سُناؤ!

بُوڑھا بولا ——— ہم دس آدمیوں کی ایک جماعت تھی جن کا کام لُوٹ مار کرنا اور رَاہ گیروں کو قتل وغارت کرنا تھا جب ہم لوگ ڈاکہ ڈال کر واپس آتے تھے تو ہم نے آپس میں نوبت مقرر کر رکھی تھی۔ جس کا نمبر ہوتا اس کے ہاں مہمان ہوتے اُور وہاں جمع ہو کر خوب کیف اُڑاتے تھے۔ اس طرح ہر رات کو دس میں سے کسی ایک کے مکان میں اکٹھا ہو کر شراب وکباب کے مزے اُڑاتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ــــــ میں لوٹ مار کر کے جس شخص کا نمبر مجھ سے پہلے تھا، اس کے ہاں دعوت کھا کے اپنے گھر آکر سو رہا۔ اتنے میں میری بیوی نے مجھ کو بیدار کیا اور کہا کہ ــــــ کچھ خبر ہے! کل تمہاری باری ہے اور گھر میں اناج کا ایک دانہ نہیں ہے۔ میں نے کہا تو پھر کیا کروں اتنی جلدی کہاں سے پیسہ مل سکتا ہے؟ وہ بولی میں تدبیر بتلاتی ہوں۔ آج شب جمعہ ہے لوگ علیؑ بن ابی طالب کی زیارت کو آرہے ہوں گے۔ جاکر راستہ میں چھپ جاؤ اور کسی ایک کو لوٹ لو۔ میں نے جواب دیا بات تو ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر فوراً میں روانہ ہوگیا۔ اور نجف و کوفہ کے درمیان جو خندق ہے اس میں چھپ کے کھڑا ہوگیا۔

رات بڑی تاریک و ڈراؤنی تھی، آسمان پر بادل گھر آئے تھے۔ اس سنسان بیابان میں جب بجلی چمکتی تھی، تو دُور تک کا سماں دکھائی دیتا تھا۔ اتنے میں بجلی چمکی، اور دُور سے دو شخص کوفہ کی جانب سے آتے ہوئے معلوم ہوئے۔ میں نے ان پر حملہ آور ہونے کے لیے تاک لگائی۔ اتنے میں پھر بجلی چمکی جس میں میں نے دیکھا کہ یہ دونوں عورتیں ہیں۔ میں جی میں خوش ہوا کہ چلو اچھا ہی ہوا مشکل اور آسان ہوئی۔ ابھی تک قسمت میرا ساتھ دے رہی ہے۔ چنانچہ میں للکار کر ان کے نزدیک پہنچا اور میں نے کہا کہ "اپنے زیورات اور کپڑے اُتار دو"۔ یہ سُنکر انہوں نے بے چون و چرا اپنے زیورات و کپڑے اُتار کر میرے حوالہ کیئے۔ اتنے میں پھر بجلی کوندی جس میں میں نے دیکھا کہ ان دو عورتوں میں سے ایک تو بوڑھی ہے، لیکن نہایت خوبصورت آہو چشم لڑکی ہے

اس کو دیکھ کر میں آپے سے باہر ہو گیا۔ بھلا ایسے گوہرِ نایاب کہاں ہاتھ آتے ہیں بوڑھی عورت جو شائد میرے ارادہ کو بھانپ گئی تھی، بولی اے شخص! جو کچھ زیور و لباس تُو نے لیا وُہ ہم تیرے لیے حلال کرتے ہیں اس کو لے جا، اور ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! یہ لڑکی بے ماں باپ کی ایک یتیم لڑکی ہے مَیں اس کی خالہ ہوں۔ کل اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اس نے آج مجھ سے خواہش ظاہر کی تھی کہ کل مَیں بیاہ دی جاؤں گی، معلوم نہیں کہ آزادی ملے یا نہ ملے۔ لہٰذا شب جمعہ ہے، مجھ کو میرے مولا کی زیارت کرا دو۔ چنانچہ میں اس کو لے کر نکل کھڑی ہوئی۔ لہٰذا میں تجھ کو ذات معبود کی قسم دیتی ہوں، کہ اس لڑکی کی عزت نہ لُوٹ اور اس کو بے آبرو نہ کر۔ مگر میرے سر پر تو اس وقت بھُوت سوار تھا میں نے اس کی ایک نہ سُنی۔ اور بُڑھیا کو پرے دھکیل کر لڑکی کی طرف بڑھا۔ لڑکی بُڑھیا سے چمٹ گئی۔ مَیں جب بھی اس پر حملہ آور ہوتا تھا، بوڑھیا کی پناہ میں ہو جاتی اور اس کے چاروں طرف کاوے کاٹ رہی تھی۔ اس وقت اس کے جسم پر پُورے کپڑے بھی نہ تھے۔ جس سے میری آتشِ شوق اور بھڑکتی جا رہی تھی۔ بالآخر مَیں نے اس کو جا لیا اور اُسے زمین پر گرا کر اپنی مراد بر لانا چاہتا تھا۔ اور وُہ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی اور پُکار رہی تھی۔ "المستغاث بك یا الله المستغاث بك یا علی۔" اے اللہ! تجھ سے فریاد، یا علی! آپؑ کی دہائی ہے اس ظالم سے مجھ کو بچائیے"۔ خدا کی قسم ابھی اس کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز میرے کان میں آئی۔ میں نے دیکھا ایک گھوڑا سوار میری طرف آ رہا ہے۔ میں جی میں خوش ہوا کہ یہ

ایک سوار میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر اس نے میرا مقابلہ کیا تو غلطی کرے گا۔ کیونکہ مجھ کو اپنی طاقت پر ناز تھا، دس بیس آدمی میرے شمار میں نہ تھے۔ اتنے میں وُہ سوار گھوڑا اُڑاتا میرے نزدیک آگیا۔ اندھیرے میں مَیں نے اتنا دیکھا کہ اس کا لباس برف کی طرح سفید تھا، اور اس کے جسم سے مُشک کی خوشبو کی لپٹیں نکل رہی تھیں۔ اس نے میرے پاس آکر کہا کہ اے بد ہنجار! اس لڑکی کو چھوڑ دے! مَیں نے کہا پہلے مُجھ سے اپنی جان تو بچالو، پھر اس لڑکی کی سفارش کرنا۔ یہ سُنکر وُہ غضبناک ہوُا اور اس نے اپنی تلوار کی نوک آہستہ سے میری پشت پر چبھودی جس کے بعد مجھ کو مطلقاً ہوش نہ رہا۔ کہ میں زمین پر ہوں یا آسمان پر۔ آنکھ جو کھُلی تو پُوری طاقت میری زائل ہو چکی تھی۔ نہ اُٹھنے کی سکت باقی تھی، نہ بولنے کی ——— وُہ سوار اُن عورتوں سے کہہ رہا تھا اُٹھ کر اپنے کپڑے اور زیور پہنو اور اپنے گھر کی راہ لو۔ بوڑھیا گڑگڑائی کہ اے سوار! تُو کون ہے؟ کہ تُو نے ہم کو اس مصیبت سے بچایا۔ اب اتنا احسان اَور کر کہ ہم کو ہمارے آقا کے مزار تک پہنچا دے۔ سوار نے جواب دیا، اب جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری زیارت میں نے قبول کرلی! یہ سُنتے ہی وُہ دونوں عورتیں اس سوار کے قدموں پر گر پڑیں اور ہاتھ پَیروں کو بوسے دینے لگیں اس کے بعد خوشی خوشی کوفہ کی طرف واپس چلی گئیں۔ اُن کے چلے جانے کے بعد مَیں نے اپنی پُوری طاقت سے کچھ بولنے کی کوشش کی، اور اپنی شکستہ آواز میں کہا کہ ——— میرے آقا میں صدقِ دل سے توبہ کرتا ہوں کہ آیندہ پھر کبھی گناہ نہ کروں گا۔ یہ سُنکر امام عالی مقام علیہ التحیۃ والسّلام نے جواب

دیا ـــ اگر تُو نے سچے دل سے توبہ کی ہے تو پھر اللہ تم بھی تیری توبہ قبول کریگا
میں نے کہا خدا کی قسم میری توبہ سچی ہے۔ اور خدا کو گواہ کر کے ایسا کہہ رہا ہوں
پھر میں نے کہا۔ آقا! اگر یہ زخم میرے جسم پر باقی رہا تو میں بلاشک ہلاک ہو
جاؤں گا۔ یہ سُنکر آپؑ نے زمین سے ایک مُشت خاک لی اور اس کو میرے
زخم میں بھر کر ہاتھ جو پھیرا، تو زخم بھر گیا۔ زید نساج (اس روایت کے راوی)
کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ـــ کہاں بھرا، ابھی تو زخم تازہ معلوم ہوتا ہے۔
اس شخص نے کہا کہ اصل زخم تو اس سے کہیں زیادہ ہولناک تھا، یہ تو عبرت و
نصیحت کے لیے اتنا باقی رہ گیا ہے۔ (کوکب دری ص ـ مؤلفہ آقای شیخ مہدی حائری)

۲۷۔ رجب میں زیارتِ حضرت امیر علیہ السلام کی اہمیت

ابو عبداللہ محمد ابن بطوطہ جو اہل سنت کے مشہور علماء میں سے ہیں اور چھ سو
سال پہلے گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے مشہور و معروف سفر نامہ میں، جو "رحلہ ابن
بطوطہ" کے نام سے مشہور ہے، حضرت علیؑ کی قبر کے اطہر کے متعلق لکھا ہے کہ،
"آپؑ کی قبر مبارک نجف اشرف میں ہے جس میں تمام رافضی (شیعہ) رہتے
ہیں۔ آپؑ کی قبر مبارک سے کافی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کرامات میں سے
ایک یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کی رات کو جسے وہاں کے لوگ "لیلۃ الاحیاء"
یعنی شب بیداری کہتے ہیں، اطراف عراقین، خراسان، رُوم اور دیگر شہروں

سے لنگڑوں لولہوں، مفلوج مریضوں کو لے کر آتے ہیں۔ ان کی تعداد تیس چالیس تک پہنچ جاتی ہے۔ انہیں عشاء کے بعد روضۂ مقدسہ میں لے آتے ہیں۔ پھر کافی لوگ ان کے اِردگرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور انتظار کرتے ہیں کہ کب وہ لوگ شفا پا کر وہاں سے اٹھیں۔ ان مریضوں کے ساتھی نماز و دعاء و زیارت و تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب رات آدھی یا دو تہائی گزر جاتی ہے تو اس وقت یہ تمام مریض جو چلنے سے عاجز تھے، بالکل صحیح و تندرست ہو کر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ" پڑھتے ہوئے وہاں سے چل دیتے ہیں۔

آدابِ سفر

احادیث ستہ سے ثابت ہے کہ قبل سفر تین روزے رکھے یعنی چہار شنبہ پنجشنبہ جمعہ پھر روز شنبہ کو سفر کرے کیونکہ اگر اس روز پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹے تو خداوند عالم اس کو اسی جگہ واپس پہنچا دیتا ہے۔

ہر ماہ کی تیسری، چوتھی، پانچویں، تیرھویں، سولہویں، بیسویں، اکیسویں چوبیسویں پچیسویں اور چھبیسویں کو سفر سے اجتناب کرے، بعض روایتوں میں آٹھویں اور تیئیسویں بھی سفر کے لئے اچھی نہیں اور قمر در عقرب میں جو سفر کرے گا تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ ۱۲ محرم ۱۰ صفر ۴ ربیع الاول ۲۸ ربیع الآخر ۱۸ جمادی الاول ۱۲ جمادی الآخر، ۱۲ رجب، ۲۶ رشعبان ۲۴ رمضان ۲۰ رشوال ۲۸ ذیقعد ۸ ذوالحجہ کو ہرگز سفر نہ کرے یہ تاریخیں سفر کیلئے بہت ہی منحوس ہیں، دنوں میں دو شنبہ، چہار شنبہ اور قبل نماز جمعہ سفر کرنا بد ہے۔ اگر تاریخ سعد اور دن نحس یا تاریخ نحس اور دن سعد ہو تو دن کی رعایت کرنا چاہیئے کیونکہ دوشنبہ کے بارے میں زیادہ معتبر حدیثیں وارد ہیں۔ اگر ضرورتاً نحس تاریخ یا دن میں سفر کرنے کا اتفاق ہو تو سلامتی سفر کی دعائیں پڑھ لے اور صدقہ دے دے انشاء اللہ سفر مبارک ہوگا۔

سفر میں ان پانچ چیزوں کو ہمراہ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، آئینہ، کنگھی سرمہ دانی، مسواک اور قینچی، پس جب سفر کرنے کا ارادہ کرے تو غسل کرے غسل کرتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالصَّادِقِيْنَ عَنِ اللّٰهِ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ بِهٖ قَلْبِيْ وَاشْرَحْ بِهٖ صَدْرِيْ وَنَوِّرْ بِهٖ قَلْبِيْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ نُوْرًا وَّطَهُوْرًا وَّحِرْزًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّاٰفَةٍ وَّعَاهَةٍ وَّسُوْءٍ مِّمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ وَطَهِّرْ قَلْبِيْ وَجَوَارِحِيْ وَعِظَامِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَصَبِيْ وَمَا اَقَلَّتِ الْاَرْضُ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِيْ شَاهِدًا يَوْمَ حَاجَتِيْ وَفَقْرِيْ وَفَاقَتِيْ اِلَيْكَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

جب غسل سے فارغ ہو تو اپنے اہل و عیال کو جمع کرے اور دو رکعت نماز اس طرح بجالائے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۂ حمد کے سورہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد الحمد کے سورہ انا انزلناہ پڑھے بعد ختم نماز جب تسبیح حضرت فاطمہ زہرا سے فارغ ہو تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَ ذُرِّیَّتِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ وَاَمَانَتِیْ وَخَاتِمَۃَ عَمَلِیْ

اس کے بعد محمد و آل محمد پر صلوات بھیجے پھر کچھ خاک شفا یا اس کی تسبیح سے کر بوسہ دے آنکھوں سے لگائے اور کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ ھٰذِہِ التُّرْبَۃِ الْمُبَارَکَۃِ وَبِحَقِّ صَاحِبِھَا وَبِحَقِّ جَدِّہٖ وَبِحَقِّ اَبِیْہِ وَبِحَقِّ اُمِّہٖ وَبِحَقِّ اَخِیْہِ وَبِحَقِّ وُلْدِہِ الطَّاھِرِیْنَ اجْعَلْھَا شِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَّاَمَانًا مِّنْ کُلِّ خَوْفٍ وَّحِفْظًا مِّنْ کُلِّ سُوْٓءٍ

اس کے بعد اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو اور دروازہ پر کھڑا ہو کر تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھے باہر نکلتے وقت، اگر بادام تلخ کا عصا ہو تو بہتر ہے۔ نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ دے اور صدقہ دیتے وقت کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُ بِھٰذِہِ الصَّدَقَۃِ سَلَامَتِیْ وَسَلَامَۃَ سَفَرِیْ وَمَا مَعِیْ بِبَلَاغِكَ اَحْسَنَ الْجَمِیْلِ

اس کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھکر روانہ ہو خداوند عالم جان و مال کو محفوظ رکھے گا۔ سفر میں کامیابی ہوگی۔ ہر قسم کے ضرر و نقصان سے

محفوظ رہے گا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سفر کا ارادہ ہو تو گھر کے دروازہ پر اس طرف منہ کرکے کھڑا ہو جدھر جانا ہے اور سورہ حمد و آیۃ الکرسی اپنے دائیں بائیں اور سامنے پڑھ کر کہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ وَاحْفَظْ مَا مَعِیَ وَسَلِّمْنِیْ وَسَلِّمْ مَا مَعِیَ وَبَلِّغْنِیْ وَبَلِّغْ مَا مَعِیَ بِبَلَاغِكَ الْحَسَنِ الْجَمِیْلِ

پھر گھر سے نکلے اور سواری پر سوار ہوتے وقت کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ انشاء اللہ سفر میں کامیابی ہوگی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کشتی یا جہاز پر سوار ہونے لگے۔ تو کہے

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖاهَا وَمُرْسَاهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اور اگر دریا میں طوفان آجائے تو بائیں کروٹ ٹیک لگا کر دائیں ہاتھ سے موج کی طرف اشارہ کرکے کہے۔

قَرِّیْ بِقَرَارِ اللّٰهِ وَاسْكُنِیْ بِسَكِیْنَةِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اور جب دریا میں زیادہ اضطراب ہو خدانخواستہ قریب غرق ہونے کے نوبت پہنچ جائے تو تھوڑی سی خاکِ شفا دریا میں ڈال دے، تلاطم ٹھہر جائے گا۔ سورہ "محمد" جو چھبیسویں پارہ میں اور سورہ اقراء جو تیسویں پارہ

ہیں ہے ان سوروں کا پڑھنا تلاطم سے سلامتی کا باعث ہے اور جب کسی منزل پر اترے تو اس دعا کو پڑھ لے تاکہ اس منزل کی تمام خوبیاں میسر آئیں اور وہاں کی ہر طرح کے شر سے محفوظ رہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ

کیفیت زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

صفوان جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے طریقہ و آداب زیارت حضرت سید الشہداءؑ دریافت کئے تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب نہر فرات پر پہونچے تو کنارہ نہر فرات یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَنْ وَفَدَتْ اِلَیْهِ الرِّجَالُ وَشُدَّتْ اِلَیْهِ الرِّحَالُ وَاَنْتَ سَیِّدِیْ اَکْرَمُ مَقْصُوْدٍ وَّاَفْضَلُ مَزُوْرٍ وَّقَدْ جَعَلْتَ لِکُلِّ زَائِرٍ کَرَامَةً وَّلِکُلِّ وَافِدٍ تُحْفَةً فَاَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ تُحْفَتَکَ اِیَّایَ فَکَاکَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ فَقَدْ قَصَدْتُ زِیَارَةَ وَابْنِ نَبِیِّکَ وَصَفِیِّکَ وَابْنِ صَفِیِّکَ نَجِیِّکَ وَابْنِ نَجِیِّکَ وَ حَبِیْبِکَ وَابْنِ حَبِیْبِکَ اَللّٰھُمَّ فَاشْکُرْ سَعْیِیْ وَارْحَمْ مَسِیْرِیْ اِلَیْکَ بِغَیْرِ مَنٍّ مِّنِّیْ عَلَیْکَ بَلْ لَکَ الْمَنُّ

عَلَیَّ اِذْ جَعَلْتَ لِیَ السَّبِیْلَ اِلٰی زِیَارَتِہٖ وَ
عَرَّفْتَنِیْ فَضْلَہٗ وَحَفِظْتَنِیْ فِی اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ حَتّٰی
بَلَّغْتَنِیْ ھٰذَا الْمَکَانَ اَللّٰھُمَّ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَآئِکَ
کُلِّھَا وَلَکَ الشُّکْرُ عَلٰی مِنَنِکَ کُلِّھَا۔

چونکہ اس زمانہ میں فرات بہت دور ہے لہٰذا کربلا کی نہر میں جس کو حسینیہ کہتے ہیں یا گھر کے نل میں یا حمام کے شیریں حوض میں غسل کرے تو وہی ثواب ملے گا کیونکہ ان سب میں فرات ہی کا پانی ہے۔ غسل کرتے وقت یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ نُوْرًا وَّطَھُوْرًا
وَّحِرْزًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَّاٰفَۃٍ وَّسُقْمٍ وَّعَاھَۃٍ
اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ بِہٖ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ بِہٖ صَدْرِیْ وَسَھِّلْ
بِہٖ اَمْرِیْ

جب غسل سے فارغ ہو تو پاکیزہ لباس پہنے اور فرات کے کنارہ دو رکعت نماز پڑھے جب نماز سے فارغ ہو حائر کی طرف نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ روانہ ہو آنکھوں میں آنسو ل زبان پر ذکر خدا اور محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات اور ان کے قاتلوں پر لعنت بخصوصاً ان اشقیا پر جنہوں نے سب سے پہلے اہلبیت اطہار کے ظلم کی بنیاد رکھی۔ قدم کو آہستہ آہستہ اٹھائے کیونکہ حق سبحانہ

تعالیٰ ہر قدم پر ثواب حج و عمرہ عطا فرماتا ہے اور یہ کلمات بکثرت کہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

جب رواق کے پہلے دروازہ پر پہونچے تو رک جائے اور کہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ

خدا بہت بزرگ و برتر ہے اور سب تعریفیں بکثرت خدا ہی کیلئے ہیں اور تسبیح کرتا

اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا

ہوں میں اللہ کی ہر صبح و شام، حمد ہے اس خدا کی جس نے ہماری ہدایت

لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا

کی اس زیارت کیلئے اور ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے اگر

اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ اَلسَّلَامُ

ہماری ہدایت نہ فرماتا، بتحقیق لائے پیغمبران خدا حق کو ہمارے لئے سلام ہو آپ پر

عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اے رسول خدا سلام ہو آپ پر اے نبی خدا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

سلام ہو آپ پر، اے خاتم الانبیاء سلام ہو آپ پر

یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اے تمام رسولوں کے سردار سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین سلام ہو آپ پر
يَا سَيِّدَ الْوَصِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ
اے تمام اوصیا کے سردار سلام ہو آپ پر اے نورانی و مبارک
الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
جماعت کے قائد سلام ہو آپ پر اے ابو عبد اللہ سلام ہو
عَلَيْكَ يَا بْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَيِّدَةِ نِسَآءِ
آپ پر اے فرزند فاطمہ زہرا جو سردار ہیں تمام عورات
الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ
عالم کی سلام ہو آپ پر اور ان سب حضرات ائمہ پر جو آپکی اولاد
وُلْدِكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَصِيَّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
میں ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے وصی امیر المومنین
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ الشَّهِيْدُ اَلسَّلَامُ
سلام ہو آپ پر اے بہت بڑے سچے اور شہید سلام ہو
عَلَيْكُمْ يَا مَلٰٓئِكَةَ اللّٰهِ الْمُقِيْمِيْنَ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ
تم پر اے ملائکہ خدا جو قیام کئے ہیں اس مقام
الشَّرِيْفِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلٰٓئِكَةَ رَبِّيْ
شریف میں سلام ہو تم پر اے ملائکہ میرے پالنے

اَلْمُحْدِقِيْنَ بِقَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلسَّلَامُ
والے کے جو گرد حلقہ کئے ہوئے ہیں قبر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سلام

عَلَيْكُمْ مِنِّيْ اَبَدًا مَا بَقِيْتُ وَبَقِيَ اللَّيْلُ
ہو تم سب پر میری طرف سے ہمیشہ جب تک کہ میں زندہ ہوں اور

وَالنَّهَارُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ
جب تک دن و رات باقی ہیں تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہیں

اس کے بعد آگے بڑھے جب رواق کے دوسرے دروازہ پر پہونچے تو کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
سلام ہو آپ پر اے ابو عبد اللہ سلام ہو آپ پر

يَا بْنَ رَسُوْلِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اے فرزند امیر المومنینؑ

عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ الْمُقِرُّ بِالرِّقِّ
غلام آپ کا اور فرزند آپ کے غلام کا اور بیٹا آپ کی کنیز کا جو اقرار کرنے والا ہے آپکی

وَالتَّارِكُ لِلْخِلَافِ عَلَيْكُمْ وَالْمُوَالِيْ لِوَلِيِّكُمْ وَالْمُعَادِيْ
غلامی کا اور ترک کرنیوالا ہے آپ کی مخالفت کا اور دوست ہے اور آپکے دوستوں کا

لِعَدُوِّكُمْ قَصَدَ حَرَمَكَ وَاسْتَجَارَ بِمَشْهَدِكَ
اور دشمن ہے آپکے دشمنوں کا اس نے ارادہ کیا ہے آپکے حرم کا اور پناہ لی ہے آپکے مشہد

وَتَقَرَّبَ اِلَيْكَ بِقَصْدِكَ ءَاَدْخُلُ يَارَسُوْلَ
میں تقرب حاصل کیا ہے، آپ سے آپ کے قصد سے کیا داخل ہوں میں اے رسول اللہ
اللّٰهِ ءَاَدْخُلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ءَاَدْخُلُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
کیا داخل ہوں میں اے نبی خدا کیا داخل ہوں میں اے امیرالمومنین
ءَاَدْخُلُ يَا سَيِّدَ الْوَصِيِّيْنَ ءَاَدْخُلُ يَا فَاطِمَةُ
کیا داخل ہوں میں اے تمام اوصیاء کے سردار کیا داخل ہوں میں اے فاطمہ زہرا جو تمام
سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ ءَاَدْخُلُ يَا مَوْلَايَ
زنان عالم کی سردار ہیں کیا داخل ہوں میں اے مولا میرے اے
يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ءَاَدْخُلُ يَا مَوْلَايَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
ابو عبد اللہ کیا داخل ہوں میں اے میرے مولا میرے اے فرزند رسول

پس داخل حرم ہو اگر دل میں خشوع اور آنکھوں میں آنسو آجائے تو یہی علامت اذن دخول ہے پھر کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْفَرْدِ الصَّمَدِ الَّذِيْ
سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو واحد ہے جس کی ذات فرد
هَدَانِيْ لِوِلَايَتِكَ وَخَصَّنِيْ بِزِيَارَتِكَ وَسَهَّلَ
اور بے نیاز ہے جس نے میری ہدایت فرمائی آپکی محبت کیطرف اور مخصوص کیا آپکی زیارت سے
لِيْ قَصْدَكَ
اور آسان کیا میرے لئے آپکے قصد کو

پس تخت قبر جائے اور ضریح کی طرف منہ کر کے دو پشت بقبلہ ہو کر پڑھے

زیارت وارثہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ آدَمَ صِفْوَةِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
سلام ہو آپ پر اے جناب آدم صفی اللہ کے وارث سلام ہو

عَلَيْكَ يَا وَارِثَ نُوحٍ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
آپ پر اے جناب نوح نبی اللہ کے وارث سلام ہو آپ پر اے

وَارِثَ مُوسٰى كَلِيمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ
جناب ابراہیم موسیٰ کلیم اللہ کے وارث سلام ہو آپ پر اے جناب

عِيسٰى رُوحِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ
عیسیٰ روح اللہ کے وارث سلام ہو آپ پر اے حضرت محمد مصطفےٰ

حَبِيبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
حبیب خدا کے وارث سلام ہو آپ پر اے حضرت امیر المومنین

وَلِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى
ولی خدا کے وارث سلام ہو آپ پر اے فرزند حضرت محمد مصطفےٰ کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَلِيِّنِ الْمُرْتَضٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
سلام ہو آپ پر اے فرزند علی مرتضیٰ کے سلام ہو آپ پر۔

يَابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ خَدِيجَةَ
اے فرزند حضرت فاطمہ زہراء کے سلام ہو آپ پر اے فرزند جناب خدیجۃ

الْكُبْرىٰ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَارَ اللّٰهِ وَابْنَ ثَارِهِ
الکبریٰ کے سلام ہو آپ پر اے وہ شہید جس کے خون کا طالب خدا

وَالْوِتْرَ الْمَوْتُوْرَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ
ہے اور فرزند بھی ایسے ہی شہید کے کہ جس کے خون کا طالب خدا ہے اور جو ایسے مظلوم

وَاٰتَيْتَ الزَّكٰوةَ وَاَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَيْتَ
ہیں یگانہ ہے جسکے فرزندوں دوستوں کے خون کا بھی بدلہ نہیں لیا گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپنے نماز قائم

عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَطَعْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَتّٰى اَتَاكَ
کی اور آپنے زکوٰۃ دی اور نیک باتوں کا حکم دیا اور بری باتوں سے منع کیا اور مرضی پر چلے خدا کی اور اس کے

الْيَقِيْنُ فَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً
رسول کی یہاں تک کہ آپ شہید کیے گئے پس لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے آپکو قتل کیا

ظَلَمَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً سَمِعَتْ بِذٰلِكَ
اور لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے آپ پر ظلم کیا اور لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے

فَرَضِيَتْ بِهٖ يَا مَوْلَايَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَشْهَدُ
آپ کے قتل ہونے کو سنا اور اس پر راضی رہا اے آقا میرے اے ابو عبداللہ الحسین

اَنَّكَ كُنْتَ نُوْرًا فِي الْاَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَالْاَرْحَامِ
میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ نور تھے پشتہائے بزرگ اور رحمہائے پاک پاکیزہ

الْمُطَهَّرَةِ لَمْ تُنَجِّسْكَ الْجَاهِلِيَّةُ بِأَنْجَاسِهَا وَلَمْ

ہیں نہیں چھوا آپکو جاہلیت کی نجاستوں سے اور نہ اس نے پہنایا آپکو اپنا

تُلْبِسْكَ مِنْ مُدْلَهِمَّاتِ ثِيَابِهَا وَأَشْهَدُ أَنَّكَ

ظلمانی لباس میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً

مِنْ دَعَائِمِ الدِّينِ وَأَرْكَانِ الْمُؤْمِنِينَ وَ

آپ دین کے ستون اور ارکان مومنین ہیں اور

أَشْهَدُ أَنَّكَ الْإِمَامُ الْبَرُّ التَّقِيُّ الرَّضِيُّ

گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ایسے امام ہیں کہ جو کہ نیک و پرہیزگار و راضی برضائے

الزَّكِيُّ الْهَادِي الْمَهْدِيُّ وَأَشْهَدُ أَنَّ الْأَئِمَّةَ

خدا اور پاکیزہ ہادی اور ہدایت یافتہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

مِنْ وُلْدِكَ كَلِمَةُ التَّقْوَى وَأَعْلَامُ الْهُدَى

بتحقیق کہ جو آئمہ معصومین آپ کی ذریت ہیں وہ کلمہ پرہیزگاری نشان ہائے

وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقَى وَالْحُجَّةُ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا

ہدایت اور اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور حجت ہیں اہل دنیا پر

وَأُشْهِدُ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَنْبِيَاءَهُ وَرُسُلَهُ

اور گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور اس کے ملائکہ کو اور اس کے انبیاء کو اور اسکے رسولوں کو

أَنِّي بِكُمْ مُؤْمِنٌ وَبِإِيَابِكُمْ مُوقِنٌ

اس بات پر کہ میں آپ پر ایمان لایا ہوں اور آپکی رجعت کا اپنے جزو خاتمہ عمل کی رو سے

بِشَرَائِعِ دِیْنِیْ وَخَوَاتِیْمِ عَمَلِیْ وَ قَلْبِیْ لِقَلْبِکُمْ

یقین کرنے والا ہوں اور قلب میرا آپکے قلب

سِلْمٌ وَاَمْرِیْ لِاَمْرِکُمْ مُتَّبِعٌ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ

کے آگے جھکا ہوا ہے اور میرا امر آپکے امر کا تابع ہے صلوات خدا ہو آپ حضرات پر

وَعَلٰی اَرْوَاحِکُمْ وَعَلٰی اَجْسَادِکُمْ وَعَلٰی اَجْسَامِکُمْ

اور آپ حضرات کی روحوں پر جسدوں پر اور جسموں پر۔ اور آپ حضرات کے

وَعَلٰی شَاهِدِکُمْ وَعَلٰی غَائِبِکُمْ وَعَلٰی ظَاهِرِکُمْ

حاضر پر اور غائب پر اور ظاہر پر

وَعَلٰی بَاطِنِکُمْ

اور باطن پر

اس کے بعد ضریح اقدس سے پٹ کر بوسہ دے آنکھوں سے لگائے اور کہے

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِاَبِیْ

میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر اے فرزند رسول خدا میرے ماں

اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ لَقَدْ عَظُمَتِ

باپ فدا ہوں آپ پر اے ابو عبداللہ الحسینؑ بتحقیق بہت عظیم ہو گئی

الرَّزِیَّۃُ وَجَلَّتِ الْمُصِیْبَۃُ بِکَ عَلَیْنَا وَعَلٰی

مصیبت دیلا اور جلیل ہوئی مصیبت آپکی ہم لوگوں پر اور تمام اہلِ آسمان

جَمِيعِ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَلَعَنَ اللّٰهُ

اور زمین پر پس لعنت کرے خدا اس

اُمَّةً اَسْرَجَتْ وَاَلْجَمَتْ وَتَهَيَّاَتْ لِقِتَالِكَ

گروہ پر جنہوں نے زین رکھا اپنے گھوڑوں پر اور لجام چڑھائے اور آمادہ ہوئے

يَا مَوْلَايَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَصَدْتُ حَرَمَكَ

آپکے قتل کیلئے اے آقا میرے اے ابو عبداللہ الحسینؑ قصد کیا ہے میں نے آپ کے

وَاَتَيْتُ اِلٰى مَشْهَدِكَ اَسْئَلُ اللّٰهَ بِالشَّاْنِ الَّذِيْ

حرم کا اور آیا ہوں میں آپکی شہادت گاہ پر سوال کرتا ہوں میں خدا سے آپکی اس شان کا

لَكَ عِنْدَهٗ وَبِالْمَحَلِّ الَّذِيْ لَكَ لَدَيْهِ اَنْ يُّصَلِّيَ

واسطہ دیکر جو خدا کے نزدیک ہے اور اس مقام کا واسطہ دیکر جو خدا کی نظر میں ہے یہ کہ

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ يَّجْعَلَنِيْ مَعَكُمْ فِي

صلوات بھیجے محمد و آل محمد پر اور یہ کہ گردانے مجھکو آپ حضرات کے ساتھ

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

دنیا و آخرت میں۔

پس دو رکعت نماز پڑھے اور بعد فراغت نماز و تسبیح حضرت فاطمہ زہراؑ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ صَلَّيْتُ وَرَكَعْتُ وَسَجَدْتُ لَكَ

خداوندا بتحقیق کہ میں نے نماز پڑھی اور رکوع کیا اور سجدہ کیا تیرے لئے

وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِنَّ الصَّلٰوةَ وَالرُّكُوْعَ
تجھے واحد جان کر کوئی تیرا شریک نہیں اس لئے کہ نماز اور رکوع اور
وَالسُّجُوْدَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا لَكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ
سجدے سوائے تیرے اور کسی کے واسطے سزاوار نہیں کیونکہ تو ہی وہ خدا
اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
ہے کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں خداوندا صلوات بھیج محمد وآل محمد پر
وَاَبْلِغْهُمْ عَنِّيْ اَفْضَلَ السَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ وَارْدُدْ
اور پہونچا تو میری طرف سے بہترین سلام اور ان کی طرف سے مجھپر
عَلَيَّ مِنْهُمُ السَّلَامَ اَللّٰهُمَّ وَهَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ
سلام کا جواب عطا فرما خداوندا یہ دو رکعت نماز ہدیہ ہے میری جانب
هَدِيَّةٌ مِّنِّيْ اِلٰى مَوْلَايَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا
سے میرے مولا حضرت امام حسین فرزند حضرت علی
السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلَيْهِ وَتَقَبَّلْ
کیطرف ان دونوں حضرات پر سلام ہو خداوندا صلوات بھیج محمد اور ان پر اور قبول
مِنِّيْ وَاَجُرْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِاَفْضَلِ اَمَلِيْ وَرَجَائِيْ
کر میری اس نماز کو اور اجر عطا کر تو مجھکو اس نماز کا جو بہتر ہو میری امید وآرزو سے
فِيْكَ وَفِيْ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ
جو تجھ سے ہے اور تیرے ولی سے ہے اے تمام مومنین کے ولی

پھر پائینِ پا آکر کھڑا ہو اور زیارت شہزادہ جناب علی اکبرؑ پڑھے

زیارت جناب شہزادہ علی اکبرؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے فرزند رسولخدا سلام ہو آپ پر

يَا ابْنَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے فرزند نبی اللہ سلام ہو آپ پر اے فرزند امیر المومنین

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْحُسَيْنِ الشَّهِيْدِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے فرزند حسینؑ شہید راہ خدا سلام ہو آپ

عَلَيْكَ اَيُّهَا الشَّهِيْدُ وَابْنَ الشَّهِيْدِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

پر اے شہید راہ خدا اور فرزند شہید راہ خدا کے سلام ہو آپ پر

اَيُّهَا الْمَظْلُوْمُ وَابْنَ الْمَظْلُوْمِ لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً

اے مظلوم اور فرزند مظلوم کے لعنت کرے خدا اس گر[وہ]

قَتَلَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً ظَلَمَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ

پر جس نے آپکو قتل کیا اور لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے آپ پر ظلم کیا اور لعنت

اُمَّةً سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَرَضِيَتْ بِهٖ

کرے خدا اس گروہ پر جس نے سنا آپکے قتل کو اور اس پر راضی رہا

پھر ضریح اقدس سے پیٹ کر بوسہ دے اور کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ وَابْنَ وَلِیِّہٖ لَقَدْ

سلام ہو آپ پر اے ولی خدا اور فرزند ولی خدا تحقیق

عَظُمَتِ الْمُصِیْبَۃُ وَجَلَّتِ الرَّزِیَّۃُ بِکَ عَلَیْنَا

بہت عظیم ہو گئی مصیبت آپکی اور بزرگ ہوئی بلا آپ کی ہم لوگوں پر اور تمام

وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَعَنَ اللّٰہُ اُمَّۃً قَتَلَتْکَ

مسلمانوں پر پس لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے آپکو

وَاَبْرَءُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَیْکَ مِنْھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

قتل کیا اور برائت چاہتا ہوں اس گروہ سے اور متوجہ ہوں میں اللہ کی اور آپکی طرف

پھر متوجہ ہو تمام شہداء کی طرف اور کہے

زیارت سائر شہداء

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ وَاَحِبَّاءَہٗ

سلام ہو آپ پر اے اولیاء خدا اور اس کے محبوب بندو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْفِیَاءَ اللّٰہِ وَاَوِدَّاءَہٗ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ سب پر اے برگزیدہ خدا اور اس کے دوست سلام

عَلَیْکُمْ یَا اَنْصَارَ دِیْنِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

ہو آپ سب پر اے دین خدا کے ناصرو سلام ہو آپ سب پر

نا اَنْصَارَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ

ے حضرت رسول خدا کے ناصر و سلام ہو آپ سب پر اسے حضرت

مِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ

یر المومنین کی نصرت کرنیوالو سلام ہو آپ سب پر اسے ناصران حضرت

اطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَيِّدَةِ نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ

اطمہ زہرا جو سردار ہیں تمام زنان عالم کی سلام ہو

لَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ

پ سب پر اسے ناصران ابو محمد حضرت امام حسن ابن علی

وَلِيِّ النَّاصِحِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ اَبِيْ

ے جو ولی خدا ہیں اور نصیحت کرنیوالے ہیں، سلام ہو آپ سب پر اسے نصرت

بْدِ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ طِبْتُمْ وَطَابَتِ

نیوالو حضرت ابو عبداللہ الحسین کی میرے ماں باپ فدا ہوں آپ سب حضرات

رْضُ الَّتِيْ فِيْهَا دُفِنْتُمْ وَفُزْتُمْ فَوْزًا عَظِيْمًا

ہ پاکیزہ ہو گئے آپ سب اور پاکیزہ ہو گئی وہ زمین جس میں آپ حضرات

فَيَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَكُمْ فَاَفُوْزَ مَعَكُمْ

فن ہوئے اور فائز ہوئے آپ حضرات بڑی کامرانی پر کاش کہ میں بھی ہوتا آپ حضرات کے ساتھ اور میں بھی فائز ہوتا

پس بائیں حضرت سید الشہداء جا کر اپنے والدین کے لئے

اہل و عیال اور برادران مومنین کے لئے بکثرت دعا کرے کیونکہ تحت قبہ آنحضرت کے دعا کرنے والوں کی دعا رد نہیں ہوتی اور جب ارادہ باہر واپس ہونے کا ہو تو ضریح اقدس سے پسٹ کر رخصت ہونے کے قصد سے کہے۔

زیارت وداع حضرت سید الشہداء

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے آقا میرے سلام ہو آپ پر

يَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صِفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

اے حجت خدا سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا سلام ہو

عَلَيْكَ يَا خَاصَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَالِصَةَ

آپ پر اے خدا کے مخصوص بندہ سلام ہو آپ پر اے خدا کے خالص

اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ سَلَامَ مُوَدِّعٍ

بندہ سلام ہو آپ پر اے امین خدا سلام ہو اس وداع

وَلَا قَالٍ وَلَا سَئِمٍ فَاِنْ اَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ

کرنے والے کا جو نہ رنجیدہ ہو کر وداع کر رہا ہے نہ تھک کر پس اگر میں جاؤں

وَاِنْ اُقِمْ فَلَا عَنْ سُوْءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الصَّابِرِيْنَ

تو اکتا کر نہیں جاؤں گا اور اگر مقام کروں گا تو بد دلی کے ساتھ نہیں

يَا مَوْلَايَ لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنِّيْ لِزِيَارَتِكَ

اے مولا میرے خدا میری اس زیارت کو آخری زیارت نہ قرار دے اور

وَرَزَقَنِي الْعَوْدَ اِلَيْكَ وَالْمَقَامَ فِيْ حَرَمِكَ

مجھکو پھر آپ کے یہاں آنا اور آپ کے حرم میں قیام کرنا اور آپ کے

وَالْكَوْنَ فِيْ مَشْهَدِكَ وَاِيَّاهُ اَسْئَلُ اَنْ يُّسْعِدَنِيْ

مشہد میں رہنا نصیب کرے اور خاص کر خدا سے سوال کرتا ہوں کہ

بِكَ وَبِالْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِكَ وَيَجْعَلَنِيْ مَعَكُمْ

وہ مجھے سعید کرے آپکی وجہ سے اور ان ائمہ کے سبب سے جو آپکی اولاد میں سے ہیں اور دنیا

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

وآخرت میں آپ حضرات کے ساتھ قرار دے آمین اے پالنے والے تمام عالم

پس اس طرح باہر جائے کہ پشت ضریح اقدس کی طرف نہ ہو اور بکثرت

کہتا رہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

ہم خدا ہی کیلئے ہیں اور اسی کیطرف واپس ہونے والے ہیں اور نہیں ہے کوئی طاقت و قوت

اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

مگر سوائے خدائے بزرگ و برتر کے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اس عنوان سے زیارت سید الشہداء بجا لائے تو حق تعالیٰ ہر قدم پر ایک لاکھ حسنہ تحریر فرمائے گا اور ایک لاکھ گناہ محو فرمائے گا اور اس کے لئے ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا۔ اس کی ایک لاکھ حاجتیں بر لائے گا۔ کمترین حاجت میں یہ ہے کہ اس کو آتش جہنم سے آزاد کر دے گا۔

زیارت جناب حبیب ابن مظاہر اسدیؓ

حرم سید الشہداء کے جنوب میں ایک ضریح نظر آئے گی جس میں جناب حبیب آرام فرما رہے ہیں ان کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کیلئے عام طور پر یہ عبارت رائج ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْمُطِيعُ

سلام ہو آپ پر اے بندۂ صالح اطاعت کرنیوالے

لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهٖ وَلِاَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَلِفَاطِمَةَ

اللہ اور اس کے رسول اور امیر المومنین اور فاطمہ زہرا

الزَّهْرَاءِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْغَرِيبِ

وحسن مجتبیٰ وحسین شہید کربلا علیہم السلام کے اے غریب

الْمُوَاسِي اَشْهَدُ اَنَّكَ جَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ

کربلا کے غم خوار میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپنے راہ خدا میں جہاد کیا اور آپ نے

نَصَرْتَ الْحُسَيْنَ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَوَاسَيْتَ

نصرت کی حضرت امام حسین فرزند فاطمہ زہرا دختر رسول خدا کی اور آپنے ان کی

بِنَفْسِكَ وَبَذَلْتَ مُهْجَتَكَ فَعَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ

حمایت کی اپنی ذات سے اور اپنی جان اون پر نثار کردی پس آپ پر خدا کیطرف سے پوری

اَلسَّلَامُ التَّامُّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْقَمَرُ الزَّاهِرُ

سلامتی ہو سلام ہو میرا آپ پر اے چمکتے ہوے چاند

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ ابْنَ مَظَاهِرِ الْاَسَدِيْ

سلام ہو آپ پر اے حبیب ابن مظاہر الاسدی

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اور رحمت خدا ہو آپ پر اور اسکی برکتیں نازل ہوں

پس اسی ضریح کے مقابل ایک نقرئی دروازہ ہے اس میں داخل ہو یہی قتل گاہ حضرت سید الشہدا ہے اس کی زیارت سے مشرف ہو پھر رواق ہی میں مشرقی و شمالی کے گوشہ میں ضریح جناب ابراہیم مجاب پسر حضرت امام موسٰی کاظم کی ضریح ہے اس امام زادے کی زیارت سے مشرف ہو (عام طور پر یہ عبارت رائج ہے)

زیارت جناب ابراہیم مجابؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا السَّيِّدُ الزَّكِيُّ الطَّاهِرُ

سلام ہو آپ پر اے سید و پاک و طاہر ولی خدا۔

الولی الداعی الحفی اشهد انک یا مولای قلت
دعوت حق کرنے والے اور عارف ہیں میں گواہی دیتا ہوں اے مولا میرے جو

حقا و نطقت صدقا و دعوت الی مولای و
کچھ آپ نے فرمایا وہ حق تھا اور صدق کیساتھ آپ گویا ہوئے اور لوگوں کو دعوت دیتے

مولاک الحسین علیہ السلام علانیۃ
رہے میرے اور اپنے مولا حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف علانیہ اور خفیہ طور پر

و سرا افاز متبعک و نجی مصدقک و خاب
پس جس نے آپ کے کہنے کی تصدیق کی اس کی نجات ہوئی

و خسر مکذبک و المتخلف عنک اشهد
اور جس نے آپ کو جھٹلایا یا آپ سے الگ ہوا وہ گھاٹے میں رہا میرے اس اعتقاد

لی بهذه الشهادة لاکون من الفائزین
پر آپ گواہ رہیں تاکہ میں قیامت میں آپ کی معرفت اور

بمعرفتک و طاعتک و تصدیقک و اتباعک
اور اطاعت اور تصدیق اور اتباع کی وجہ

یا سیدی و ابن سیدی یا سید ابراهیم المجاب
سے کامیاب رہوں اے میرے آقا اور میرے آقا کے فرزند اے سید ابراہیم جن کی

ابن الامام موسی بن جعفر و رحمة الله و برکاته
بات کا جواب دیا گیا فرزند امام موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق کے رحمت خدا ہو آپ پر اور برکتیں اسکی

زیارت حضرت قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباس علیہ السلام

جب ارادہ کرے زیارت قمر بنی ہاشم کا تو دروازہ حرم پر کھڑا ہو اور کہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ

خدا بزرگ و برتر ہے میں اسکی بزرگی کا اقرار کرتا ہوں اور سب تعریفیں بکثرت خدا ہی کیلئے ہیں اور

اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا

تسبیح کرتا ہوں میں اللہ کی ہر صبح و شام حمد ہے اس خدا کی جس نے ہماری ہدایت فرمائی اس

لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

زیارت کی اور ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے اگر خدا ہماری ہدایت نہ فرماتا

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

بتحقیق لائے پیغمبران خدا حق کو ہمارے لئے سلام ہو آپ پر اے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

رسول خدا سلام ہو آپ پر اے نبی اللہ سلام ہو آپ

عَلَيْكَ يَا خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

پر اے خاتم الانبیاء سلام ہو آپ پر اے

سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

تمام رسولوں کے سردار سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین ع

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ اَمِيْرِ
سلام ہو آپ پر اے ابو الفضل العباس ابن امیر

الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ
المومنین رحمتِ خدا ہو آپ پر اور برکات اس کی

پس داخل ہو اور جب دوسرے دروازہ پر پہونچے تو کھڑا ہو اور کہے

سَلَامُ اللهِ وَسَلَامُ مَلٰٓئِكَتِهِ الْمُقَرَّبِيْنَ
سلام خدا ہو اور سلام اس کے ملائکہ مقربین کا

وَاَنْبِيَآئِهِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ وَجَمِيْعِ
اور انبیاء مرسلین اور اس کے بندگان صالحین کا اور تمام

الشُّهَدَآءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالتَّحِيَّاتُ الزَّاكِيَاتُ
شہداء صدیقین کا اور تحفہ ہائے پاک و پاکیزہ

الطَّيِّبَاتُ فِيْمَا تَغْتَدِيْ وَتَرُوْحُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ
اس کے صبح و شام ہوں آپ پر اے فرزند

اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَشْهَدُ لَكَ بِالتَّسْلِيْمِ وَالتَّصْدِيْقِ
امیر المومنین میں گواہی دیتا ہوں کہ آپنے تسلیم کیا اور تصدیق

وَالْوَفَآءِ وَالنَّصِيْحَةِ لِخَلَفِ النَّبِيِّ الْمُرْسَلِ وَالسِّبْطِ
کی وفاداری کی اخلاص کیا فرزند نبی مرسل اور نواسہ برگزیدہ خدا

الْمُنْتَجَبِ وَالدَّلِيلِ الْعَالِمِ وَالْوَصِيِّ الْمُبَلِّغِ وَ

اور اس امام کیلئے جو رہنمائے عالم ہے اور وصی ہے اور مبلغ احکام کیلئے

الْمَظْلُومِ الْمُهْتَضَمِ فَجَزَاكَ اللهُ عَنْ رَسُولِهِ

خدا ہے جو مظلوم وستم رسیدہ ہے پس جزا دے خدا آپکو اپنے رسول کیطرف

وَعَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

سے اور حضرت امیر المومنین کی طرف سے اور حضرت امام حسن وامام حسین

صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ بِمَا صَبَرْتَ

کی طرف سے صلوات خدا ہو ان سب حضرات پر بہترین جزا دے خدا آپ کو

وَاحْتَسَبْتَ وَأَعَنْتَ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ لَعَنَ اللهُ

اس امر پر کہ صبر کیا آپنے خوشنودی خدا کیلئے اور مدد کی آپنے پس کیا اچھی عاقبت ہے دار آخرت

مَنْ قَتَلَكَ وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ظَلَمَكَ وَلَعَنَ اللهُ

لعنت کرے خدا اس پر جس نے آپکو قتل کیا اور لعنت کرے خدا اس پر جس نے آپ پر ظلم کیا اور

مَنْ جَهِلَ حَقَّكَ وَاسْتَخَفَّ بِحُرْمَتِكَ وَلَعَنَ

لعنت کرے خدا اس پر جس نے نہ پہچانا آپکے حق کو اور ہلکا جانا آپکی حرمت کو اور لعنت

اللهُ مَنْ حَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ مَاءِ الْفُرَاتِ أَشْهَدُ

کرے خدا اس پر جو حائل ہوا آپکے اور فرات کے درمیان میں گواہی دیتا ہوں

أَنَّكَ قُتِلْتَ مَظْلُوماً وَأَنَّ اللهَ مُنْجِزٌ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ

بیشک آپ مظلومی کے ساتھ قتل کئے گئے اور یقیناً خدا پورا کرنے والا ہے آپ حضرات کیلئے اس وعدہ

جِئْتُكَ يَابْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَافِدًا اِلَيْكُمْ

کو جو آپ حضرات سے کیا ہے میں حاضر ہوا ہوں آپکی جناب میں اے فرزند امیر المومنین

وَقَلْبِيْ لَكُمْ مُسَلِّمٌ وَاَنَا لَكُمْ تَابِعٌ وَنُصْرَتِيْ

طالب عنایت ہو کر ایسی حالت میں کہ قلب میرا آپکو تسلیم کئے ہوئے ہے اور میں آپکا تابع ہوں

لَكُمْ مُعَدَّةٌ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ

اور مدد میری آپکے لئے مہیا ہے یہاں تک کہ خدا اپنا حکم کرے اور وہ سب سے بہتر حکم کرنیوالا ہے

فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ اِنِّيْ بِكُمْ وَبِاِيَابِكُمْ

پس میں آپکا ساتھی ہوں آپ کے دشمنوں کا ساتھی نہیں ہوں اور آپ حضرات کی

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبِمَنْ خَالَفَكُمْ وَقَتَلَكُمْ مِنَ

رجعت پر ایمان رکھتا ہوں اور جس نے آپ حضرات کی مخالفت کی اور قتل کیا انکو چھوڑ دینے

الْكَافِرِيْنَ قَتَلَ اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكُمْ بِالْاَيْدِيْ

والوں میں ہوں. قتل کرے خدا اس گروہ کو جس نے آپ حضرات کو ہاتھوں اور زبانوں سے

وَالْاَلْسُنِ ؕ

قتل کیا

پس داخل روضۂ اقدس ہو کر کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الْمُطِيْعُ

سلام ہو آپ پر اے بندہ نیکو کار اے اطاعت کرنے والے خدا اور اس کے

لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

رسول کے اور امیر المومنین اور اور امام حسنؑ و امام حسینؑ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ

کے صلوات خدا ہو و سلام ان سب حضرات پر سلام ہو آپ پر اور رحمت خدا ہو

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَرِضْوَانُهٗ وَعَلٰی

اور برکات اس کی اس کی بخششیں اور خوشنودی ہو آپ کی روح اقدس

رُوْحِكَ وَبَدَنِكَ اَشْهَدُ وَاُشْهِدُ اللّٰهَ اَنَّكَ

و جسم مطہر پر میں گواہی دیتا ہوں اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ آپنے وہی کیا

مَضَیْتَ عَلٰی مَا مَضٰی بِهِ الْبَدْرِیُّوْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ

جو اہل بدر نے کیا تھا اور وہ لوگ جہاد کرنے والے تھے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الْمُنَاصِحُوْنَ لَهٗ فِیْ جِهَادِ اَعْدَائِهٖ

راہ خدا میں اور اخلاص پیش کرنے والے تھے حالت جہاد میں دشمنان خدا سے

الْمُبَالِغُوْنَ فِیْ نُصْرَةِ اَوْلِیَائِهٖ الذَّابُّوْنَ عَنْ اَحِبَّائِهٖ

اور بلیغ کوشش کرنیوالے تھے نصرت میں اس کے اولیاء کی اور دور کرنیوالے

فَجَزَاكَ اللّٰهُ اَفْضَلَ الْجَزَآءِ وَاَكْثَرَ الْجَزَآءِ وَ

تھے اس کے دوستوں سے دشمنوں کو پس خدا جزا دے آپکو بہترین جزا اور زیادہ

اَوْفَرَ الْجَزَآءِ وَاَوْفٰی جَزَآءِ اَحَدٍ مِّمَّنْ وَفٰی

سے زیادہ جزا وافر تر جزا اور کامل تر جزا اس مستحق شخص کی طرح جسنے وفا

بِبَيْعَتِهٖ وَاسْتَجَابَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاَطَاعَ وُلَاةَ

کی ہو اپنی بیعت پر اور قبول کیا ہو دعوت خدا کو اور اطاعت کی ہو جس نے

اَمْرِهٖ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَالَغْتَ فِي النَّصِيْحَةِ

اس کے والیان امر کی میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ نے اخلاص پیش کرنے میں بہت

وَاَعْطَيْتَ غَايَةَ الْمَجْهُوْدِ فَبَعَثَكَ اللّٰهُ فِي

کوشش کی اور انتہائی کوششوں کو صرف کیا پس خدا آپ کو شہدا میں

الشُّهَدَآءِ وَجَعَلَ رُوْحَكَ مَعَ اَرْوَاحِ السُّعَدَآءِ

محشور کرے اور آپ کی روح نیکو کاروں کی ارواح کے ساتھ قرار دے

وَاَعْطَاكَ مِنْ جِنَانِهٖ اَفْسَحَهَا مَنْزِلًا وَاَفْضَلَهَا

اور عطا کرے خدا آپ کو اپنی جنتوں میں وسیع تر جنت از روئے منزل کے

غُرَفًا وَرَفَعَ ذِكْرَكَ فِي عِلِّيِّيْنَ وَحَشَرَكَ مَعَ

اور بہتر باعتبار غرفوں کے اور بلند کرے خدا آپکے ذکر کو علیین میں اور محشور کرے

النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

خدا آپکو انبیاء اور صدیقین میں اور شہداء اور صالحین کے ساتھ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا اَشْهَدُ اَنَّكَ لَمْ تَهِنْ

اور یہ حضرات کتنے اچھے رفیق ہیں گواہی دیتا ہوں میں کہ بیشک آپنے نہ سستی

وَلَمْ تَنْكُلْ وَاَنَّكَ مَضَيْتَ عَلٰى بَصِيْرَةٍ مِنْ

کی اور نہ پیچھے ہٹے اور گذرے آپ بصیرت کے ساتھ اپنے امر میں اقتدا کرکے

أَمْرِكَ مُقْتَدِيًا بِالصَّالِحِينَ وَمُتَّبِعًا لِلنَّبِيِّينَ فَجَمَعَ

صالحین کا اور اتباع کرکے انبیاء کا پس جمع کرے

اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُولِهِ وَأَوْلِيَائِهِ فِي

خدا ہمارے اور آپکے درمیان اور اپنے رسول اور اپنے اولیاء کے درمیان

مَنَازِلِ الْمُخْبِتِينَ فَإِنَّهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

منزلوں میں ان لوگوں کے جو خدا کیلئے خشوع کرتے ہیں بیشک وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

پھر پائین پا کھڑا ہو اور کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسُ ابْنَ أَمِيرِ

سلام ہو آپ پر اے ابوالفضل العباس ابن امیر

الْمُؤْمِنِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ

المومنین سلام ہو آپ پر اے فرزند سردار اوصیاء کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ أَوَّلِ الْقَوْمِ إِسْلَامًا وَأَقْدَمِهِمْ

سلام ہوں آپ پر اے فرزند اس بزرگوار کے جو تمام مخلوق سے پہلے اسلام لائے

إِيمَانًا وَأَقْوَمِهِمْ بِدِينِ اللّٰهِ وَأَحْوَطِهِمْ عَلَى

اور مقدم ہیں سب سے ایمان میں اور سب سے زیادہ خدا کے دین پر قائم ہیں

الْإِسْلَامِ أَشْهَدُ لَقَدْ نَصَحْتَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَخِيكَ

اور سب سے زیادہ محافظ ہیں اسلام کے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپنے انتہائی خلوص کیا خدا کے

فَنِعْمَ الْاَخُ الْمُوَاسِیْ فَلَعَنَ اللّٰہُ اُمَّۃً قَتَلَتْکَ

بارے میں اور اس کے رسول کے بارے میں اور اپنے بھائی کے متعلق پس کیا اچھے بھائی ہیں

وَلَعَنَ اللّٰہُ اُمَّۃً ظَلَمَتْکَ وَلَعَنَ اللّٰہُ اُمَّۃً اِسْتَحَلَّتْ

آپ مواسات کرنے والے پس لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے آپکو قتل کیا اور لعنت کرے

مِنْکَ الْمَحَارِمَ وَانْتَھَکَتْ حُرْمَۃَ الْاِسْلَامِ

خدا اس گروہ پر جس نے ظلم کیا آپ پر اور لعنت کرے خدا اس گروہ پر جس نے آپکی بیحرمتی کرکے حرمت اسلام کو

فَنِعْمَ الصَّابِرُ الْمُجَاھِدُ الْمُحَامِیْ النَّاصِرُ وَالْاَخُ الدَّافِعُ

ضائع کیا آپ کیسے اچھے صابر جہاد کرنے والے حمایت کرنیوالے مددگار ہیں اور ایسے بھائی

عَنْ اَخِیْہِ الْمُجِیْبُ اِلٰی طَاعَۃِ رَبِّہٖ الرَّاغِبُ

ہیں جو دور کرنیوالے ہیں اپنے بھائی کے ضرر کو اور اپنے رب کی طاعت پر لبیک کہنے والے

فِیْمَا زَھِدَ فِیْہِ غَیْرُہٗ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِیْلِ وَالثَّنَاءِ

ہیں رغبت کرنیوالے ہیں اس امر کی طرف جس کو دوسروں نے ترک کردیا یعنی ثواب کثیر

الْجَمِیْلِ فَاَلْحَقَکَ اللّٰہُ بِدَرَجَۃِ اٰبَائِکَ فِیْ جَنّٰتِ

اور ثنائے جمیل کو پس ملحق کرے خدا آپکو آپکے بزرگوں کے ساتھ ان کے درجہ میں جو جنات

النَّعِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ تَعَرَّضْتُ لِزِیَارَۃِ اَوْلِیَائِکَ

نعیم میں ہے خداوندا میں متوجہ ہوں زیارت کی طرف تیرے اولیاء کی تیرے ثواب

رَاغِبًا فِیْ ثَوَابِکَ وَرَاجِیًا لِمَغْفِرَتِکَ وَجَزِیْلِ

کی خواہش میں اور تیرے بخشش کی امید میں اور تیرے احسان کامل کی آرزو میں پس سوال کرتا

اِحْسَانِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ

ہوں تجھ سے کہ تو صلوات بھیج محمد مصطفےٰ اور ان کی آل پاکدو

الطَّاهِرِيْنَ وَاَنْ تَجْعَلَ رِزْقِيْ بِهِمْ دَارًّا وَّعَيْشِيْ

پاکیزہ پر اور قرار دے میرے رزق کو جاری رہنے والا بسبب ان

بِهِمْ قَارًّا وَّزِيَارَتِيْ بِهِمْ مَقْبُوْلَةً وَّحَيٰوتِيْ بِهِمْ

حضرات کے اور میرے عیش کو برقرار رکھ ان حضرات کے صدقہ میں) میری زیارت کو قبول فرما

طَيِّبَةً وَّاَدْرِجْنِيْ اِدْرَاجَ الْمُكْرَمِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ

اور میری زندگی کو ان حضرات کی وجہ سے پاکیزہ کر اور تو مجھکو برگزیدہ لوگوں کے درجہ پر فائز

مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ مِنْ زِيَارَةِ مَشَاهِدِ اَحِبَّائِكَ

کر اور گردان تو مجھکو ان لوگوں میں سے جو واپس ہوتے ہیں زیارت سے تیرے اولیا کے مشہدوں

مُفْلِحًا مُّنْجِحًا قَدِ اسْتَوْجَبَ غُفْرَانَ الذُّنُوْبِ

سے کامیاب ہو کر اور مستوجب ہو کر اپنے گناہوں کی بخشش کے اور عیبوں کے پوشیدہ

وَسَتْرَ الْعُيُوْبِ وَكَشْفَ الْكُرُوْبِ اِنَّكَ اَهْلُ

ہونے اور مصائب کے دور ہونے کے مستحق ہو کر بے شک تو اہل ہے کہ تجھ سے خوف

التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

کیا جائے اور تو حق رکھتا ہے کہ لوگوں کے گناہ بخش دے

پس دو رکعت نماز پڑھے بعدِ فراغت تسبیح حضرت زہرا اس دعا کو پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰھِیْ بِاَخَصِّ صِفَاتِكَ

خداوندا صلوات بھیج تو محمد و آل محمد پر اے میرے معبود تیرے مخصوص صفات

وَبِعِزِّ جَلَالِكَ وَبِعَظَمَةِ اَسْمَائِكَ وَبِعِصْمَةِ اَنْبِيَائِكَ

اور تیرے عزت و جلال اور تمام اسمار کی عظمت اور تیرے انبیار کی عصمت اور

وَبِنُوْرِ اَوْلِيَائِكَ وَبِدَمِ شُهَدَائِكَ وَبِدُعَاءِ صُلَحَائِكَ

اور تیرے اولیار کے نور اور تیرے شہیدوں کے خون اور تیرے صالحین

وَبِمُنَاجَاةِ فُقَرَائِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ زِيَادَةً

بندوں کی دعاؤں اور تیرے فقرار کی مناجات کا واسطہ دیکر خداوندا میں تجھ سے

فِي الْعِلْمِ وَصِحَّةً فِي الْجِسْمِ وَبَرَكَةً فِي الرِّزْقِ

سوال کرتا ہوں کہ تو میرے علم میں زیادتی کر اور جسم کو صحت عطا فرما اور میرے رزق

وَطُوْلًا فِي الْعُمْرِ وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً

میں برکت دے اور میری عمر طویل کر اور مجھکو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا کر اور راحت دنیا تو

عِنْدَ الْمَوْتِ وَنَجَاةً مِنَ النَّارِ وَدُخُوْلًا فِي الْجَنَّةِ

کے وقت اور نجات دینا دوزخ سے اور داخل کرنا جنت میں

وَعَافِيَةً مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

اور عافیت عطا کرنا کل بلائے دنیا اور عذاب آخرت سے

اِلٰهِيْ اَعْمَالُنَا قَلِيْلَةٌ وَحَاجَاتُنَا كَثِيْرَةٌ وَاَنْتَ

اے معبود میرے اعمال قلیل ہیں اور حاجتیں میری بہت ہیں اور تو جاننے والا

عَالِمٌ بِالسَّرِيْرَةِ رَبِّ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ
اور دیکھنے والا ہے اور پالنے والے میں بہت نقصان میں ہوں اور تو سب

اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْتَ
رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے خداوندا بحق محمد مصطفےٰ جبکہ تو محمود

الْمَحْمُوْدُ وَبِحَقِّ عَلِيٍّ وَّاَنْتَ الْاَعْلٰى وَبِحَقِّ
ہے اور بحق حضرت علی کہ تو اعلیٰ ہے اور بحق حضرت

فَاطِمَةَ وَاَنْتَ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فاطمہ زہرا کہ تو پھیلانے والا ہے زمین و آسمان کا اور صدقہ میں

وَبِحَقِّ الْحَسَنِ وَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَبِحَقِّ الْحُسَيْنِ
حضرت امام حسنؑ کے کہ تو محسن ہے اور صدقہ میں حضرت امام

وَاَنْتَ قَدِيْمُ الْاِحْسَانِ فَاسْتَجِبْ دُعَائِیْ وَاقْضِ
حسین کے کہ تو قدیم الاحسان ہے قبول کرے میری دعا کو اور پوری کر دے

حَاجَاتِیْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ؛
میری حاجتوں کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے

پھر سرہانے آنحضرت کے کھڑا ہو اور کہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْتَدَّ عَلِیْ
خداوندا صلوات بھیج تو محمد و آل محمد پر اور اس سبب

فِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ الْمُکَرَّمِ وَالْمَشْھَدِ الْمُعَظَّمِ

مکان مکرم اور مشہد معظم میں میرے گناہ کو بغیر بخشے نہ چھوڑنا

ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا مَرَضًا

اور نہ کوئی رنج وغم ایسا ہو جس کو تو دور کر دے اور نہ کسی بیماری کو مگر یہ

اِلَّا شَفَیْتَہٗ وَلَا عَیْبًا اِلَّا سَتَرْتَہٗ وَلَا رِزْقًا اِلَّا بَسَطْتَہٗ

کہ تو اس سے شفا دے اور نہ کسی عیب کو میرے مگر یہ کہ اسے چھپا دے اور نہ

وَلَا خَوْفًا اِلَّا اٰمَنْتَہٗ وَلَا شَمْلًا اِلَّا جَمَعْتَہٗ وَلَا غَائِبًا

میرے رزق کو مگر یہ کہ اس کو کشادہ کر دے اور نہ کسی خوف کو میرے مگر یہ کہ اسکو امن سے

اِلَّا حَفِظْتَہٗ وَاَدْنَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا

بدل دے اور کسی پراگندگی کو مگر یہ کہ اس کو جمع کر دے اور نہ کسی غائب کی مگر یہ کہ انکی حفاظت کر

وَالْاٰخِرَۃِ لَکَ فِیْھَا رِضًی وَلِیَ فِیْھَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَھَا

اور انکو قریب کر دے اور نہ کسی حاجت کو دنیا و آخرت کی حاجتوں میں سے جسمیں تیری خوشنودی اور میرے

یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

لئے اچھائی ہو مگر یہ کہ تو اسے پورا کر دے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالے

پس دعا کرے اور جب رخصت ہونا چاہے تو ضریح اقدس کے قریب کھڑا ہو کر اس طرح وداع کرے۔

اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ وَاَسْتَرْعِیْکَ وَاَقْرَءُ عَلَیْکَ

میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی نگہبانی میں دیتا ہوں اور آپ پر سلام

اَلسَّلَامُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَبِكِتَابِهٖ وَبِمَاجَآءَ
عرض کرتا ہوں ایمان لایا ہوں میں اللہ اور اس کے رسول پر اسکی کتاب پر اور ہر اس

بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ فَاكْتُبْنَا مِنَ الشَّاهِدِيْنَ
چیز پر جو اس کی طرف سے رسول لائے اور خداوندا پس لکھ دے تو مجھکو اس بات کے گواہوں میں

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ قَبْرَ ابْنِ
خداوندا تو قرار نہ دے میری اس زیارت کو آخری زیارت فرزند اور رسول کے روضہ کی اور

اَخِيْ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَارْزُقْنِيْ
نصیب کر تو مجھکو ان جناب کی زیارت کرنا ہمیشہ جب تک کہ تو مجھے زندہ رکھے اور محشور

زِيَارَتَهٗ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَاحْشُرْنِيْ مَعَهٗ وَمَعَ
کرنا مجھ کو توان جناب کے ساتھ اور ان کے بزرگوں کے

اٰبَائِهٖ فِي الْجِنَانِ وَعَرِّفْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ
ساتھ جنتوں میں اور معرفت کرا دے میرے اور ان کے درمیان اور

رَسُوْلِكَ وَاَوْلِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ
اپنے رسول اور اولیاء کے درمیان خداوندا صلوات بھیج محمد و آل

مُحَمَّدٍ وَّتَوَفَّنِيْ عَلَى الْاِيْمَانِ بِكَ وَالتَّصْدِيْقِ
محمد پر اور موت دینا مجھکو اس ایمان پر جو تجھ پر لایا ہوں اور اس تصدیق پر

بِرَسُوْلِكَ وَالْوِلَايَةِ لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْاَئِمَّةِ
جو میں نے تیرے رسول کی کی ہے اور ولایت پر حضرت علی ابن ابی طالب اور ائمہ علیہم السلام کی

مِنْ وُلْدِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالْبَرَاءَةِ مِنْ عَدُوِّهِمْ

جو انکی اولاد میں سے ہیں اور بیزاری پر ان کے دشمنوں کی بتحقیق کہ میں ان

فَاِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ یَا رَبِّیْ بِذٰلِكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى

باتوں پر راضی ہوں اے پالنے والے اور صلوات بھیج

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

محمد وآل محمد پر

کیفیت زیارت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

جب ارادہ زیارت قبر مطہر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ہو تو غسل کرے لباس پاکیزہ پہنے خوشبو لگائے اور جب گھر سے نکلنے لگے تو کہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ خَرَجْتُ مِنْ مَنْزِلِیْ اَبْغِیْ فَضْلَكَ

خداوندا میں اپنے مکان سے نکلا ہوں تیرے فضل کی طلب میں اور تیرے

وَاَزُوْرُ وَصِیَّ نَبِیِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَیْهِمَا اَللّٰهُمَّ

نبی کے وصی کی زیارت کو صلوات بھیج ان دونوں حضرات پر خداوندا

فَیَسِّرْ ذٰلِكَ لِیْ وَسَبِّبِ الْمَزَارَ لَهٗ وَاخْلُفْنِیْ

اس کو میرے لئے آسان کر دے اور ان کی زیارت کے اسباب مہیا کر دے اور

فِیْ عَاقِبَتِیْ وَحُزَانَتِیْ بِاَحْسَنِ الْخِلَافَةِ یَا

میرے پسماندگان اور خاندان میں تو میری نیابت فرما اچھی طرح اے سب رحم

اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

کرنے والوں سے زیادہ رحیم

پس روانہ ہو اور راہ میں برابر اس کو پڑھتا رہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

سب تعریفیں اسی خدا کیلئے ہیں جو پاک و منزہ ہے تمام صفات مخلوق سے اللہ نہیں ہے کوئی معبود

جب قبہ حرم محترم پر نظر پڑے تو کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اخْتَصَّنِيْ بِهٖ مِنْ طِيْبِ
سب تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے مجھے پاکیزہ ولادت کے ساتھ مخصوص

الْمَوْلِدِ وَاسْتَخْلَصَنِيْ اِكْرَامًا بِهٖ مِنْ مُوَالَاةِ
کیا اور اپنے انتہائی کرم کی وجہ سے ان بزرگوں کی محبت

الْاَبْرَارِ السَّفَرَةِ الْاَطْهَارِ وَالْخِيَرَةِ الْاَعْلَامِ
کیلئے منتخب فرمایا جو ابرار ہیں سفیر ہیں پاک و پاکیزہ ہیں برگزیدہ ہیں بلند مرتبہ ہیں

اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْ سَعْيِيْ اِلَيْكَ وَتَضَرُّعِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ
خداوندا میری کوشش جو تیری جانب ہے اسے قبول کر اور گریہ زاری کو جو تیری بارگاہ میں ہے

وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِيْ لَا تَخْفٰى عَلَيْكَ اِنَّكَ
قبول کر اور میرے گناہوں کو بخش دے جو تجھ سے مخفی نہیں ہیں بتحقیق کہ تو خدا بادشاہ بڑا

اَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْغَفَّارُ ۔
بخشنے والا ہے۔

جب دروازہ شہر نجف پر پہنچے تو کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا
سب تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے ہماری ہدایت فرمائی اگر وہ ہدایت فرماتا تو

لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مجھکو

سَيَّرَنِيْ فِيْ بِلَادِهٖ وَحَمَلَنِيْ عَلٰى دَوَابِّهٖ وَطَوٰى

اپنے شہروں کی سیر کرائی اور مجھے اپنی سواریوں پر سوار کیا اور مسافت دراز

لِيَ الْبَعِيْدَ وَصَرَفَ عَنِّيَ الْمَحْذُوْرَ وَدَفَعَ عَنِّيَ

کو میرے لئے کوتاہ کیا اور خطروں مجھ سے دور کیا اور ناپسندیدہ باتوں کو مجھ سے

الْمَكْرُوْهَ حَتّٰى اَقْدَمَنِيْ حَرَمَ اَخِيْ رَسُوْلِهٖ

دفع کیا یہاں تک کہ اپنے رسول کے بھائی کے حرم تک پہونچا دیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

صلوات خدا ہو ان پر اور ان کی آل پر

جب شہر میں داخل ہو تو کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَدْخَلَنِيْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ الْمُبَارَكَةَ

سب تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے مجھے اس مبارک سرزمین میں داخل

الَّتِيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا وَاخْتَارَهَا لِوَصِيِّ نَبِيِّهٖ

کیا جس میں اپنی برکتیں نازل کی ہیں اور اس کو اپنے نبی کے وصی کے لئے قرار دیا

اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْهَا شَاهِدَةً لِيْ ۔

خداوندا اس کو میرا گواہ قرار دے ۔

جب صحن کے پھاٹک پر پہنچے تو کہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْمَقَامَ مَقَامُكَ

خداوندا یقیناً یہ حرم تیرا حرم ہے اور یہ مقام تیرا مقام ہے

وَاَنَا اَدْخُلُ اِلَيْهِ اُنَاجِيْكَ بِمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ

اور میں داخل ہو رہا ہوں اس میں مناجات کرتا ہوں ان خیالات کے ساتھ جنکو

مِنْ سِرِّیْ وَنَجْوَایَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ

تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے میرے دل کی باتوں سے سب تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو احسان

اَلْمُتَطَوِّلِ الَّذِیْ مِنْ تَطَوُّلِهٖ سَهَّلَ لِیْ زِيَارَةَ

کرنے والا جو و بخشش کرنیوالا جس نے اپنے احسان سے میرے

مَوْلَایَ بِاِحْسَانِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْنِیْ عَنْ زِيَارَتِهٖ

مولا کی زیارت مجھ پر آسان کی اور مجھ کو ان جناب کی زیارت سے ممنوع

مَمْنُوْعًا وَلَا عَنْ وِلَايَتِهٖ مَدْفُوْعًا بَلْ تَطَوَّلَ

اور ان کی ولایت سے علیحدہ نہیں رکھا بلکہ مجھ پر بخشش فرمائی اور نصیب کی زیارت

وَمَنَحَ اَللّٰهُمَّ كَمَا مَنَنْتَ عَلَیَّ بِمَعْرِفَتِهٖ فَاجْعَلْنِیْ

خداوندا جس طرح تو نے ان بزرگوار کی معرفت کیوجہ سے مجھ پر احسان

مِنْ شِيْعَتِهٖ وَاَدْخِلْنِیَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ يَا

اسی طرح ان کے شیعوں میں بھی قرار دے اور انکی شفاعت سے داخل کر

أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

تو مجھے جنت میں اے رب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے

جب صحن میں داخل ہو تو کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَكْرَمَنِي بِمَعْرِفَتِهٖ وَ مَعْرِفَةِ رَسُولِهٖ

سب تعریفیں اسی کیلئے ہیں جس نے اپنی معرفت اور اپنے رسول کی

وَمَنْ فَرَضَ عَلَيَّ طَاعَتَهٗ رَحْمَةً مِنْهُ لِي وَتَطَوُّلًا

معرفت اور جن کی اطاعت کو فرض کیا ان کی معرفت کیوجہ سے کرامت عطا کی

مِنْهُ عَلَيَّ وَمَنَّ عَلَيَّ بِالْاِيْمَانِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

اپنے رحم وکرم سے اور مجھکو ایمان دے کر احسان کیا ۔ سب تعریفیں اسی خدا کیلئے

اَدْخَلَنِي حَرَمَ اَخِي رَسُولِهٖ وَاَرَانِيهِ فِي عَافِيَةٍ

ہیں جس نے داخل کیا مجھے اپنے نبی کے بھائی کے حرم میں اور زیارت کرائی عافیت کے ساتھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنِي مِنْ زُوَّارِ قَبْرِ وَصِيِّ

سب تعریفیں اسی خدا کے لئے ہیں جس نے مجھے زائروں میں سے قرار دیا اپنے

رَسُولِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ

رسول کے وصی کی قبر مطہر کا میں گواہی دیتا ہوں کہ بتحقیق نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے

لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ جَاءَ

جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں بتحقیق حضرت محمد اسکے بندہ اور رسول

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا عَبْدُ اللّٰهِ وَ
ہیں جو حق کو لیکر آئے اللہ کیطرف سے گواہی دیتا ہوں میں کہ بتحقیق حضرت علی اللہ کے بندہ اور

اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
رسول کے بھائی ہیں اللہ بزرگ ہے اللہ بزرگ ہے اللہ بزرگ ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى هِدَايَتِهٖ
نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ بزرگ ہے سب تعریفیں خدا کیلئے ہیں کہ

وَتَوْفِيْقِهٖ لِمَا دَعَا اِلَيْهِ مِنْ سَبِيْلِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ
اس نے ہدایت کی اور توفیق عطا فرمائی اپنے اس راہ کی جس کی طرف اس نے بلایا۔ خداوندا بتحقیق

اَفْضَلُ مَقْصُوْدٍ وَاَكْرَمُ مَاْتِيٍّ وَقَدْ اَتَيْتُكَ
تو ہی بہترین مقصود ہے اور ان سب سے زیادہ عطا کرنیوالا ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر

مُتَقَرِّبًا اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبِاَخِيْهِ
ہوتے ہیں میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تیرے نبی جو نبی رحمت ہیں اور ان کے

اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا
بھائی امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ذریعہ سے دونوں حضرات

السَّلَامُ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَلَا تُخَيِّبْ
پر سلام ہو پس صلوات بھیج حضرت محمد اور ان کی آل پر اور میری کوشش کو

سَعْيِيْ اُنْظُرْ اِلَيَّ نَظْرَةً رَحِيْمَةً تَنْعَشُنِيْ بِهَا وَاجْعَلْنِيْ
اکارت نہ کر اور میری طرف نظر رحمت سے دیکھ جس سے مجھ کو خوشحال کر دے اور مجھے اپنے

عِنْدَكَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ.
نزدیک باوجاہت رکھ دنیا وآخرت میں اور قرار دے مجھے مقربین میں سے

جب بارواق کے در پر پہنچے تو کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِيْنِ اللّٰهِ عَلٰى وَحْيِهٖ
سلام ہو حضرت رسول خدا پر جو امین خدا ہیں اس کی وحی پر

وَعَزَائِمِ اَمْرِهِ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ
اور اسکے عظیم الشان امور پر ختم کرنیوالے ہیں ان شریعتوں کے جو پہلے گذر گئیں اور

لِمَا اسْتُقْبِلَ وَالْمُهَيْمِنِ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَرَحْمَةُ
شروع کرنیوالے ہیں اس دین کے جو پیش آنیوالا ہے اور نگہبان ہیں ان سب باتوں کے

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلٰى صَاحِبِ السَّكِيْنَةِ
رحمت خدا ہو اور برکات اس کی۔ سلام ہو صاحب سکینہ پر

اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَدْفُوْنِ بِالْمَدِيْنَةِ اَلسَّلَامُ عَلَى
سلام ہو ان پر جو دفن کئے گئے ہیں مدینہ میں سلام ہو ان پر

الْمَنْصُوْرِ الْمُؤَيَّدِ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِي الْقَاسِمِ
جو نصرت کئے گئے ہیں سلام ہو ابوالقاسم

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
حضرت محمد ابن عبد اللہ پر اور رحمت خدا ہو اور برکات اسکی

پس رواق میں داخل ہو اور اپنے داہنے پیر کو مقدم کرے اور دوسرے دروازہ رواق پر پہنچکر کہے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ
گواہی دیتا ہوں میں اس امر کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے جو یکتا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں

أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِهِ
اور گواہی دیتا ہوں میں کہ بتحقیق حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں جو لائے حق کو خدا کیطرف سے اور

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ
تصدیق کی انہوں نے مرسلین کی سلام ہو آپ پر اے رسول خدا

اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللّٰهِ وَخِيَرَتَهُ مِنْ خَلْقِهِ
سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا ! اور بہترین مخلوق اس کی خلق

اَلسَّلَامُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَخِي رَسُولِ
پس سلام ہو حضرت امیرالمومنین پر جو بندہ خدا ہیں اور بھائی ہیں رسولخدا

اللّٰهِ يَا مَوْلَايَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ
کے اے مولا میرے اے امیرالمومنین غلام آپ کا اور فرزند آپکے

وَابْنُ أَمَتِكَ جَاءَكَ مُسْتَجِيرًا بِذِمَّتِكَ قَاصِدًا
غلام کا اور بیٹا آپ کی کنیز کا آیا ہے آپکے پاس پناہ لے کر آپ کے ذمہ کی

إِلَى حَرَمِكَ مُتَوَجِّهًا إِلَى مَقَامِكَ مُتَوَسِّلًا إِلَى اللّٰهِ
متوجہ ہے آپ کے مقام کی طرف توسل چاہتا ہے بواسطہ آپکے

تَعَالٰی بِكَ ءَ اَدْخُلُ یَا مَوْلَایَ ءَ اَدْخُلُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

خدا تعالیٰ سے کیا داخل ہوں اے مولا میرے کیا داخل ہوں اے امیر المومنین کیا داخل

ءَ اَدْخُلُ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ ءَ اَدْخُلُ یَا اَمِیْنَ اللّٰهِ ءَ اَدْخُلُ

ہوں اے حجت خدا کیا داخل ہوں اے امین اللہ کیا داخل ہوں

یَا مَلٰٓئِکَةَ اللّٰهِ الْمُقِیْمِیْنَ فِیْ هٰذَا الْمَشْهَدِ یَا مَوْلَایَ

ہیں اے ملائکہ خدا جو مقیم ہیں اس روضہ انور میں اے مولا میرے

اَتَاْذَنُ لِیْ بِالدُّخُوْلِ اَفْضَلَ مَا اَذِنْتَ لِاَحَدٍ مِّنْ

آیا اجازت دیتے ہیں آپ مجھکو داخل ہونیکی بہترین اجازت جو کسی ایک کو اپنے

اَوْلِیَآئِكَ فَاِنْ لَّمْ اَكُنْ لَهٗ اَهْلًا فَاَنْتَ اَهْلٌ لِذٰلِكَ

دوستوں میں سے دی ہو۔ اگرچہ میں اس کا اہل نہیں ہوں لیکن آپ تو اس امر کے اہل ہیں

پس چوکھٹ کو بوسہ دے اور داہنا قدم آگے رکھے

اور داخل قبہ محترم ہو کر کہے

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ

داخل ہوتا ہوں میں خدا کا نام لے کر اور اللہ کی مدد سے اور خدا کی راہ میں اور ملت

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ

رسول خدا پر صلوات خدا ہو ان پر اور ان کی آل پر خدا وندا بخشدے مجھکو اور

وَارْحَمْنِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

رحم کر مجھپر اور توبہ میری قبول کر بتحقیق کہ تو بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

پس آگے بڑھے اور مقابل قبر مطہر کھڑا ہو جائے اور کہے

اَلسَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِیْنِ

سلام ہو خدا کیطرف سے حضرت محمد پر جو رسول خدا ہیں امین خدا

اللّٰهِ عَلٰی وَحْیِهٖ وَرِسَالَاتِهٖ وَعَزَائِمِ اَمْرِهٖ وَمَعْدِنِ

ہیں اس کی وحی پر اور رسالت پر اور اس کے اہم امور پر اور جو معدن

الْوَحْیِ وَالتَّنْزِیْلِ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا

وحی و تنزیل ہیں اور ختم کرنیوالے ہیں ان شریعتوں کے جو پہلے گذر گئیں اور شروع

اسْتُقْبِلَ وَالْمُهَیْمِنِ عَلٰی ذٰلِكَ كُلِّهٖ اَلشَّاهِدِ عَلَی

کرنیوالے ہیں اس دین کے جو پیش آنیوالا ہے اور نگہبان ہیں سب امور پر اور شاہد ہیں

الْخَلْقِ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

خلق پر اور روشن چراغ ہیں اور سلام ہو ان حضرت پر اور رحمت خدا ہو

وَبَرَكَاتُهٗ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَیْتِهٖ

اور برکات اس کی خداوندا صلوات بھیج حضرت محمد مصطفےٰ پر اور انکے اہلبیت

الْمَظْلُوْمِیْنَ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَرْفَعَ وَاَشْرَفَ

پر فاضل تر و کامل تر و بلند تر و شریف تر

مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَائِكَ وَرُسُلِكَ وَاَصْفِیَائِكَ

اس صلوات سے جو بھیجی ہو تو نے کسی ایک پر اپنے انبیا اور رسل اور اصفیا میں سے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَبْدِكَ وَخَيْرِ خَلْقِكَ

خداوندا صلوات بھیج حضرت امیرالمومنین پر جو تیرے بندہ اور بہترین خلق ہیں اور

وَاَخِيْ رَسُوْلِكَ وَوَصِيِّ حَبِيْبِكَ الَّذِي انْتَجَبْتَهٗ مِنْ

بھائی ہیں تیرے رسول کے اور وصی ہیں تیرے حبیب کے جن کو منتخب کیا تو نے اپنی

خَلْقِكَ وَالدَّلِيْلِ عَلٰى مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ وَدَيَّانِ

خلق میں سے اور رہنما ہیں اس کی طرف جنکو تو نے اپنی رسالتوں کے ساتھ مبعوث کیا

الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ وَفَصْلِ قَضَائِكَ بَيْنَ خَلْقِكَ

اور حکم کرنے والے ہیں عدل کیساتھ اور تیرے قطعی حکم کے ساتھ فیصلہ کرنیوالے ہیں

وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَللّٰهُمَّ

درمیان تیری خلق کے سلام ہو ان پر اور رحمت خدا ہو اور برکات اس کی خداوندا

صَلِّ عَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ الْقَوَّامِيْنَ بِاَمْرِكَ مِنْ

صلوات بھیج توان ائمہ پر جو ان کی اولاد سے ہیں اور ان کے بعد تیرے امر کے ساتھ

بَعْدِهِ الْمُطَهَّرِيْنَ الَّذِيْنَ ارْتَضَيْتَهُمْ اَنْصَارًا لِدِيْنِكَ وَ

قائم ہیں اور جو پاک ہیں جن کو تو نے پسند کیا اپنے دین کے انصار ہونے کیلئے اور

حَفَظَةً لِسِرِّكَ وَشُهَدَاءَ عَلٰى خَلْقِكَ وَاَعْلَامًا لِعِبَادِكَ

حفاظت کرنیوالے تیرے راز کے اور شاہد تیرے خلق پر اور رہنما تیرے بندوں کے

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

صلوات ہو تیری ان سب حضرات پر سلام ہو حضرت امیرالمومنین ؑ

عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَصِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتِہٖ وَالْقَائِمِ

علی ابن ابی طالب پر جو وصی رسولخدا ہیں اور ان کے خلیفہ ہیں اور

بِاَمْرِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ سَیِّدِ الْاَوْصِیَآئِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ

قائم ہیں ساتھ انکے امر کے ان کے بعد جو سردار اوصیاء ہیں رحمت خدا ہو اور ان کی

بَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

برکتیں ہوں انپر سلام ہو حضرت فاطمہ زہراؑ دختر رسول خدا پر

سَیِّدَۃِ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

جو سردار ہیں تمام زنان عالم کی سلام ہو حضرت امام حسن اور حضرت حسین

سَیِّدَیْ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ

پر جو سردار ہیں تمام جوانان اہل جنت کے کل مخلوق سے

اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الرَّاشِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ

سلام ہوں حضرات ائمہ راشدین پر سلام ہو تمام انبیاء و مرسلینؑ

وَالْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الْمُسْتَوْدَعِیْنَ

سلام ہو ان ائمہ پر جن کو خدا نے امین قرار دیا ہے

اَلسَّلَامُ عَلٰی خَاصَّۃِ اللّٰہِ مِنْ خَلْقِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَی

سلام ہو خاصان خدا پر اس کے خلق سے سلام ہو ان

الْمُتَوَسِّمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ قَامُوْا

بزرگواروں پر جو منصوص من اللہ ہیں۔ سلام ہو ان مومنین پر جو قائم رہے اس کے حکم

بِاَمْرِهٖ وَوَالَوْا اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ وَخَافُوْا بِخَوْفِهِمْ
پر اور مدد کی انہوں نے اولیاء اللہ کی اور ڈرے وہ انکے خوف کے ساتھ

اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
سلام ہو تمام ملائکہ مقربین پر سلام ہو ہم پر

وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
اور تمام نیک بندگان خدا پر

پھر نزدیک ضریح اقدس پشت بقبلہ ہو کر کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
سلام ہو آپ پر اے امیرالمومنین سلام ہو آپ پر

يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
اے حبیب خدا سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا سلام ہو

عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
آپ پر اے ولی خدا سلام ہو آپ پر اے حجت خدا سلام ہو

عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْهُدٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلَمَ التُّقٰى
آپ پر اے امام ہدایت کرنیوالے سلام ہو آپ پر اے نشان پرہیزگاری

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْوَصِيُّ الْبَرُّ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الْوَفِيُّ
سلام ہو آپ پر اے وہ بزرگوار جو وصی ہیں نیکوکار ہیں پرہیزگار ہیں پاکیزہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

ہیں وفادار ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے پدر بزرگوار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے سلام ہو

يَا عَمُوْدَ الدِّيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْوَصِيِّيْنَ وَاَمِيْنَ

آپ پر اے ستون دین سلام ہو آپ پر اے سردار اوصیاء اور امین

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَدَيَّانَ يَوْمِ الدِّيْنِ وَخَيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

پروردگار عالم کے جزا دینے والے روز قیامت کے اور تمام مومنین سے بہتر

وَسَيِّدَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالصَّفْوَةَ مِنْ سُلَالَةِ النَّبِيِّيْنَ

اور سردار صادقین کے اور برگزیدہ نسل انبیاء

وَبَابَ حِكْمَةِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَخَازِنَ وَحْيِهٖ

اور دروازہ حکمت پروردگار عالم کے اور خزینہ دار اس کی وحی

وَعَيْبَةَ عِلْمِهٖ وَالنَّاصِحَ لِاُمَّةِ نَبِيِّهٖ وَالتَّالِيَ لِرَسُوْلِهٖ

کے اور ظرف اس کے علم کے اور نصیحت کرنیوالے امت نبی کے اور متصل رہنے والے انکے

وَالْمُوَاسِيَ لَهٗ بِنَفْسِهٖ وَالنَّاطِقَ بِحُجَّتِهٖ وَالدَّاعِيَ اِلٰى

رسول سے اور مواسات کرنیوالے اس کے نبی سے اپنے نفس کیساتھ اور گویا ہونیوالے انکی حجت

شَرِيْعَتِهٖ وَالْمَاضِيَ عَلٰى سُنَّتِهٖ

کیساتھ اور دعوت دینے والے انکی شریعت کیطرف اور گذر جانیوالے انکے طریقہ پر

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ عَنْ رَسُوْلِكَ مَا حُمِّلَ

خداوندا میں شہادت دیتا ہوں۔ تحقیق پہنچایا انہوں نے تیرے رسول کیطرف سے اس چیز کو جسکے

وَرَعَىٰ مَا اسْتُحْفِظَ وَحَفِظَ مَا اسْتُودِعَ وَحَلَّلَ

حائل بنائے گئے اور نگہبانی کی اس چیز کی جس کے محافظ بنائے گئے.

حَلَالَكَ وَحَرَّمَ حَرَامَكَ وَأَقَامَ أَحْكَامَكَ وَجَاهَدَ

اور حفاظت کی اس چیز کی جس کے امین بنائے گئے اور حلال کیا تیرے حلال کو حرام کیا تیرے حرام کو اور قائم کیا

النَّاكِثِينَ فِي سَبِيلِكَ وَالْقَاسِطِينَ فِي حُكْمِكَ

تیرے احکام کو اور جہاد کیا ناکثین سے تیری راہ میں اور ظلم قاسطین سے تیرے حکم میں اور مارقین سے

وَالْمَارِقِينَ عَنْ أَمْرِكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا لَا تَأْخُذُهُ

تیرے امر میں درانحالیکہ صابر تھے رضائے الٰہی کیلئے عمل کرنیوالے

فِيكَ لَوْمَةُ لَائِمٍ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ

تجھے نہیں اثر کرتی ان پر تیرے باب میں ملامت کسی ملامت کرنیوالے کی، خداوندا صلوات بھیج ان پر بہتر

عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْ أَوْلِيَائِكَ وَأَصْفِيَائِكَ وَأَوْصِيَاءِ أَنْبِيَائِكَ

صلوات سے جو بھی ہو تو نے کسی ایک پر اپنے اولیا میں سے اور اپنے برگزیدہ لوگوں میں سے اور اپنے انبیا کے اوصیا

اللّٰهُمَّ هٰذَا قَبْرُ وَلِيِّكَ الَّذِي فَرَضْتَ طَاعَتَهُ

میں سے خداوندا یہ قبر ہے تیرے ولی کی جنکی اطاعت تو نے فرض کی ہے اور قرار دیا ہے

وَجَعَلْتَ فِي أَعْنَاقِ عِبَادِكَ مُبَايَعَتَهُ وَخَلِيفَتِكَ

تو نے گردنوں میں اپنے بندوں کے بیعت کرنا ان کی اور قبر ہے تیرے خلیفہ کی جنکے

الَّذِي بِهِ تَأْخُذُ وَتُعْطِي وَبِهِ تُثِيبُ وَتُعَاقِبُ وَقَدْ

سبب سے قبول عمل کرتا ہے اور عطا کرتا ہے اجر کو اور ان کے سبب سے ثواب دیتا ہے تو اور عقاب

قَصَدْتُہٗ طَمَعاً لِمَا اَعْدَدْتَہٗ لِاَوْلِیَائِکَ فَبِعَظِیْمِ

کرتا ہے بتحقیق میں نے قصد کیا ہے امید میں اس چیز کی جس کو تو نے مہیا کیا ہے اپنے

قَدْرِہٖ عِنْدَکَ وَجَلِیْلِ خَطَرِہٖ لَدَیْکَ وَقُرْبِ

اولیا کیلئے پس واسطہ انکی عظیم قدر کا جو تیرے پاس ہے اور انکے بزرگ مرتبہ کا جو تیرے نزدیک ہے

مَنْزِلَتِہٖ مِنْکَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّافْعَلْ مَا اَنْتَ

اور ان کی قرب منزلت کا جو تجھ سے حاصل ہے صلوات بھیج حضرت محمد مصطفٰے اور انکی آل پر

اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اَھْلُ الْکَرَمِ وَالْجُوْدِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ

اور کر میرے ساتھ وہ امر جس کا تو اہل ہے بتحقیق کہ تو صاحب کرم و بخشش ہے اور سلام ہو آپ پر

یَا مَوْلَایَ وَعَلٰی ضَجِیْعَیْکَ اٰدَمَ وَنُوْحٍ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اے مولا میرے اور آپکے دونوں ہم پہلو جناب آدم اور جناب نوح پر اور رحمت خدا ہو اور برکات اسکی

پس ضریح اقدس کو بوسہ دے پھر سرہانے کھڑے ہو کر کہے

یَا مَوْلَایَ اِلَیْکَ وُفُوْدِیْ وَبِکَ اَتَوَسَّلُ اِلٰی رَبِّیْ

اے مولا میرے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپکے سبب سے متوسل ہوں

فِیْ بُلُوْغِ مَقْصُوْدِیْ وَاَشْھَدُ اَنَّ الْمُتَوَسِّلَ بِکَ غَیْرُ

اپنے خدا سے پہنچنے میں اپنے مقصود کے اور گواہی دیتا ہوں میں اس امر کی کہ توسل کرنے

خَائِبٍ وَّالطَّالِبَ بِکَ عَنْ مَعْرِفَۃٍ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ اِلَّا

والا بواسطہ آپکے ناکام نہیں ہوتا اور طلب کرنیوالا بواسطہ آپکی معرفت کے واپس نہیں ہوتا مگر

بِقَضَاءِ حَوَائِجِهٖ فَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا اِلَى اللّٰهِ رَبِّكَ

بعد پوری ہونے اپنی حاجتوں کے پس ہو جائیے میری شفاعت کرنیوالے خدا سے جو آپ کا

وَرَبِّيْ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِيْ وَتَيْسِيْرِ اُمُوْرِيْ وَكَشْفِ

اور میرا رب ہے پورا ہونے میں میری حاجتوں کے اور آسان ہونے میں میرے امور کے اور دور ہونے میں

شِدَّتِيْ وَغُفْرَانِ ذَنْبِيْ وَسَعَةِ رِزْقِيْ وَتَطْوِيْلِ عُمْرِيْ

میری سختیوں کے اور بخشے جانے میں میرے گناہوں کے اور وسعت رزق کے اور درازی عمر کیلئے

وَاِعْطَاءِ سُؤْلِيْ فِيْ اٰخِرَتِيْ وَدُنْيَايَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ

اور پورا ہونے کیلئے میرے سوالوں کے دنیا و آخرت میں خداوندا لعنت کر تو قاتلان حضرت

اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

امیر المومنین پر خداوندا لعنت کر تو قاتلان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین پر

اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْاَئِمَّةِ وَعَذِّبْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

خداوندا لعنت کر تو قاتلان ائمہ پر اور عذاب کر تو ان پر ایسا سخت عذاب کہ تو

لَا تُعَذِّبُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ عَذَابًا كَثِيْرًا

کسی پر تو نے نہ کیا ہو تمام عالم میں سے عذاب کثیر ہو اور

لَا انْقِطَاعَ لَهٗ وَلَا اَجَلَ وَلَا اَمَدَ بِمَا شَاقُّوْا وُلَاةَ اَمْرِكَ

جو منقطع ہونے والا نہ ہو نہ اس کی کوئی انتہا ہو اس سبب سے کہ انہوں نے تیرے

وَاَعِدَّ لَهُمْ عَذَابًا لَمْ تُحِلَّهٗ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ. اَللّٰهُمَّ

والیان امر کی مخالفت کی اور مہیا کر ان کیلئے عذاب جس کو نہ نازل کیا ہو تو نے کسی شخص پر اپنے خلق میں سے خداوندا

وَاَدْخِلْ عَلٰى قَتَلَةِ اَنْصَارِ رَسُوْلِكَ وَعَلٰى قَتَلَةِ اَمِيْرِ
اور نازل کر تو قاتلان انصار رسول پر اور قاتلان حضرت

الْمُؤْمِنِيْنَ وَعَلٰى قَتَلَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَقَتَلَةِ
امیر المومنین پر اور قاتلان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین پر قاتلوں

مَنْ قُتِلَ فِیْ وِلَايَةِ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَجْمَعِيْنَ عَذَابًا
پر ان لوگوں کے جو قتل کئے گئے محبت آل محمد میں سب پر سخت عذاب بلکہ دو

اَلِيْمًا مُضَاعَفًا فِیْ اَسْفَلِ دَرْكٍ مِّنَ الْجَحِيْمِ لَا يُخَفَّفُ
چند پست ترین درجہ جہنم میں نہ تخفیف کیا جائے ان سے

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ مَلْعُوْنُوْنَ نَاكِسُوْ
عذاب اور وہ اسی عذاب میں پریشان رہیں ملعون رہیں درحالیکہ جھکائے

رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَدْ عَايَنُوا النَّدَامَةَ وَالْخِزْيَ الطَّوِيْلَ
رہیں وہ اپنے سروں کو پاس اپنے رب کے یقیناً دیکھا ہو انہوں نے ندامت

لِقَتْلِهِمْ عِتْرَةَ اَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ وَاَتْبَاعَهُمْ مِنْ عِبَادِكَ
اور طویل رسوائی کو بسبب قتل کرنے عترت کو تیرے انبیاء و رسل کی اور ان حضرات کے

الصّٰلِحِيْنَ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فِیْ مُسْتَسِرِّ السِّرِّ وَظَاهِرِ الْعَلَانِيَةِ
تابعین کو تیرے نیکوکار بندوں میں سے خداوندا لعنت کر تو انپر باطن میں اور ظاہر و علانیہ طور سے

فِیْ اَرْضِكَ وَسَمَائِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ قَدَمَ صِدْقٍ
یعنی زمین و آسمان میں خداوندا قرار دے میرے لئے سچا عمل دلدار کے بارے

فِیۡ اَوۡلِیَائِکَ وَحَبِّبۡ اِلَیَّ مَشَاهِدَهُمۡ وَمُسۡتَقَرَّهُمۡ حَتّٰی

میں اور محبوب بنا میرے لیے انکے روضوں اور انکے ٹھکانوں کو یہاں تک کہ تو ان حضرات سے

تُلۡحِقَنِیۡ بِهِمۡ وَتَجۡعَلَنِیۡ لَهُمۡ تَبَعًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ

مجھکو ملادے اور قرار دے مجھکو انکے تابعین سے دنیا و آخرت میں اے سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے

پھر ضریح اقدس کو بوسہ دے آنکھوں سے لگائے اور پشت قبلہ کیطرف اور رخ

کربلا کی طرف کرکے زیارت حضرت سید الشہداء علیہ السلام اس طرح پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا اَبَا عَبۡدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا ابۡنَ رَسُوۡلِ

سلام ہو آپ پر اے ابو عبد اللہ الحسین سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول خدا

اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا ابۡنَ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا ابۡنَ

سلام ہو آپ پر اے فرزند حضرت امیر المومنین سلام ہو آپ پر اے فرزند حضرت

فَاطِمَةَ الزَّهۡرَآءِ سَیِّدَةِ نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا اَبَا

فاطمہ زہرا کے جو سردار ہیں تمام زنان عالم کی سلام ہو آپ پر اے پدر بزرگوار

الۡاَئِمَّةِ الۡهَادِیۡنَ الۡمَهۡدِیِّیۡنَ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا صَرِیۡعَ الدَّمۡعَةِ

ان ائمہ کے جو ہدایت کرنیوالے اور ہدایت یافتہ ہیں سلام ہو آپ پر اے کشتۂ اشک

السَّاکِبَةِ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا صَاحِبَ الۡمُصِیۡبَةِ الرَّاتِبَةِ اَلسَّلَامُ

ریختہ سلام ہو آپ پر اے پے در پے مصیبتوں کو برداشت کرنیوالے سلام ہو آپ

عَلَیۡکَ وَعَلٰی جَدِّکَ وَاَبِیۡکَ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ وَعَلٰی اُمِّکَ وَاَخِیۡکَ

پر اور آپکے جد امجد اور پدر بزرگوار پر سلام ہو آپ پر اور آپکی والدہ ماجدہ و برادر معظم پر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَبَنِيْكَ اَشْهَدُ لَقَدْ

سلام ہو آپ پر اور ان ائمہ پر جو آپکی ذریت و اولاد میں ہیں میں گواہی دیتا

طَيَّبَ اللّٰهُ بِكَ التُّرَابَ وَاَوْضَحَ بِكَ الْكِتَابَ وَجَعَلَكَ وَاَبَاكَ

ہوں کہ بتحقیق کہ پاکیزہ کیا خدا نے آپ کے سبب سے خاک کو اور واضح کیا خدا نے آپکی وجہ سے قرآن

وَجَدَّكَ وَاَخَاكَ وَاُمَّكَ وَبَنِيْكَ عِبْرَةً لِاُولِي الْاَلْبَابِ يَا ابْنَ الْمَيَامِيْنَ

کو اور گردانا خدا نے آپکو اور آپکے پدر بزرگوار کو اور نانا کو اور آپکے بھائی کو اور آپکی اولاد کو عبرت

الْاَطْيَابِ التَّالِيْنَ الْكِتَابَ وَجَّهْتُ سَلَامِيْ اِلَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ

صاحبان عقل کیلئے اے فرزند مبارک و پاکیزہ حضرات کے جو تالیان قرآن ہیں متوجہ کیا میں نے اپنے

وَسَلَامُهُ عَلَيْكَ وَجَعَلَ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْكَ

سلام کو آپکی طرف رحمت خدا ہو اور سلام اس کا آپ پر اور لوگوں کے دلوں کو آپکی طرف جھکا دے

مَا خَابَ مَنْ تَمَسَّكَ بِكَ وَاٰمِنَ مَنْ لَجَاءَ اِلَيْكَ ؕ

نہیں ناکام ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تمسک کیا اور بیخوف ہو گیا جس نے آپکے پاس پناہ لی

اس کے بعد پائیں ضریح اقدس کھڑے ہو کر کہے :

اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِي الْاَئِمَّةِ وَخَلِيْلِ النُّبُوَّةِ وَالْمَخْصُوْصِ بِالْاُخُوَّةِ

سلام ہو ابو الائمہ پر اور خلیل نبوت پر جو مخصوص ہے برادری کیساتھ

اَلسَّلَامُ عَلٰى يَعْسُوْبِ الدِّيْنِ وَالْاِيْمَانِ وَكَلِمَةِ الرَّحْمٰنِ

سلام ہو دین و ایمان کے سردار اور کلمۂ رحمٰن پر

اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْزَانِ الْاَعْمَالِ وَمُقَلِّبِ الْاَحْوَالِ وَسَیْفِ ذِی

سلام ہو اس بزرگوار پر جو میزان اعمال ہے اور پھیر دینے والا ہے احوال کا اور سیف ذو الجلال ہے

الْجَلَالِ وَسَاقِی السَّلْسَبِیْلِ الزُّلَالِ اَلسَّلَامُ عَلٰی صَالِحِ

اور سیراب کرنیوالا ہے آب سلسبیل صاف سے سلام ہو اس پر جو صالح مومنین

الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَارِثِ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ وَالْحَاکِمِ یَوْمَ الدِّیْنِ اَلسَّلَامُ

ہے اور وارث علم انبیاء ہے اور حاکم ہے روز قیامت کا سلام ہو

عَلٰی شَجَرَۃِ التَّقْوٰی وَسَامِعِ السِّرِّ وَالنَّجْوٰی اَلسَّلَامُ عَلٰی

اس پر جو شجر ہے پرہیزگاری کا اور سننے والا ہے بھیدوں کا اور رازوں کا ، سلام ہو اس پر جو

حُجَّۃِ اللّٰہِ الْبَالِغَۃِ وَنِعْمَتِہِ السَّابِغَۃِ وَنِقْمَتِہِ الدَّامِغَۃِ

اللہ کی حجت بالغہ ہے اور اسکی نعمت کاملہ ہے اور اس کا باطل شکن عقاب ہے

اَلسَّلَامُ عَلَی الصِّرَاطِ الْوَاضِحِ وَالنَّجْمِ اللَّائِحِ وَالْاِمَامِ

سلام ہو اس پر جو کھلی ہوئی راہ ہے اور چمکتا ہوا ستارہ ہے اور امام نصیحت

النَّاصِحِ وَالزِّنَادِ الْقَادِحِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

کرنیوالا ہے اور روشن کنندہ ہے اور رحمت خدا ہو اور برکات اس کی۔

بعد اس کے کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخِیْ

خداوندا صلوات بھیج حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب پر جو بھائی ہیں تیرے

نَبِیِّكَ وَوَلِیِّهٖ وَنَاصِرِهٖ وَوَصِیِّهٖ وَوَزِیْرِهٖ وَمُسْتَوْدَعِ عِلْمِهٖ
نبی کے اور ان کے ولی ہیں اور ان کے ناصر ہیں انکے وصی ہیں ان کے وزیر ہیں ان کے علم کے

وَمَوْضِعِ سِرِّهٖ وَبَابِ حِکْمَتِهٖ وَالنَّاطِقِ بِحُجَّتِهٖ وَالدَّاعِیْ
امین ہیں اور انکے راز دار ہیں ان کا دروازہ حکمت ہیں گویا انکی حجت کیساتھ دعوت

اِلٰی شَرِیْعَتِهٖ وَخَلِیْفَتِهٖ فِیْ اُمَّتِهٖ وَمُفَرِّجِ الْکَرْبِ عَنْ
دینے والے ہیں ان کی شریعت کیطرف، خلیفہ ہیں انکے انکی امت میں اور دور کرنیوالے ہیں کرب

وَجْهِهٖ قَاصِمِ الْکَفَرَةِ وَمُرْغِمِ الْفَجَرَةِ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ
کو انکے چہرہ سے۔ پشت توڑنے والے ہیں کافروں کی اور ناک رگڑنے والے ہیں فاجروں کی

مِنْ نَبِیِّكَ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی۔ اَللّٰهُمَّ وَالِ
جنکو قرار دیا ہے تو نے اپنے نبی کیلئے جیسے ہارون تھے موسٰی کیلئے خداوندا دوست رکھ

مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهٗ وَاخْذُلْ
تو اس کو جو دوست رکھے ان کو اور دشمن رکھ تو اس کو جو دشمن رکھے انکو اور مدد کر اسکی

مَنْ خَذَلَهٗ وَالْعَنْ مَنْ نَصَبَ لَهُ الْعَدَاوَةَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ
جو نصرت کرے ان کی اور چھوڑے تو اسکو جو چھوڑ دے ان کو اور لعنت کر اس پر جو

وَالْاٰخِرِیْنَ وَصَلِّ عَلَیْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ
قائم کرے ان سے عداوت کر اولین میں سے ہو یا آخرین میں سے اور صلوات بھیج ان پر بہتر

اَوْصِیَاءِ اَنْبِیَاءِكَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔
اس صلوات سے جو بھیجی ہو تو نے کسی ایک پر اپنے اوصیاء انبیاء سے اے پالنے والے تمام عالم کے

اس کے بعد سرہانے جاکر زیارت جناب آدم پڑھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ

سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا

اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ اللهِ

سلام ہو آپ پر اے نبی خدا سلام ہو آپ پر اے امین خدا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ اللهِ فِيْ اَرْضِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

سلام ہو آپ پر اے خلیفہ خدا اس کی زمین میں سلام ہو آپ پر

يَا اَبَا الْبَشَرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى رُوْحِكَ وَبَدَنِكَ وَعَلَى

اے ابوالبشر سلام ہو آپ پر اور آپ کی روح پر اور آپکے جسم پر اور

الطَّاهِرِيْنَ مِنْ وُلْدِكَ وَذُرِّيَّتِكَ وَصَلَّى اللهُ عَلَيْكَ صَلٰوةً

ان پاکیزہ حضرات پر جو آپ کی اولاد اور ذریت میں ہیں صلوات خدا ہو آپ پر

لَا يُحْصِيْهَا اِلَّا هُوَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ایسی صلوات کہ جس کا احاطہ کوئی نہ کر سکتا مگر وہی اور رحمت خدا ہو اور برکات اسکی

بعد اس کے زیارت جناب نوح پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللهِ

سلام ہو آپ پر اے نبی خدا سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ

سلام ہو آپ پر اے ولی خدا سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سلام ہو آپ پر اے سردار رسولوں کے سلام ہو آپ پر اے

اَمِيْنَ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْكَ
امین خدا اس کی زمین میں صلوات خدا ہو اور سلام ہو اس کا آپ پر

وَعَلٰى رُوْحِكَ وَبَدَنِكَ وَعَلَى الطَّاهِرِيْنَ مِنْ وُلْدِكَ
آپ کی روح پر اور آپ کے جسم پر اور ان حضرات پر جو کہ پاکیزہ ہیں۔ آپکی اولاد میں

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اور رحمت خدا ہو اور برکات اس کی

پھر دو رکعت نماز زیارت حضرت امیر المومنین علیہ السلام پڑھے
بعد نماز تسبیح حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پڑھکر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ صَلَّيْتُ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةً مِنِّیْ اِلٰى سَيِّدِیْ وَمَوْلَایَ وَلِيِّكَ وَاَخِیْ رَسُوْلِكَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ وَاجْزِنِیْ عَلٰى ذٰلِكَ جَزَاءَ الْمُحْسِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَّيْتُ وَلَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ سَجَدْتُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لِاَنَّهٗ لَا تَكُوْنُ الصَّلٰوةُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ اِلَّا لَكَ لِاَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّتَقَبَّلْ

مِنّی یَا رَبّی وَاعْطِنِی سُؤْلِی بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ

پھر دو رکعت نماز ہدیہ جناب آدمؑ اور دو رکعت نماز ہدیہ جناب نوحؑ پڑھکر سجدۂ شکر بجالائے اور سجدے میں یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَرَجَائِیْ فَاکْفِنِیْ مَا اَهَمَّنِیْ وَمَا لَا یُهِمُّنِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّقَرِّبْ فَرَجَهُمْ

اس کے بعد داہنا رخسارہ خاک پر رکھے اور کہے۔

اِرْحَمْ ذُلِّی بَیْنَ یَدَیْكَ وَتَضَرُّعِیْ اِلَیْكَ وَوَحْشَتِیْ مِنَ النَّاسِ وَاُنْسِیْ بِكَ یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ پھر بایاں رخسارہ خاک پر رکھے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ حَقًّا حَقًّا سَجَدْتُ لَكَ یَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْهُ لِیْ یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ پھر پیشانی خاک پر رکھکر سو مرتبہ شُکْرًا شُکْرًا کہے پس دعا کرے کہ یہ محل استجابت دعا ہے اور گنہگار مؤلف کو اپنی پر خلوص دعا سے فراموش نہ کرے۔ فقط

(مفتی) سید طیب آغا الموسوی الحسینی الجزائری اصلاً والحائری مسکناً الخ
بتاریخ ۲۷ رجب روز مبعث سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۳۸۱ھ بلدہ لاہور پاکستان

عراق کے مشہور و معروف مقامات

عراق میں بہت سے مقامات قابلِ زیارت ہیں۔ مگر عام طور سے لوگ ان سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لیے اُن کی زیارت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ذیل میں اس کتاب کی افادیت پُوری کرنے کے لیے ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔

بصرہ (۱) مقامِ علیؑ:۔ یہ وُہ مقام ہے جہاں جنگ جمل کے موقع پر حضرت امیرالمؤمنینؑ نے نماز پڑھی تھی۔ (۲) مقامِ عائشہ:۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اس جنگ کے موقع پر موصوفہ نے "سپہ سالاری" کے فرائض انجام دیئے تھے۔

مسیب ۔ بصرہ اور بغداد سے کربلا جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے روایت میں ہے کہ حضرت مسیب ابن نجبیہؓ یہاں تک بغرض نصرت حضرت سید الشہداءؑ آئے تھے مگر خبرِ شہادت سُنکر واپس چلے گئے۔ طفلانِ مسلم:۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے فرزندانِ جناب مُسلم بن عقیل محمدؑ و ابراہیمؑ کا مزار ہے۔

کربلائے معلّیٰ:۔ (۱) روضۂ حضرت سید الشہداءؑ:۔ جس میں بڑی ضریح کے نیچے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حضرت علی اکبرؑ و حضرت علی اصغرؑ مدفون ہیں۔ حضرت علی اکبر امام حسینؑ کے پائین پا ہیں۔ اسی کے قریب گنج شہیداں ہے۔ جہاں باقی شہدائے کربلا کا مزار ہے۔ رواق میں قتل گاہ ہے جس کے سامنے بچپنے کے دوست حبیب بن مظاہر اسدی کی ضریح انور ہے۔ آگے چل کر سید ابراہیم مجاب

فرزندِ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی ضریحِ انور ہے۔
(۲) حرم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السّلام (۳) خیمہ گاہِ امام مظلوم علیہ السّلام
(۴) تلِّ زینبیہ:- جو مسافر خانہ سید حیدر شاہ اور روضۂ مبارکہ امام حسین ؑ کے راستہ میں پڑتا ہے۔ افسوس! کہ اس مقدس مقام کے آس پاس جوتوں کی دکانیں ہیں۔ اور زیارت گاہ گلی میں واقع ہے۔ کسی ثروتمند مومن کو آج تک توفیق نہ ہوئی کہ اس مقامِ محترم کے شایانِ شان زیارت گاہ بنا دیتا۔ یہی وہ معروف جگہ حضرت زینب علیہا سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی کو زیرِ خنجر دیکھ کر پسر سعد کو پکارا تھا۔ (۵) کوچہ شیر و فضہ:- یہاں جناب فضہ نے وقتِ پائمالیٔ اجسام (بروایتے) شیر کو آواز دی تھی (۶) مقام دستہائے ابوالفضل (۷) مقام زعفرجن:- کوچۂ بلوچ میں ہے یہ وہ مقام ہے جہاں زعفر جن معہ اپنی فوج کے نصرت امام مظلوم ؑ کے لیے آئے تھے۔ (۸) مقام گفتگو حضرت سید الشہداء با عمر سعد۔ (۹) مقامِ علی اکبر ؑ:- جہاں حضرت علی اکبر ؑ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے تھے۔ (۱۰) مقامِ علی اصغر ؑ یہ وہ مقام ہے جہاں بے شیر کے گلوئے نازک کو حرملہ لعین نے تیر کا نشانہ بنایا۔ (۱۱) مقام حضرت علی ؑ:- یہ وہ مقام ہے جہاں امیر المومنین ؑ تشریف لائے۔ (۱۲) مقام صاحب الزمان ؑ:- یہ مقام حضرت حجت کی طرف منسوب ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حضرت سید الشہداء داخل کربلا ہوئے تو پہلے آپ ؑ کا گھوڑا اسی مقام پر رک گیا۔ (۱۳) باغ امام جعفر صادق علیہ السّلام (۱۴) روضۂ حضرت حر ؑ:- آپ کا روضہ کربلا سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (۱۵) روضۂ جناب عون بن علی ؑ:- آپ ؑ کا روضہ کربلا کے اسٹیشن سے پہلے پڑتا ہے۔ ریل بھی

وہاں رُکتی ہے۔ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ عون بن امیرالمؤمنین علیہ السلام کا روضہ ہے
یا یہ عون بن عبداللہ بن جعفر طیار کا مزار ہے۔ واللہ اعلم!

نجف اشرف (۱) روضۂ حضرت امیرالمؤمنینؑ۔ آپؑ کی ضریح مبارک کے اندر جناب آدمؑ و جناب نوحؑ کی بھی قبریں ہیں۔

(۲) مزار ہودؑ پیغمبرؑ (۳) مزار جناب صالح پیغمبرؑ } وادی السلام میں ہیں۔

(۴) مقام حضرت حجت۔

(۵) مقام امام زین العابدینؑ (۶) مسجد طوسی:۔ جہاں شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسیؒ مدفون ہیں۔ (۷) مرقد علامہ حلیؒ حرم میں داخل ہوں تو داہنی طرف منارہ کے پاس مدفون ہیں۔ (۸) مرقد مقدس اردبیلیؒ بائیں منارہ کے پاس مدفون ہیں۔ (۹) مرقد محدث شہیر آقا شیخ عباس قمیؒ۔ باب قبلہ کے پاس (۱۰) مسجد ھندی:۔ اجتہاد کی عظیم الشان درس گاہ۔ جہاں سے لاتعداد مجتہد علم دین حاصل کر کے اطراف عالم میں پھیلے۔ شارع القبلہ پر واقع ہے۔ (۱۱) مسجد حنانہ نجف سے نکل کر راہ کوفہ پر واقع ہے۔ یہاں سر امام حسین علیہ السلام لایا گیا تھا جس کی تعظیم میں اس کی دیوار جھکی تھی۔ اسی لئے اس کو حنانہ (جھکنے والی) کہتے ہیں۔ (۱۲) روضۂ کمیل:۔ جس میں جناب کمیلؓ بن زیاد نخعی، اور رشیدؓ ہجری۔ احنف

۱؎ کمیل بن زیاد نخعی اجلۂ اصحاب امیرالمؤمنینؑ میں سے تھے۔ انہی کے نام سے دعائے کمیل مشہور ہے۔ حجاج بن یوسف نے جب آپ کی گرفتاری کا حکم دیا اور آپ کی وجہ سے آپ کے خاندان والوں کا وظیفہ بند کر دیا تو خود دربار میں آ گئے۔ چنانچہ حجاج نے آپ کو محبت علیؑ کے جرم میں شہید کیا۔ رضوان اللہ علیہ

۲؎ رشید ہجری۔ حضرت علیؑ کے کبار صحابہ میں سے تھے جن کو زیاد بن ابیہ نے بعد بریدن زبان و دست و پا کر سولی دے دی۔ احنف بن قیس بھی حضرت کے خاص صحابی تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

بن قیس کی قبریں ہیں۔ یہ روضہ بھی مسجد حنانہ کے قریب واقع ہے۔

نوٹ۔ نجف اشرف و کربلائے معلی میں حضرات زائدین کرام کو وہاں کے علماء کرام و طلبائے عظام کی زیارت سے بھی مشرف ہونا چاہیے۔ کیونکہ غیبت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ میں یہی مغتنم و محترم ہستیاں بڑی قربانیاں دے کر ترویج دین مبین میں مصروف ہیں۔ فکثر اللہ امثالھم وجزاھم خیر الکثیر۔

کوفہ:۔ (۱) مسجد کوفہ:۔ اس میں وہ محراب ہے جس میں حضرت علیؑ کے ضربت لگی۔ بیت الطشت، جہاں حضرت نے ایک لڑکی کو طشت میں بٹھا کر اس کے شکم سے بہ اعجاز کیڑا نکالا تھا۔ دکۃ القضا، جہاں حضرت مقدمات فیصلہ فرماتے تھے۔ اور مقامات انبیاء و معصومین قابلِ زیارت ہیں۔ (۲) روضۂ جناب مسلمؑ۔ (۳) ضریح جناب مختار ثقفی جو روضۂ حضرت مسلم کے اندر کی طرف واقع ہے۔ (۴) روضۂ جناب خدیجہ بنت امیر المومنین علیہ السلام۔ مسجد کوفہ کے عین مقابل واقع ہے۔ (۵) خانہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام۔ (۷) روضۂ جناب میثم تمار[1]۔ (۸) قصر الامارہ:۔ ابن زیاد کا وہ مشہور قصر جس کے کوٹھے پر مسلمؑ بن عقیل کو شہید کر کے نیچے دھکیلا گیا تھا۔ (۹) مسجد یونس:۔ کنار فرات واقع ہے۔ (۱۰) مسجد سہلہ:۔ مسجد کوفہ سے تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں بعض خوش نصیب امامِ زمانہؑ کی زیارت سے

---

[1] میثم بن یحییٰ تمار حضرت علیؑ کے مشہور صحابی تھے جن کو آپ نے علم منایا و بلایا تعلیم فرمایا تھا۔ آپ کو عبیداللہ بن زیاد نے ہاتھ پیر زبان کاٹ کر اُلٹا لٹکوا دیا۔ آخر میں اسی عالم میں ایک حربہ کے ذریعہ قتل کیا گیا۔ رضوان اللہ علیہ۔ ج۔ نو۔ ۱۲ ۔ اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ابو تراب بر مسند قضا و فصل الخطاب میں لکھی ہے۔ ۱۲

مشرف ہوئے ہیں۔(۱۱) مسجد صعصعہ بن صوحان:۔ مسجد سہلا کے شمال مغرب میں واقع ہے۔(۱۲) مسجد زید:۔ یہ مسجد زید بن صوحان کی طرف منسوب ہے نہ کہ زید شہید کی طرف۔ جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے یہ دونوں بھائی صعصعہ و زید بھی امیرالمومنین علیہ السلام کے اجلہ اصحاب میں سے تھے۔

حلہ:۔(۱) مزار ذی الکفل پیغمبر۔(۲) مزار زید شہید جو زیدی سادات کے جد ہیں۔ اس مقام پر آپ کی میت دار پر لٹکائی گئی تھی۔(۳) مسجد رد الشمس (۴) بابل کے کھنڈر (۵) مزارات جناب قاسم برادر امام رضاؑ و جناب حمزہ حضرت عباسؑ کے پوتے۔

بغداد:۔(۱) کاظمین:۔ یہاں ایک ہی روضۂ اقدس میں امام موسٰی کاظم و امام محمد تقی علیہما السلام کی قبریں ہیں۔(۲) مزار محقق شیخ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ۔ روضہ کے رواق میں ہے۔(۳) مزار سید مرتضٰی علم الہدیٰ (۴) مزار شریف سید رضی جامع نہج البلاغۃ:۔ یہ دونوں مزار روضہ کے نزدیک سڑک پر واقع ہیں۔ جن پر خوبصورت مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔(۵) مسجد براثا:۔ جہاں حضرت علی علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی۔ کاظمین سے بغداد جاتے راستہ میں پڑتی ہے۔ اس مسجد کی فضیلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس میں حضرت علی علیہ السلام نے نماز پڑھی ہے۔ اور اس کے پاس غسل کیا ہے۔ باقی اس کے فضائل بہت ہیں۔(۶) مزار جناب حسین ابن روح نائب خاص حضرت حجتؑ۔ یہ مزار مسجد جامع المرجان کے متصل سوق العطر میں واقع ہے۔(۷) مزار جناب علی بن محمد سامری نائب خاص حضرت حجتؑ

سوق الحراج مسجد جامع قبلانیہ میں واقع ہے۔ (۸) مزار جناب عثمان بن سعید نائبِ خاص حضرت حجت ؑ عقبِ ڈاکخانۂ بغداد واقع ہے۔ (۹) مزار جناب محمد بن عثمان :- نائبِ خاص حضرت حجت ؑ، باب الشیخ میں واقع ہے۔ (۱۰) مقبرۂ جناب قنبرؑ۔ بازارِ قنبر علی محلہ یہودیاں میں واقع ہے۔ (۱۱) مقبرۂ جناب محمد بن یعقوب کلینیؒ مؤلف کتاب کافی :- محلہ جسر مسجد جامع داود کے پاس ہے (۱۲) دیوارِ سادات۔ وُہ دیوار جس میں عباسیوں نے سادات کو زندہ چُنوایا لبِ دجلہ موڈ برج کے جنوب میں واقع ہے۔

مدائن :- (۱) روضۂ جناب سلمان فارسیؓ۔ (۲) روضۂ جناب حذیفہ یمانی۔ (۳) عبداللہ بن جابر انصاری۔ (۴) طاق کسریٰ :- یہاں امیرالمومنین علیہ السّلام نے نماز پڑھی تھی۔

سامرہ :- (۱) روضۂ جناب سیّد محمد بن امام علی نقی علیہ السّلام سامرہ سے قبل "بلد" اسٹیشن پر واقع ہے۔ (۲) روضۂ عسکریین :- سامرہ میں ہے جس میں امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہما السّلام و جناب حکیمہ خاتون بنت امام محمد تقی علیہ السّلام و جناب نرجس خاتون والدۂ حضرت حجت علیہ السّلام کی قبور مطہرہ ہیں۔ (۳) سرداب حضرت حجت ؑ (۴) زندان حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام بیرونِ شہر۔ (۵) منارۂ ملویہ :- شہر کے باہر واقع ہے۔ یہ ظاہر میں وُہ مقام ہے جہاں متوکل عباسی نے امام علی نقی علیہ السّلام کو اور امام ؑ عالی مقام نے خلیفہ کو اپنا لشکر و شان و شوکت دکھلائی تھی۔

(تکملۂ از مؤلف)

توفیقِ ایزدی

ہم اسے الٰہی توفیق وآل محمد کی نظرِ توجہ سمجھتے ہیں کہ ادارہ علوم آلِ محمد نے چند روز کے عرصے میں دیکھتے دیکھتے روزافزوں و نمایاں ترقی حاصل کی ہے چنانچہ ابتک کئی بے مثل و بے نظیر کتابیں جلوہ نما ہو چکی ہیں انمیں سے بعض کتب تو وہ ہیں جنکی مثل پاکستان کیا پورے زمانہ میں نہ ملے گی جیسا کہ علمائے عراق کے تبصروں سے ظاہر ہے ہمارا ادارہ ابتک ابوتراب حصہ اول، ابوتراب حصہ دوم، آفتابِ شہادت

۴/۷۵ ۳/۸۷ ۲/۵۰

سرالشہادتین ارجح المطالب وغیرہ شائع کر چکا ہے اب مناسکِ حج

۳/۵۰ ۱۲/۵۰

اعجازِ حسینی زیرِ طبع ہیں۔ ہم ان مومنین کرام کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں جنکے تعریفی خطوط آئے دن وصول ہو رہے ہیں خداوند کریم آپکو مطالعہ کی توفیق دے اور ہمیں خدمت کی

سیکرٹری ادارہ علوم آلِ محمد ۱۲/بی شادباغ لاہور

آپ ہماری کتابیں ان مقامات سے بھی خرید سکتے ہیں

کراچی میں:۔ محفوظ بک ایجنسی امام بارہ مارٹن روڈ ۲ عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ

حیدرآباد میں:۔ گڈویر شو کمپنی شاہی بازار

ملتان میں:۔ سید محمد اکبر صاحب زیدی مکان نمبر ۱۳۰۲ وارڈ نمبر ۴ محلہ شاہ مہنگر

لاہور میں:۔ (۱) حق برادرس انارکلی (۲) حسینیہ کتب خانہ محلہ شیعہ (۳) راحت علی اینڈ برادرز

ادارہ علوم آلِ محمد ۱۲/بی شادباغ لاہور

تاریخ کربلا و نجف

از قلم

حجۃ الاسلام علامہ جزائری مفتی سید طیب آغا مدظلہ

امام جمعہ جامع حائری وسن پورہ لاہور

ناشر

ادارہ علوم آل محمد بی ۱۲ شادباغ لاہور